فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۹

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد ہفتم
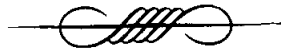
مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوھاب 0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر:12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔

042-7321823, 0301 4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَھٰذِہٖ تَرْجَمَۃُ لِلْجُزْءِ التَّاسِعَ عَشَرَ مِنْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَفَّقَنَا اللّٰہُ لِاِنْتِھَآئِہٖ کَمَا وَفَّقَنَا لِاِبْتِدَآئِہٖ.

سُوْرَۃُ بَرَآءَۃَ — سورۂ برأت کی تفسیر کا بیان

فائدہ: یہ سورۂ توبہ ہے اور یہ اس کا مشہور تر نام ہے اور اس کے سوا اس کے اور نام بھی ہیں جو دس سے زیادہ ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے اول میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی سو بعض لکھتے ہیں اس واسطے کہ وہ تلوار کے ساتھ اتری اور بسم اللہ امان ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے قرآن کو جمع کیا تو ان کو شک ہوا کہ کیا یہ سورت اور انفال دونوں ایک سورت ہے یا دو سورتیں ہیں جدا جدا سو انہوں نے دونوں کے درمیان فرق کیا ساتھ اس طور کے کہ دونوں کے درمیان ایک سطر خالی چھوڑی نہ اس میں بسم اللہ لکھی اور نہ کچھ اور لکھا روایت کی ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اور یہی معتمد ہے اور روایت کیا ہے اس کو احمد اور حاکم اور بعض اہل سنن نے۔ (فتح)

﴿وَلِیْجَةً﴾ کُلُّ شَیْءٍ اَدْخَلْتَہٗ فِیْ شَیْءٍ. — ولیجۃ کے معنی ہیں ہر چیز کہ داخل کرے تو اس کو ایک چیز میں یعنی راز دان۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ﴾ یعنی نہیں پکڑا انہوں نے اللہ کے اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے علاوہ کسی کو راز دان۔

﴿اَلشُّقَّۃُ﴾ السَّفَرُ. — یعنی اور شقہ کے معنی ہیں سفر بعید یعنی اس آیت میں ﴿ولکن بعدت علیھم الشقۃ﴾ اور بعض کہتے ہیں شقہ وہ زمین ہے جس میں چلنا مشکل ہو۔

اَلْخَبَالُ الْفَسَادُ. — یعنی خبال کے معنی ہیں فساد۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا﴾۔

وَالْخَبَالُ الْمَوْتُ. — یعنی اور خبال کے معنی ہیں موت۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ صواب موتہ ہے اور وہ ایک قسم ہے جنون کی۔

﴿وَلَا تَفْتِنِّیْ﴾ لَا تُوَبِّخْنِیْ. کے معنی ہیں مجھ کو نہ جھڑک اور نہ ڈانٹ اور قتادہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ مجھ کو گناہ میں نہ ڈال

﴿کَرْهًا﴾ وَ ﴿کُرْهًا﴾ وَاحِدٌ. یعنی کرھا اور کُرھا کے ایک معنی ہیں یعنی ناخوشی۔

فائدہ: اس اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قل انفقوا طوعا او کرھا﴾۔

﴿مُدَّخَلًا﴾ یَدْخُلُوْنَ فِیْهِ. یعنی مدخلا کے معنی ہیں گھسنے کی جگہ کہ اس میں گھسیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لو یجدون ملجأ او مغارات او مدخلا﴾۔

﴿یَجْمَحُوْنَ﴾ یُسْرِعُوْنَ. یعنی یجمحون کے معنی ہیں جلدی کرتے ہیں یعنی اس آیت میں ﴿لولوا الیه وهم یجمحون﴾۔

﴿وَالْمُؤْتَفِکَاتِ﴾ اِئْتَفَکَتِ انْقَلَبَتْ بِهَا الْأَرْضُ. یعنی لفظ موتفکات کہ آیت ﴿والمؤتفکات اتتهم رسلهم بالبینات﴾ میں واقع ہے اس قول سے مشتق ہے کہ کہتے ہیں ائتفکت یعنی الٹ گئی ساتھ اس کے زمین۔

فائدہ: مراد اقوم لوط کی بستیاں ہیں۔

﴿أَهْوٰی﴾ أَلْقَاهُ فِیْ هُوَّةٍ. یعنی اھوی کے معنی ہیں ڈالا اس کو یعنی الٹا بستی کو گہرے مکان میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿والمؤتفکة اھوی﴾ اور نہیں واقع ہوا ہے یہ کلمہ سورۂ برأت میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سورۂ نجم میں ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت مؤتفکات کے۔

﴿عَدْنٍ﴾ خُلْدٍ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَیْ أَقَمْتُ وَمِنْهُ مَعْدِنٌ وَّ یُقَالُ فِیْ مَعْدِنِ صِدْقٍ فِیْ مَنْبَتِ صِدْقٍ. یعنی لفظ عدن کے معنی آیت ﴿جنات عدن﴾ میں ہمیشگی اور دوام کے ہیں کہا جاتا ہے عدنت بارض یعنی میں اس میں ٹھہرا اور اسی سے مشتق ہے معدن یعنی کہان اور کہا جاتا ہے فی معدن صدق یعنی بیج اگنے کی جگہ میں۔

اَلْخَوَالِفُ الْخَالِفُ الَّذِیْ خَلَفَنِیْ فَقَعَدَ بَعْدِیْ وَمِنْهُ یَخْلُفُهٗ فِی الْغَابِرِیْنَ وَیَجُوْزُ أَنْ یَّکُوْنَ النِّسَآءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَإِنْ کَانَ جَمْعَ الذُّکُوْرِ فَإِنَّهٗ لَمْ یُوْجَدْ عَلٰی تَقْدِیْرِ جَمْعِهٖ إِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَّ یعنی خوالف جو آیت ﴿رضوا بان یکونوا مع الخوالف﴾ میں واقع ہوا ہے جمع خالف کی ہے اور خالف وہ ہے جو میرے پیچھے رہے اور جائز ہے کہ مراد خوالف سے عورتیں ہوں یعنی خوالف جمع خالفه کی ہو اور اگر جمع مذکر ہو تو نہیں پائے گئے بر تقدیر جمع ہونے کو

فَوَارِسُ وَهَالِكٌ وَ هَوَالِكُ. اس کی کے مگر دو لفظ یعنی فواعل جمع فاعل کے وزن پر عرب کی کلام میں صرف دو ہی لفظ پائے گئے ہیں فوارس جمع فارس کی اور ھوالك جمع ھالك کی یعنی تو خوالف جمع مذکر نہیں بلکہ جمع مؤنث ہے۔

فائدہ: اور یہ حصر توڑا گیا ہے ساتھ شواہق جمع شاہق کے اور نواکس جمع ناکس وجوائح جمع جائح کے اور مراد ساتھ خوالف کے آیت میں عورتیں اور مرد عاجز ہیں اور لڑکے اور جمع کرنا اس کا جمع مؤنث کے لفظ پر واسطے تغلیب کے ہے اس واسطے کہ عورتیں اپنے غیروں سے زیادہ تھیں اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا مع الخالفین تو جمع کیا گیا ہے یہ لفظ اوپر وزن لفظ جمع مذکر کے واسطے تغلیب کے اس واسطے کہ وہی اصل ہے۔ (فتح)

﴿الْخَيْرَاتُ﴾ وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاضِلُ. یعنی خیرات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد خیرۃ ہے اور اس کے معنی ہیں نیکیاں اور بھلائیاں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واولئك لهم الخيرات﴾ ۔

﴿مُرْجَوْنَ﴾ مُؤَخَّرُوْنَ. اور دوسروں کا کام ڈھیل میں ہے یعنی اس آیت کی تفسیر ﴿وآخرون مرجون لامر الله﴾ .

﴿الشَّفَا﴾ شَفِيْرٌ وَّهُوَ حَدُّهٗ. یعنی شفا کے معنی ہیں شفیر اور وہ حد اس کی ہے یعنی نہایت کنارہ اس کا۔

وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُوْلِ وَالْأَوْدِيَةِ. اور جرف وہ زمین ہے جو پانی کے بہاؤ سے گرتی ہے

فائدہ: اور ابو عبیدہ نے کہا کہ جرف کچے گڑھے کو کہتے ہیں اور یہ آیت بطور تمثیل کے ہے اس واسطے کہ جو کفر پر بنا کرے اس نے گرنے والی زمین کے کنارے پر بنا کی اور وہ زمین ایسی ہے جو گرتی ہے بہاؤ سے اور نہیں قائم رہتی بنا اوپر اس کے۔ (فتح الباری)

﴿هَارٍ﴾ هَائِرٍ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَ مِثْلُهٗ. یعنی اور ھار کے معنی ہیں ھائر یعنی گرنے والی کہا جاتا ہے تھورت البئر جب کہ گر پڑے اور انہار کے بھی یہی معنی ہیں۔

﴿لَأَوَّاهٌ﴾ شَفَقًا وَّ فَرَقًا وَّقَالَ الشَّاعِرُ إِذَا مَا قُمْتُ أَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ تَأَوَّهُ اٰهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِيْنِ. یعنی آیت ﴿ان ابراهيم لاواه حليم﴾ میں اواہ کے معنی ہیں بڑا نرم دل آہ مارنے والا واسطے خوف کے اپنے رب سے اور کہا شاعر نے جب میں کھڑا ہوتا ہوں کہ رات میں

اونٹنی کو کسوں تو آہ مارتی ہے مثل آہ مرد غمناک کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جواب اور بیزاری ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے ان مشرکوں کو جن سے تم نے عہد کیا تھا۔

﴿أَذَانٌ﴾ إِعْلَامٌ.

اذان کے معنی ہیں خبر پہنچانا۔

وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُذُنٌ﴾ يُصَدِّقُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿ويقولون هو اذن﴾ کے یعنی وہ ہر ایک کا کلام سنتا ہے اللہ نے فرمایا ﴿قل اذن خير لكم يؤمن بالله﴾ یعنی تو کہہ کان (کا کچا) بہتر ہے تمھارے لیے کہ یقین لاتا ہے اللہ پر یعنی تصدیق کرتا ہے ساتھ اللہ کے۔

﴿تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ وَنَحْوُهَا كَثِيْرٌ وَّ الزَّكَاةُ الطَّاعَةُ وَالْإِخْلَاصُ.

یعنی یہ دونوں لفظ اور مانند اس کی یعنی وہ لفظ کہ مادے میں مختلف اور معنی میں ایک ہوں قرآن میں بہت ہیں اور زکوٰۃ کے معنی ہیں بندگی اور اخلاص۔

﴿لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ﴾ لَا يَشْهَدُوْنَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لا يؤتون الزكاة﴾ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گواہی دیتے اس کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو زکوٰۃ کی بندگی اور توحید کے ساتھ تفسیر کی ہے تو اس میں رد ہے واسطے حجت اس شخص کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے۔ (فتح)

﴿يُضَاهُوْنَ﴾ يُشَبِّهُوْنَ.

یعنی اور یضاهئون کے معنی ہیں مشابہت کرتے ہیں کافروں کے قول سے یعنی اس آیت میں ﴿يضاهئون قول الذى كفروا﴾۔

٤٢٨٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَّزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي

۴۲۸۷۔ ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ قرآن کی اخیر آیت جو پیچھے اتری آیت ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم فى الكلالة﴾ ہے اور اخیر سورہ جو اتری سورہ برأت ہے۔

الْكَلَالَةِ﴾ وَآخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ بَرَآئَةٌ.

فائدہ: لیکن آیت پس پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سورہ بقرہ کے بیان میں اور یہ کہ اخیر آیت جو اتری سود کی آیت ہے اور تطبیق یہ ہے کہ دونوں نے اس کو نقل نہیں کیا بلکہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو استقراء سے باعتبار اس چیز کے کہ اطلاع پائی انہوں نے اوپر اس کے اور اولیٰ اس سے یہ ہے کہ مراد ہر ایک کی دونوں میں سے آخریت مخصوصہ ہے اور لیکن سورہ پس مراد بعض اس کا ہے یا اکثر اس کا نہیں تو اس میں بہت آیتیں ایسی ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سال سے پہلے اتریں اور واضح تر اس سے یہ ہے کہ اول برأت کا اترا پیچھے فتح مکہ کے نویں سال میں جس سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور البتہ اتری آیت ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ اور حالانکہ وہ سورہ مائدہ میں ہے دسویں سال میں پس ظاہر یہ ہے کہ مراد اکثر حصہ اس کا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس کا اکثر حصہ جنگ تبوک میں اترا اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پچھلی جنگ ہے اور آئندہ آئے گا کہ سب سے پیچھے سورۂ ﴿اذا جآء نصر اللہ﴾ اتری اور اس کی وجہ تطبیق بھی آئندہ آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور البتہ کہا گیا ہے بیچ آخریت اُترنے برأت کے کہ مراد بعض اس کا ہے سو بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿فان تابوا واقاموا الصلوة﴾ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم﴾ اور اصح قول بیچ آخریت نزول آیت کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿واتقوا یوما ترجعون فیه الی اللہ﴾ جیسا کہ سورہ بقرہ میں پہلے گزر چکا ہے اور نقل کیا ہے ابن عبدالسلام نے کہ اخیر آیت کہ اتری کلالہ کی آیت ہے پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچاس دن زندہ رہے پھر سورہ بقرہ کی آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسِيْحُوْا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَأَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكَافِرِيْنَ﴾ سِيْحُوْا سِيْرُوْا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو پھرو زمین میں چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ عاجز کرسکو گے اللہ کو اور یہ کہ اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور سیحوا کے معنی ہیں چلو۔

٤٢٨٨ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِى عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّ أَخْبَرَنِى حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِى أَبُوْ بَكْرٍ فِى تِلْكَ الْحَجَّةِ فِى مُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى أَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ

۴۲۸۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اس حج میں یعنی جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حاجیوں کا سردار بنا کر کے میں بھیجا پہلے حجۃ الوداع سے موذنوں کی جماعت میں کہ بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ حکم سنائیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی کہا حمید بن

الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَّأَمَرَهٗ أَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَآءَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ أَهْلِ مِنًى بِبَرَآءَةَ وَأَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ آذَنَهُمْ أَعْلَمَهُمْ.

عبدالرحمن نے کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ برأت کا حکم پہنچادیں، کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن منیٰ والوں میں ساتھ بیزاری کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

کہا ابوعبداللہ یعنی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اذانهم کے معنی ہیں خبر پہنچائی ان کو۔

فائدہ: کہا طحاوی نے مشکل الآثار میں کہ یہ حدیث مشکل ہے اس واسطے کہ حدیثیں اس قصے میں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو برأت کے ساتھ بھیجا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ حکم پہنچائیں پس کس طرح بھیجا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے ساتھیوں کو ساتھ حکم پہنچانے کے باوجود پھیر نے حکم کے ان سے علی کی طرف پھر جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے سردار لوگوں پر اس حج میں بغیر خلاف کے اور علی رضی اللہ عنہ برأت کا حکم پہنچانے کے ساتھ مامور تھے اور شاید علی رضی اللہ عنہ تنہا برأت کا حکم لوگوں کو نہ پہنچا سکتے تھے اور محتاج ہوئے اس شخص کے جو ان کی اس پر مدد کرے سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو ان کے ساتھ بھیجا تا کہ علی رضی اللہ عنہ کی اس پر مدد کریں پس حاصل یہ ہے کہ مباشرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی واسطے اس کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے تھی اور تھے پکارتے ساتھ اس چیز کے کہ علی رضی اللہ عنہ ان کو سکھاتے اس چیز سے جس کے پہنچانے کا ان کو حکم تھا اور یہ جو حمید نے کہا کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو برأت کی خبر پہنچا دیں تو یہ قدر حدیث سے مرسل ہے اس واسطے کہ حمید نے اس واقع کو نہیں پایا اور نہ تصریح کی اس نے ساتھ سننے اس کے کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لیکن ثابت ہو چکا ہے بھیجنا علی رضی اللہ عنہ کا کئی طریقوں سے پس روایت کی ہے طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا بھیجا حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ برأت کے اہل مکہ کی طرف اور ان کو حاجیوں کا سردار بنایا پھر مجھ کو اس کے پیچھے بھیجا سو میں ان کو جا ملا تو میں نے ان سے برأت کو لیا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا حال ہے میرا؟ فرمایا بہتر تو میرا ساتھی ہے غار میں اور میرا ساتھی ہے حوض کوثر پر لیکن بات یوں ہے کہ نہ پہنچائے گا میری طرف سے کوئی سوائے میرے یا کوئی مرد مجھ سے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے برأت کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا پھر علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور برأت پہنچانے کا حکم ان کو دیا اور فرمایا کہ نہیں لائق ہے کسی کو کہ پہنچائے یہ حکم مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے اور یہ واضح کرتا

ہے حضرت ﷺ کے قول کو جو دوسری حدیث میں ہے کہ نہ پہنچائے میری طرف سے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خصوص قصے مذکورہ کا ہے نہ مطلق تبلیغ یعنی اس واسطے کہ مطلق تبلیغ احکام شرع کی ہر ایک شخص کو جائز ہے پس نہی تبلیغ کی علی رضی اللہ عنہ کے غیر کو خاص اس قصے تبلیغ برأت میں ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور اور ترمذی وغیرہ نے زید بن یثیع سے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا تھا؟ کہا ساتھ اس کے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر ایماندار آدمی اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی اور نہ جمع ہو مسلمان ساتھ مشرک کے حج میں بعد اس برس کے اور جس کے ساتھ عہد ہو تو اس کا کیا عہد اپنی مدت تک ہے اور جس کے ساتھ کوئی عہد و پیان نہ ہو تو اس کے واسطے چار مہینے کی مہلت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کلام اخیر کے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فسیحوا فی الارض اربعةِ اشهر﴾ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جس کے واسطے مطلق کوئی عہد نہ تھا یا عہد تھا پر اس میں کوئی مدت معین نہ تھی مثلاً چار مہینے یا کم وبیش اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد تھا کسی مدت معین تک تو اس کا عہد اپنی مدت تک ہی قائم ہے پس روایت کی ہے طبری نے ابن اسحاق کے طریق سے کہا کہ وہ دو قسم کے لوگ تھے ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد چار مہینے سے کم تھا سو ان کو چار مہینے کے تمام ہونے تک مہلت دی گئی اور ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد تھا بغیر مدت معین کے سو چھوٹی کی گئی وہ مدت چار مہینے تک اور نیز روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ چار مہینے اس شخص کے واسطے مدت ہے جس کے ساتھ عہد مقرر تھا بقدر چار مہینے کے یا اس سے زیادہ اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرنا ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فاذا انسلخ اشهر الحرم فاقتلوا المشرکین﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مکے کے چند مشرکوں سے عہد کیا ہوا تھا سو سورہ برأت اتری سو ڈالا گیا طرف ہر ایک کی عہد اس کا اور ان کو چار مہینے کی مہلت دی اور جس کے ساتھ کچھ عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرنا ہے اور زہری سے روایت ہے کہ تھا اول چار مہینے کا نزدیک اترنے برأت کے شوال میں سو تھا اخیر ان کا اخیر محرم کا اور ساتھ اس کے تطبیق دی جاتی ہے درمیان ذکر چار مہینے کے اور درمیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین﴾ اور بعید جانا ہے اس کو طبری نے اس اعتبار سے کہ ان کو خبر تو اس وقت پہنچی تھی جب کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے ندا ذی الحجہ میں پس کیونکر کہا جائے گا کہ پھر لو چار مہینے اور حالانکہ نہیں باقی رہا تھا اس سے مگر کم دو مہینے سے اور یہ جو فرمایا کہ اس برس کے بعد یعنی بعد اس زمانے کے جس میں برأت کا حکم پہنچانا واقع ہوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے اور حکم سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول سو اگر تم

خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ اٰذَنَهُمْ أَعْلَمَهُمْ.

توبہ کرو تو تمہارے لیے بھلا ہے اور اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ تم عاجز نہ کرسکو گے اللہ کو اور خوشخبری دے منکروں کو دکھ والی مار کی۔

٤٢٨٩ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى أَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّ لَايَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ ثُمَّ أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَآءَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِيْ أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَآءَةَ وَأَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

۴۲۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیچ اس حج کے پکارنے والوں کی جماعت میں بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ پکاریں منیٰ میں یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی ۔ کہا حمید نے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو ان کو حکم دیا کہ برأت کی خبر پہنچائیں۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے منیٰ والوں یعنی حاجیوں میں قربانی کے دن ساتھ برأت کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن الخ تو کرمانی نے کہا کہ اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ صرف اس بات کے ساتھ مامور تھے کہ برأت کا حکم پہنچائیں پس کیونکر حکم سنائیں گے ساتھ اس کے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شریک کرنے والا پھر جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے برأت کا حکم سنایا اور منجملہ اس چیز سے کہ شامل ہے اس پر برأت یہ ہے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک اور یہ حکم ماخوذ ہے اس آیت سے ﴿انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ اور احتمال ہے کہ دونوں چیز کے پہنچانے کا ان کو حکم ہوا ہو برأت کا بھی اور اس چیز کا بھی جس کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ مامور کر کے بھیجے گئے تھے ۔ میں کہتا ہوں اور یہ جو کہا یؤذن ببراءة تو اس میں مجاز ہے اس واسطے کہ ان کو حکم تھا کہ سورۂ برأت کی چند اور تیس آیتیں پہنچائیں انتہا ان کے نزدیک اس آیت کی ہے ﴿ولو کره المشرکون﴾ جیسا کہ طبری نے محمد بن کعب وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نویں سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا سردار بنا کر کے میں بھیجا اور علی رضی اللہ عنہ کو تیس یا چالیس آیات کے ساتھ بھیجا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ عرفات

میں آئے اور خطبہ پڑھا پھر کہا کہ اے علی! اٹھ کھڑے ہو اور حضرت ﷺ کا پیغام پہنچاؤ سو میں نے کھڑے ہو کر سورۂ برأت کی اول سے چالیس آیتیں پڑھیں پھر ہم پھرے یہاں تک کہ ہم نے جمرہ کو کنکر مارے سو میں خیمہ تلاش کرنے لگا تا کہ ان پر برأت پڑھوں اس واسطے کہ خطبے میں سب لوگ حاضر نہ تھے اور یہ جو کہا کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک تو یہ قول نکالا گیا ہے اس آیت سے ﴿فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ اور یہ آیت صریح ہے اس میں کہ مشرکوں کو مسجد حرام میں داخل ہونا منع ہے اگرچہ حج کا قصد نہ رکھتے ہوں لیکن چونکہ حج مقصود اعظم تھا اور اس سے ان کو صریح منع ہوا تو جو اس کے سوا ہے وہ بطریق اولیٰ منع ہوگا اور مراد ساتھ مسجد حرام کے اس جگہ سب حرم ہے اور دارمی اور نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے پہلے برأت کو ساتویں ذی الحجہ کے دن پڑھا پھر اس کو قربانی کے دن پڑھا پھر اس کو کوچ کے دن پڑھا تو اس میں تطبیق یوں ہے کہ ان تین جگہوں میں تو علی رضی اللہ عنہ نے ساری سورت پڑھی اور لیکن ان کے سوا باقی وقتوں میں سو تھے پکارتے ساتھ احکام مذکورہ کے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک الخ اور تھے مدد لیتے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس پکارنے میں اور واقع ہوا ہے یعلی کی حدیث میں نزدیک احمد کے جب سورہ برأت کی دس آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو مکہ والوں پر پڑھیں یعنی سو جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو فرمایا کہ نہ پہنچائے اس کو مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے پھر مجھ کو بلایا سو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جا ملو سو جس جگہ کہ تم ان کو جا ملو اس سے برأت لے لینا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پلٹ آئے سو عرض کیا کہ یا حضرت! کیا میرے حق میں کوئی چیز اتری؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ہرگز نہ پہنچائے آپ ﷺ کی طرف سے مگر آپ یا کوئی مرد آپ کا کہا عماد بن کثیر نے کہ نہیں ہے یہ مراد کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی وقت فوراً راہ سے پلٹ آئے بلکہ مراد یہ ہے کہ حج کر کے پلٹ آئے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ ظاہر پر محمول ہو یعنی اسی وقت پلٹ آئے واسطے قریب ہونے مسافت راہ کے اور یہ جو کہا کہ دس آیتیں تو مراد اول اس کا ﴿انما المشرکون نجس﴾ ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا۔

٤٢٩٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ

۴۲۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھیجا ان کو اس حج میں جس پر ان کو حضرت ﷺ نے سردار بنایا حجۃ الوداع سے پہلے ایک جماعت میں کہ لوگوں میں پکاریں یہ کہ بیشک نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی، سو حمید راوی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُوْنَ فِي النَّاسِ أَنْ لَّا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَّقُوْلُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

کہتا تھا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے بسبب دلیل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے تو مدرج کیا ہے اس زیادتی کو شعیب نے زہری سے کما تقدم فی الجزیۃ اور اس کا لفظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پکارنے والوں میں دن قربانی کے منیٰ میں نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو اکبر کہا گیا بسبب کہنے لوگوں کے عمرے کو حج اصغر یعنی حج چھوٹا سو پھینکا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے طرف لوگوں کے اس برس میں عہد ان کا سو نہ حج کیا سال حجۃ الوداع کے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا کسی مشرک نے انتہی۔ اور یہ جو اس نے کہا کہ حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے تو استنباط کیا ہے اس کو حمید نے اس آیت سے ﴿واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر﴾ اور پکارنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سے ساتھ اس کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قربانی کے دن پس دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ دن حج اکبر کے قربانی کا دن ہے اور شعیب کی روایت کے سیاق سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود اس کو لوگوں میں پکارا اور حالانکہ اس طرح نہیں پس تحقیق اتفاق ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کا اس پر کہ جو چیز کہ تھے پکارتے ساتھ اس کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو چیزیں تھیں ایک مشرک کو حج سے منع کرنا دوسرا ننگے کو طواف سے منع کرنا اور علی رضی اللہ عنہ بھی ان دو چیزوں کے ساتھ پکارتے تھے اور اتنا زیادہ کرتے تھے کہ جس کے واسطے عہد ہو تو اس کا عہد اس کی مدت تک ہے اور یہ کہ نہ داخل ہو گا بہشت میں کوئی مگر مسلمان اور گویا کہ یہ اخیر جملہ مانند توطیہ کی ہے واسطے اس قول کے کہ نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی مشرک اور لیکن جو حکم کہ اس سے پہلے ہے تو وہ حکم وہ ہے کہ خاص کیے گئے ساتھ پہنچانے اس کے کی علی رضی اللہ عنہ اور اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ حکمت بیچ بھیجنے علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ عادت عرب کی جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے عہد کو مگر جس نے عہد کیا ہو یا جو اس کے اہل بیت سے ہو سو جاری رکھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ان کی عادت پر اور اسی واسطے کہا کہ نہ پہنچائے میری طرف سے مگر میں یا کوئی مرد میرے اہل بیت سے اور روایت کی ہے احمد اور نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کے ساتھ مکے کی طرف بھیجا سو ہم پکارتے تھے

کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر نفس مسلمان اور نہ طواف کرے گرد خانے کعبے کے کوئی ننگا آدمی اور جو شخص کہ اس کے
اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد ہو تو اس کی مدت چار مہینے ہے اور جب چار مہینے گزر جائیں تو اللہ بیزار ہے مشرکوں
سے اور اس کا رسول بھی اور نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک سو میں پکارتا تھا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی
اور یہ جو کہا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا ہے اکبر الخ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک ابوداؤد کے مرفوع
اس طور سے ہے کہ یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قربانی کا دن ہے، فرمایا یہ دن حج اکبر کا ہے اور
اختلاف ہے کہ حج اصغر یعنی چھوٹے حج سے کیا مراد ہے؟ جمہور اس پر ہیں کہ مراد عمرہ ہے موصول کیا ہے اس کو
عبدالرزاق نے عبداللہ بن شداد کے طریق سے جو ایک بڑا تابعی ہے اور موصول کیا ہے اس کو طبری نے ایک جماعت
سے ان میں ہے عطاء اور شعبی اور مجاہد سے روایت ہے کہ مراد حج اکبر سے قران ہے اور مراد اصغر سے افراد ہے اور
دن حج اکبر کا قربانی کا دن ہے اس واسطے کہ اس میں کامل ہوتی ہیں باقی عبادتیں حج کی اور ثوری سے روایت ہے کہ
حج کے دنوں کا نام حج اکبر رکھا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے دن فتح کا اور تائید کی ہے اس کی سہیلی نے ساتھ اس کے
کہ علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ساتھ اس کے سب دنوں میں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل جاہلیت عرفات میں کھڑے
ہوتے تھے اور جب قربانی کے دن کی صبح ہوتی تو سب لوگ مزدلفہ میں کھڑے ہوتے سو اس کو اکبر کہا گیا اس واسطے
کہ اس میں سب لوگ جمع ہوتے تھے اور حسن سے روایت ہے کہ نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے اتفاق حج تمام اہل
ادیان کے بیچ اس کے اور روایت کی ہے طبری نے ابوجحیفہ کے طریق سے کہ حج اکبر کا دن عرفہ کا دن ہے اور سعید بن
جبیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ وہ قربانی کا دن ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نواں دن
اور وہ عرفہ کا دن ہے جب گزر جائے پہلے وقوف عرفات سے تو نہیں فوت ہوتا ہے حج برخلاف دسویں دن کے اس
واسطے کہ جب وقوف سے پہلے رات گزر جائے تو حج فوت ہو جاتا ہے اور ترمذی میں علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف
روایت ہے کہ حج اکبر قربانی کا دن ہے اور راجح موقوف ہونا اس کا ہے اور یہ جو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کی طرف
اس کا عہد پھینکا تو یہ بھی مرسل ہے حمید کے قول سے اور مراد یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حکم کھول کر پہنچایا
اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ اقتصار کیا حضرت ﷺ نے اوپر پہنچانے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آپ کی
طرف سے ساتھ برأت کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدح کو سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو ابو
بکر رضی اللہ عنہ کے غیر سے سنواریں اور یہ غفلت ہے اس کے قائل سے اس کا باعث یہ ہے کہ اس نے گمان کیا کہ مراد
پہنچانا ساری برأت کا ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس کے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور سوائے اس کے کچھ
نہیں کہ ان کو تو صرف اس کے اول کے پہنچانے کا حکم تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذی الحجہ میں تھا برخلاف اس چیز کے جو منقول ہے مجاہد وغیرہ سے اور میں نے مغازی میں ان کے

قول نقل کیے ہیں اور وجہ دلالت کی اس پر کہ ان کا حج ذی الحجہ میں تھا یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حج میں قربانی کے دن اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ قول مجاہد کا اگر ثابت نہ ہو تو مراد ساتھ دن نحر کے وہ وقوف کے دن کی صبح ہے برابر ہے کہ وقوف ذی قعدہ میں واقع ہوا ہو یا ذی الحجہ میں ہاں عمرو بن شعیب کے طریق سے روایت ہے کہا کہ کسی سال میں ایک مہینہ ٹھہراتے تھے اور کسی سال میں دو مہینے یعنی حج کرتے تھے ایک مہینے میں دو بار دو برسوں میں پھر تیسرے سال اس کے سوا اور مہینے میں حج کرتے تھے کہا پس نہیں واقع ہوتا ہے حج حج کے دنوں میں مگر ہر پچیس سال میں سو جب حج ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہوا تو موافق پڑا یہ سال حج کے مہینے کو پس نام رکھا اس کا حج اکبر اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حج نویں سال میں تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو کفر کے سرداروں سے کہ البتہ ان کا کوئی عہد و پیمان نہیں۔

٤٢٩١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ وَّ لَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ إِنَّكُمْ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُوْنَا لَا نَدْرِيْ فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَنْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ أَعْلَاقَنَا قَالَ أُولٰٓئِكَ الْفُسَّاقُ أَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَآءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهٗ.

۴۲۹۱۔ زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ نہیں باقی رہا اس آیت والوں میں سے کوئی مگر تین آدمی اور نہ منافقوں میں سے مگر چار آدمی تو ایک گنوار نے کہا کہ بیشک تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہو ہم کو خبر دو ہم نہیں جانتے سو کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے گھروں میں نقب زنی کرتے ہیں اور ہمارے عمدہ مال چراتے ہیں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ گنہگار ہیں یعنی یہ لوگ نہ کافر ہیں اور نہ منافق ہاں نہیں باقی رہے ان میں سے مگر چار آدمی ایک ان میں بہت بوڑھا ہے اگر ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کی ٹھنڈک نہ پائے یعنی واسطے دور اور باطل ہونے خواش اس کی کے اور فاسد ہونے معدے اس کے کی سو نہیں فرق کر سکتا درمیان رنگوں کے اور نہ ذائقوں کے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس حدیث میں مبہم یعنی ان تینوں کا نام معلوم نہیں اور کہا اسماعیلی نے کہ لائق یہ تھا کہ یہ حدیث سورہ ممتحنہ میں نقل کی جاتی اور شاید جس نے اس کو سورہ برأت میں بیان کیا ہے اس کی سند وہ حدیث ہے جو طبری نے زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿فقاتلوا ائمة الكفر﴾. کہا کہ نہیں لڑائی ہوئی اس آیت والوں سے اور مراد ساتھ اس کے کہ نہیں لڑائی ہوئی ان سے یہ ہے کہ

نہیں واقع ہوئی لڑائی ساتھ ان کے واسطے نہ واقع ہونے شرط کے اس واسطے کہ آیت کا لفظ یہ ہے ﴿وان نکثوا ایمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا﴾ یعنی اگر اپنے قول قرار کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو لڑو کفر کے سرداروں سے سو جب نہ واقع ہوا ان سے توڑنا قسموں کا اور نہ طعن تو نہ لڑائی کی گئی ساتھ ان کے اور روایت کی ہے طبری نے سدی کے طریق سے کہا کہ مراد ساتھ اماموں کفر کے کفار قریش ہیں اور ضحاک سے ہے کہ مراد ساتھ ائمہ کفر کے مشرکین مکہ کے سردار ہیں اور مراد ساتھ تین کے ابو سفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو ہے اور چاروں منافقوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی۔

٤٢٩٢ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ.

۴۲۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا۔

فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے ساتھ اختصار کے اور وہ نزدیک ابو نعیم کے مستخرج میں اور طریق سے ہے ابو الیمان سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا مالک اس سے بھاگتا پھرے گا اور وہ اس کے پیچھے پڑے گا کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں سو ہمیشہ اس کے پیچھے رہے گا یہاں تک کہ اس کو نگل جائے گا اور اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٤٢٩٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى أَبِيْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ مَا أَنْزَلَكَ بِهٰذِهِ الْأَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۴۲۹۳۔ حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ پر ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے نزدیک مدینہ کے) میں گزرا میں نے کہا کس چیز نے تجھ کو اس زمین میں اتارا؟ یعنی تم نے کس سبب سے اس جگہ رہنا اختیار کیا؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم شام میں تھے سو میں نے یہ آیت پڑھی جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ قَالَ مُعَاوِيَةُ مَا هٰذِهٖ فِيْنَا مَا هٰذِهٖ إِلَّا فِيْ أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ إِنَّهَا لَفِيْنَا وَفِيْهِمْ.

میں سو خوشخبری سنا ان کو دکھ کی مار کی سو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یعنی اور حالانکہ وہ اس وقت شام میں حاکم تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے حق میں نہیں یہ تو صرف یہود اور نصاریٰ کے حق میں ہے میں نے کہا کہ بیشک ہمارے اور ان کے دونوں گروہوں کے حق میں ہے یعنی عام ہے کسی گروہ کے ساتھ خاص نہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے جس دن آگ دہکا دیں گے اس مال پر دوزخ میں پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں کہا جائے گا یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ.

خالد بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے سو اس نے کہا یہ وعید زکوٰۃ کے نازل ہونے سے پہلے تھی سو جب زکوٰۃ اتاری گئی یعنی فرض ہوئی تو ٹھہرایا اس کو اللہ نے سبب پاکی کا واسطے مالوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ هُوَ الْقَائِمُ.

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن پیدا کیے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ادب کے ہیں یہی ہے سیدھا دین یعنی ان چار مہینوں کا حرام ہونا یہی ہے سیدھا دین جو ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور قیم کے معنی قائم یعنی مستقیم۔

فائدہ: یعنی جب اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تو سال بارہ مہینے کا ٹھہرایا۔

٤٢٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ

۴۲۹۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر ویسا ہو گیا

عَنِ ابْنِ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَيْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ.

جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں، تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کھیئتہ یعنی گھوما گھومنا مثل حالت اپنی کے اور لفظ زمان کا بولا جاتا ہے تھوڑے وقت پر بھی اور بہت وقت پر بھی اور مراد ساتھ گھومنے اس کے واقع ہونا نویں ذی الحجہ کا ہے اس وقت میں کہ داخل ہو اس میں سورج برج حمل میں جس جگہ کہ برابر ہوتے ہیں رات اور دن اور یہ جو کہا کہ برس بارہ مہینے کا ہے یعنی برس عربی قمری اور ذکر کیا ہے طبری نے اس کے سبب میں ابو مالک سے کہا کہ کافر برس تیرہ مہینے کا ٹھہراتے تھے پس کھوتے تھے دن اور مہینے اسی طرح اور جو کہا کہ تین مہینے برابر لگے ہوئے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف باطل کرنے اس چیز کے کہ تھے کرتے اس کو لوگ جاہلیت کے زمانے میں مؤخر کرنے بعض حرام کے مہینوں سے سو کہتے ہیں کہ محرم کا نام صفر رکھتے تھے اور صفر کا نام محرم رکھتے تھے تا کہ نہ جمع ہوں ان پر تین مہینے پے در پے کہ ان میں لڑنے کا موقع نہ پائیں پس اسی واسطے کہا کہ تین مہینے پے در پے اور جاہلیت کے زمانے میں لوگ کئی قسم تھے بعض محرم کا نام صفر رکھتے تھے پس حلال جانتے تھے اس میں لڑائی کو اور حرام ہوتی لڑائی صفر میں اور نام رکھتے اس کا محرم اور بعض ایک سال اس طرح کرتے تھے اور ایک سال اس طرح کرتے تھے اور بعض دو سال اس طرح کرتے تھے اور دو سال اس طرح کرتے تھے اور بعض پیچھے ہٹاتے تھے صفر کو ربیع الاول تک اور ربیع کو طرف اس چیز کی کہ اس کے متصل ہے اور اسی طرح لگا تار یہاں تک کہ ہوتا شوال ذی قعدہ اور ذی قعدہ ذی الحجہ پھر پھرتا پس دوہراتا عدد کو اصل پر اور یہ جو کہا کہ رجب مضر کا تو عرب میں مضر ایک قوم کا نام تھا وہ رجب کو بہت مانتے تھے اس واسطے رجب کو ان کی طرف نسبت کیا برخلاف ان کے غیر کے پس کہا جاتا ہے کہ ربیعہ کی قوم اس کے بدلے رمضان کو مانتے تھے اور عرب میں بعض وہ لوگ تھے جو ٹھہراتے تھے رجب اور شعبان میں جو ذکر کیا گیا ہے محرم اور صفر میں پس حلال جانتے تھے لڑنا رجب میں اور حرام جانتے تھے شعبان میں اور جاہلیت کے وقت لوگ حرام کے بعض مہینوں کو پیچھے ہٹاتے تھے پس حلال کرتے تھے حرام کے مہینے کو اور حرام کرتے تھے بدلے اس کے اور مہینے کو یہاں تک کہ چھوڑی گئی تخصیص چار مہینوں کی ساتھ تحریم کے احیانا اور واقع ہوئی تحریم طلقاً چار مہینوں کی برس سے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مہینے پلٹ آئے طرف اس چیز کی کہ تھے اوپر اس کے اور باطل ہوئی نسئ یعنی

پیچھے ہٹا دینا مہینے کا اپنے وقت سے اور کہا خطابی نے کہ جاہلیت کے زمانے میں مخالفت کرتے تھے کافر سال کے مہینوں میں ساتھ حرام کرنے کے اور حلال کرنے کے اور آگے کرنے کے اور پیچھے ہٹانے کے واسطے اُن اسباب کے کہ پیش آتے ان کو ایک سبب ان میں سے جلدی کرنا ہے لڑائی میں پس حرام مہینے کو حلال جانتے تھے اور اس کے عوض اور مہینے کو حرام کرتے تھے پس بدل جاتے تھے اس میں مہینے سال کے سو جب کئی سال اسی طرح گزر جاتے تو زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر پھر آ جاتا سو جس سال حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو اتفاق سے ذی الحجہ کا مہینہ دونوں حساب سے ٹھیک پڑا اصل کے حساب سے بھی اور کافروں کے حساب سے بھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہو گیا ہے اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ أَيْ نَاصِرُنَا السَّكِيْنَةُ فَعِيْلَةٌ مِّنَ السُّكُوْنِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی دوسرا دو کا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور معنی معنا کے یہ ہیں کہ یہ ہمارا مدد گار اور سکینہ فعیلہ ہے سکون سے یعنی چین اور تسکین۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف ان دو آیتوں کے ﴿ان اللّٰہ معنا﴾ اور ﴿فانزل اللّٰہ سکینتہ علی رسولہ﴾۔

٤٢٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ آثَارَ الْمُشْرِكِيْنَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَآنَا قَالَ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا.

۴۲۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا میں ساتھ حضرت ﷺ کے غار میں سو میں نے مشرکوں کے قدم دیکھے میں نے کہا یا حضرت! اگر کوئی ان میں سے اپنا قدم اٹھائے تو ہم کو دیکھ لے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا گمان ہے تیرا ساتھ ان دو کے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

٤٢٩٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ حِيْنَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ أَبُوْهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهُ أَسْمَآءُ وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ وَجَدُّهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَّجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ إِسْنَادُهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَهُ إِنْسَانٌ

۴۲۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے کہا جب کہ اس کے اور ابن زبیر کے درمیان گفتگو واقع ہوئی میں نے کہا کہ اس کا باپ زبیر ہے اور اس کی ماں اسماء ہے اور اس کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور اس کا نانا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور اس کی دادی صفیہ رضی اللہ عنہا ہے، عبداللہ بن محمد کہتا ہے سو میں نے سفیان سے کہا کہ اس کی اسناد کیا ہے؟ اس نے کہا حدثنا پھر مشغول کیا اس کو ایک آدمی نے اور نہ کہا اس نے ابن جریج۔

وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ جُرَيْجٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی یعنی بسبب بیعت کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ یزید بن معاویہ کی بیعت سے باز رہے یعنی انھوں نے نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور اس پر بہت اصرار کیا یہاں تک کہ یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر مدینہ پر بھیجا پس واقع ہوئی لڑائی حرہ کی یعنی مدینے سے باہر پتھریلی زمین میں لڑائی واقع ہوئی پھر یزید کا لشکر مکے کی طرف متوجہ ہوا سو ان کا امیر مسلم مر گیا پھر شامی لشکر کا سردار حصین بن نمیر ہوا سو اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مکے میں گھیرا اور منجنیق سے خانے کعبے میں آگ پھینکی یہاں تک کہ خانہ کعبہ جل گیا پھر اچانک ان کو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو وہ لشکر شام کی طرف پلٹ گیا اور قائم ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کعبے کے بنانے میں پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلایا سو اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اہل حجاز اور مصر اور عراق اور خراسان اور اکثر اہل شام نے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پھر غالب ہوا مروان شام پر سو قتل کیا اس نے ضحاک بن قیس سردار کو جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مرج راہط میں حاکم تھا اور گزرا مروان طرف مصر کی اور غالب ہوا اوپر اس کے اور یہ سب واقعہ ۶۴ھ میں ہوا اور کامل ہوئی بنا کعبے کی ۶۵ھ میں پھر ۶۵ھ میں مروان مر گیا اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا اور غالب ہوا مختار بن ابی عبید کوفے پر سو بھاگا وہاں سے جو شخص کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا اور محمد بن علی بن ابی طالب معروف ابن حنفیہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دونوں مکے میں مقیم تھے جب سے حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے اپنی بیعت طلب کی وہ دونوں بیعت سے باز رہے اور کہا کہ ہم بیعت نہیں کرتے یہاں تک کہ جمع ہوں لوگ ایک خلیفے پر اور ایک جماعت نے اس امر میں ان دونوں کی پیروی کی سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر سختی کی اور ان کو قید کیا یہ خبر مختار کو پہنچی اس نے ان کی طرف ایک لشکر تیار کر کے بھیجا سو لشکر نے دونوں کو مکے سے نکالا اور ان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑنے کی اجازت مانگی سو دونوں اجازت دینے سے باز رہے اور طائف کی طرف نکلے اور وہاں رہے یہاں تک کہ ۶۹ء میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فوت ہوئے اور ابن حنفیہ نے ان کے بعد رضویٰ کی طرف کوچ کیا جو نام ہے ایک پہاڑ کا ینبع میں اور وہاں رہے پھر شام میں داخل ہونے کا ارادہ کیا سو ایلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ۷۳ھ میں فوت ہوئے اور یہ واقعہ پیچھے قتل ہونے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہے صحیح قول پر اور گمان کیا ہے فرقہ کیسانیہ نے کہ ابن حنفیہ زندہ ہے اور بیشک وہی ہے مہدی اور یہ کہ وہ نہ مرے گا یہاں تک کہ ساری زمین کا مالک ہو گا اور اسی قسم کی ان کی اور بہت خرافات ہیں نہیں ہے یہ جگہ ان کے بیان کرنے کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھانٹا ہے میں نے اس کو طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری وغیرہ سے واسطے بیان کرنے مراد کے ساتھ قول ابن ابی ملیکہ کے جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی۔ اور واسطے قول اس کے دوسرے

طریق میں سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑے اور واسطے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لوگوں نے کہا یعنی جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر میں نے کہا اور کہاں ہے یہ امر خلافت کا دور اس سے یعنی وہ اس کا مستحق ہیں واسطے اس چیز کے کہ ان کے واسطے ہے مناقب مذکورہ سے لیکن باز رہا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیعت سے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے ذکر کی اور روایت کی ہے فاکہی نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ دونوں مدینہ میں تھے پھر مکے میں آرہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت چاہی سو دونوں نے نہ مانا یہاں تک کہ جمع ہوں کسی خلیفے پر تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر تنگی کی تو دونوں نے عراق کی طرف ایلچی بھیجا تو چار ہزار آدمیوں کا ایک لشکر ان کی طرف آیا سو لشکر نے دونوں کو قیدی پایا سو ان کو چھڑا کر طائف میں لائے اور یہ جو کہا کہ نہیں کہا سفیان نے ابن جریج تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس کے واسطے تحدیث کے ساتھ تصریح کے لیکن چونکہ نہ کہا ابن جریج تو احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو کہ ان کے درمیان کوئی واسطہ داخل کرے اور احتمال ہے کہ واسطہ نہ داخل کرے اور اسی واسطے مدد لی ہے بخاری نے ساتھ نکالنے حدیث کے اور وجہ سے ابن جریج سے۔ (فتح)

٤٢٩٧ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَتُرِيْدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَ بَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّيْنَ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَأَيْنَ بِهٰذَا الْأَمْرِ عَنْهُ أَمَّا أَبُوْهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ الزُّبَيْرَ وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيْدُ أَبَا بَكْرٍ وَأُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيْدُ أَسْمَاءَ وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٤٢٩٧۔ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا سو میں نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑو؟ یعنی اس واسطے کہ تو اس سے بیعت نہیں کرتا سو تو حلال کرے لڑنا اللہ کے حرم میں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اس کام سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں بیشک اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اور بنو امیہ کو حلال کرنے والے یعنی وہ حرم مکہ میں لڑنے کو جائز جانتے تھے اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس کو کبھی نہیں حلال کروں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگ کہتے تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرو سو میں نے کہا اور یہ خلافت اس سے بعید نہیں یعنی وہ اس کے مستحق ہیں یعنی اس واسطے کہ ان کا باپ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خالص مددگار ہے یعنی زبیر رضی اللہ عنہ اور اسی طرح نانا اس کا سو صاحب غار ہے یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ماں اس کی تو ذات النطاق

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ خَدِيْجَةَ وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ يُرِيْدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيْفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِّلْقُرْاٰنِ وَاللّٰهِ إِنْ وَصَلُوْنِيْ وَصَلُوْنِيْ مِنْ قَرِيْبٍ وَّإِنْ رَبُّوْنِيْ رَبَّنِيْ أَكْفَاءٌ كِرَامٌ فَاٰثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيْدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ بَنِيْ تُوَيْتٍ وَّ بَنِيْ أُسَامَةَ وَ بَنِيْ أَسَدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِيْ قُدَمِيَّةَ يَعْنِيْ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَإِنَّهُ لَوّٰى ذَنَبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ.

ہے یعنی اسماء رضی اللہ عنہا اور اسی طرح خالہ اس کی سو ایمانداروں کی ماں ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح پھوپھی اس کی تو حضرت ﷺ کی بیوی ہے یعنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح حضرت ﷺ کی پھوپھی سو اس کی دادی ہے یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا پھر وہ عفیف ہے اسلام میں قاری ہے قرآن کا قسم ہے اللہ کی اگر بنو امیہ مجھ سے سلوک کریں تو بسبب قرابت کے سلوک کریں اور اگر میری پرورش کریں تو میری پرورش کریں بزرگ خاندان یعنی حسب میں سو مقدم کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر تویتات کو اور اسامات کو اور حمیدات کو مراد ان کی چند بطن ہیں بنی اسد کے تویت سے اور بنی اسامہ سے اور بنی اسد سے بیشک بنو ابن ابی العاص یعنی عبدالملک بن مروان بن حکم ظاہر ہوا اس حال میں کہ چلتا تھا ناز اور نخرے سے اور اسی یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی دم مروڑی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو الخ تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا گیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف اگرچہ امیہ کی اولاد ہی نے پہلے پہل اس کے ساتھ لڑائی شروع کی تھی اور اس کو گھیرا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے پہل لڑائی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شروع ہوئی کہ اس نے ان کو اپنی جان سے ہٹایا اس واسطے کہ اس کے بعد اللہ نے ان کو اس سے رد کیا گھیرا اس نے بنی ہاشم کو تا کہ اس سے بیعت کریں پس شروع کیا اس نے اس چیز میں کہ خبر دیتی ہے ساتھ مباح ہونے لڑائی کے حرم میں اور شاید کہ بعض لوگ اسی وجہ سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو حرم میں لڑائی حلال کرنے والا کہتے ہیں اور یہ جو کہا انا لا احل ابدا یعنی میں لڑائی کو کبھی اس میں مباح نہ کروں گا اور یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ نہ لڑائی کی جائے حرم میں اگرچہ اس سے اس میں مقابلہ کیا جائے اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اپنے کے اگر مجھ سے جوڑیں تو بسبب قرابت کے جوڑیں بنی امیہ ہیں جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کلام ابی مخنف اخباری کی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو موت حاضر ہوئی تو اپنے بیٹوں کو جمع کیا سو کہا کہ اے بیٹو! جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بیعت لی تو میں نے اس کی کمر کو مضبوط کیا اور میں نے لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا بنی امیہ سے کہ اگر ہم کو قبول کریں تو قبول کریں امثال اور اگر ہم کو پرورش کریں تو پرورش کریں بزرگ اور یہ جو کہا بسبب

قرابت کے تو یہ اس واسطے ہے کہ بنی امیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چچیرے بھائی ہیں اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے اور امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف ہے اور عبدالمطلب چچیرا بھائی امیہ کا ہے جو جد ہے مروان بن حکم بن ابی العاص کا اور ہاشم اور عبد شمس دونوں بھائی تھے اور اس کا بیان ایک روایت میں صریح آچکا ہے جیسے کہ روایت کی ہے ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں حدیث مذکور میں اس واسطے کہ بیشک اس نے کہا بعد اس قول کے عفیف في الاسلام قارئ للقرآن اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا اگر مجھ سے سلوک کریں تو سلوک کریں بسبب قرابت کے یعنی باوجود اس کے کہ وہ مجھ سے قرابت کے سبب سلوک کرتے ہیں میں نے ان کو چھوڑ کر اس کے ساتھ اعتقاد کیا لیکن پھر بھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے میری قدر شناسی نہ کی اور غیر کو مجھ پر مقدم کیا اور باوجود اس کے کہ میں نے اپنے چچیرے بھائیوں بنی امیہ کو چھوڑ دیا پھر بھی وہ قرابت کے سبب مجھ سے سلوک کرتے ہیں اور ساتھ اس کے مستقیم ہوگی کلام اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کا بازو مضبوط کیا سو اس نے غیر کو مجھ پر مقدم کیا تو میں ذلت کے ساتھ راضی نہ ہوا اور لیکن تویتات پس نسبت ہے طرف بنی تویت بن اسد کی اور اسی طرح اسامات پس نسبت ہے طرف بنی اسامہ بن اسد کی اور رہے حمیدات پس منسوب ہے طرف بنی حمید بن زبیر بن حارث کی کہا ازرقی نے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو بلاتا تھا اذن میں تو بنی اسد کو بنی ہاشم وغیرہ سے پہلے بلاتا تھا پس یہ معنی ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے کہ اس نے مجھ پر تویتات وغیرہ کو مقدم کیا تو جب عبدالملک بن مروان حاکم ہوا تو اس نے بنی عبد شمس کو مقدم کیا پھر بنی ہاشم اور بنی مطلب اور بنی نوافل کو پھر دیا بنی حارث کو پہلے بنی اسد کے اور کہا کہ البتہ میں مقدم کروں گا ان پر بعید تر بطن قریش کے پس تھا کرتا وہ اس کو واسطے مبالغہ کے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں اور یہ جو کہا یمشی القدمیة تو خطابی وغیرہ نے کہا کہ معنی اس کے تبختر ہیں اور وہ مثال ہے مراد یہ ہے کہ وہ طلب کرتا ہے بڑے کاموں کو اور سبقت چاہتا ہے، کہا ابن اثیر نے کہ قدمیہ کے معنی ہیں مقدم ہونا بزرگی اور فضیلت میں اور یہ جو کہا کہ ابن زبیر نے اپنی دم مروڑی تو مراد اس کی ساتھ اس کے متاخر ہونا اور پیچھے رہنا اس کا ہے بڑے کاموں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے بزدلی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹتا ہے اور یہی ہے مناسب واسطے قول اس کے کے عبدالملک کے حق میں یمشی القدمیه یعنی آگے بڑھتا ہے اور جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس واسطے کہ عبدالملک ہمیشہ اپنے کام میں بڑھتا گیا اور دن بدن اس کے کام میں ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے عراق چھین لیا اور اس کے بھائی مصعب کو مار ڈالا پھر مکے میں ابن زبیر کی طرف لشکر تیار کیا اور ہوا جو ہوا اور ہمیشہ رہا کام ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا تنزل اور پستی میں یہاں تک کہ شہید ہوا اللہ ان پر رحم کرے۔ (فتح)

٤٢٩٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ

۴۲۹۸۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ابن

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَلَا تَعْجَبُوْنَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هٰذَا فَقُلْتُ لَأُحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَّلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا أَوْلٰى بِكُلِّ خَيْرٍ مِّنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَّابْنُ أَخِي خَدِيْجَةَ وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلّٰى عَنِّيْ وَلَا يُرِيْدُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّيْ أَعْرِضُ هٰذَا مِنْ نَّفْسِيْ فَيَدَعُهُ وَمَا أُرَاهُ يُرِيْدُ خَيْرًا وَّإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَأَنْ يَّرُبَّنِيْ بَنُوْ عَمِّيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَّرُبَّنِيْ غَيْرُهُمْ.

عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اندر داخل ہوئے تو اس نے کہا کہ کیا تم ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے تعجب نہیں کرتے کہ اپنے اس کام یعنی خلافت میں کھڑا ہوا یعنی لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لیتا ہے سو میں نے کہا کہ البتہ میں اس کے واسطے اپنے نفس سے جھگڑوں گا نہیں جھگڑا کیا میں نے اس کے واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور نہ واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اور البتہ وہ دونوں لائق تر تھے ساتھ ہر ایک نیکی کے اس سے اور میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور زبیر کا بیٹا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھانجا ہے سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے اونچا ہوتا ہے اور نہیں چاہتا کہ میں اس کے خاص دوستوں سے ہوں سو میں نے کہا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ میں (اس کے واسطے) اپنے نفس سے عاجزی ظاہر کروں اور وہ مجھ سے اس کے ساتھ راضی نہ ہو اور نہیں گمان کرتا میں اس کو کہ وہ میرے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہو یعنی اس کا یہ ارادہ نہیں کہ میرے ساتھ بھلا کرے اگرچہ اس سے کوئی چارہ نہیں البتہ میرے چچیرے بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا زیادہ تر پیارا ہے مجھ کو اس سے کہ ان کا غیر مجھ پر سردار ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اپنے نفس سے جھگڑا کروں گا یعنی اس کی خیر خواہی میں نہایت کوشش کروں گا اور اس سے ایذا دور کرنے میں نہایت کوشش کروں گا اور کہا داؤدی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ البتہ ذکر کروں گا میں مناقب اس کے سے وہ چیز جو نہیں ذکر کی میں نے مناقب شیخین سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کام واسطے مشترک ہونے لوگوں کے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں برخلاف ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے کہ اس کے مناقب ان کے مناقب کی طرح مشہور نہ تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو لوگوں کے واسطے ظاہر کیا واسطے انصاف کرنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس کے لیے سو جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے انصاف نہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا اور یہ جو کہا کہ میرے چچیرے بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے ان کے غیر کے مجھ پر سردار ہونے سے تو تیمی

نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میرا بنی امیہ کی فرمانبرداری میں ہونا بہت پیارا ہے مجھ کو میرے بنی اسد کے فرمانبرداری میں ہونے سے اس واسطے کہ بنی امیہ قریب تر ہیں طرف بنی ہاشم کی بنی اسد سے کما تقدم، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جن کے دل کو الفت دلائی جاتی ہے اور کہا مجاہد نے کہ الفت کرتے ان سے ساتھ بخشش کے۔

٤٢٩٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَّقَالَ أَتَأَلَّفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَّمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ.

۴۲۹۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کیا اور فرمایا کہ میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں تو ایک مرد نے کہا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو بخاری نے ساتھ نہایت اختصار کے اور مبہم چھوڑا گیا ہے اس میں باعث اور مبعوث اور نام چار آدمیوں کا اور جنگ حنین میں ان سب کا ذکر گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ ﴿يَلْمِزُوْنَ﴾ يَعِيْبُوْنَ وَ ﴿جُهْدَهُمْ﴾ وَجَهْدَهُمْ طَاقَتَهُمْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں رغبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت اور یلمزون کے معنی ہیں عیب دیتے ہیں اور جَهدهم اور جُهدهم کے معنی ہیں اپنی طاقت۔

٤٣٠٠ ـ حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُوْ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَآءَ أَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَّجَآءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ

۴۳۰۰۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کو خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم میں سے بعض آدمی بعض کے واسطے اجرت سے بوجھ اٹھاتا تھا سو ابو عقیل آدھا صاع کھجور لایا اور دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو منافقوں نے کہا کہ بیشک اللہ اس کے صدقے سے بے پرواہ ہے اور اس دوسرے نے تو یہ کام دکھلانے کے واسطے کیا سو اتری یہ آیت کہ جو لوگ

عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِيَآءً فَنَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ الْاٰيَةَ.

طعن کرتے ہیں محبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اوران کو جونہیں پاتے مگر اپنی طاقت۔

فائدہ: یہ جو کہا نتحامل تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوٰۃ میں اس لفظ سے تحامل یعنی مزدور ٹھہراتے تھے ہم اپنے نفسوں کو بوجھ اٹھانے میں اور یہ جو کہا کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوٰۃ میں اس لفظ سے کہ ایک مرد بہت چیز لایا اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات کرو میں چاہتا ہوں کہ ایک لشکر بھیجوں سو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرے پاس چار ہزار ہے سو میں دو ہزار اپنے اللہ کو قرض دیتا ہوں اور دو ہزار اپنی بیوی لڑکے کے واسطے رکھ لیتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے اس میں جو تو نے دیا اور جو اپنے پاس رکھا اور ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک میں لوگوں کو خیرات کی رغبت دلائی سو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار لائے سو کہا کہ یا حضرت! میرے پاس آٹھ ہزار مال ہے میں چار ہزار آپ کے پاس لایا ہوں اور چار ہزار اپنے پاس رکھ لیا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے تیرے واسطے اس چیز میں کہ تو نے دی اور جو تو نے رکھی اور عاصم بن عدی نے اس دن سو وسق کھجور خیرات کی اور ایک روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار سو اوقیہ سونے کا لایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس دن نو سو اونٹ لایا اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار اشرفی لایا اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار درہم لایا اور یہ سخت اختلاف ہے اس مقدار میں جس کو عبدالرحمٰن لایا؟ اور زیادہ صحیح طریق یہ ہے کہ وہ آٹھ ہزار درہم تھے۔ اور مطوعین وہ لوگ ہیں جو جہاد کرتے ہیں بغیر استعانت رزق کے، بادشاہ سے یا اس کے غیر سے اور والذین لا یجدون معطوف ہے مطوعین پر۔ (فتح)

۴۳۰۱ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ زَآئِدَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتّٰى يَجِيْءَ بِالْمُدِّ وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ.

۴۳۰۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خیرات کرنے کا حکم کرتے تھے سو ہم میں سے کوئی اپنے آپ کو بوجھ اٹھانے میں مزدور ٹھہراتا یہاں تک کہ ایک مد اناج لاتا اور بیشک آج ان میں سے ایک کے پاس لاکھ ہے گویا کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو مراد رکھتا ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کیا اس نے ممیز لاکھ کا پس احتمال ہے کہ درہم ہوں یا دینار یا مد اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اعمش نے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بہت مالدار ہو گئے تھے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے میں خیرات کرتے تھے جو پاتے تھے یعنی تنگدستی کی حالت میں اور یہ لوگ مالدار ہیں اور خیرات نہیں کرتے اور یہ معنی بعید ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ باوجود کم ہونے چیز کے خیرات کرتے تھے اور اس میں تکلف کرتے تھے پھر اللہ نے ان پر فراخی کی پس خیرات کرنے لگے فراخی سے اور باوجود نہ خوف ہونے تنگی کے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ حرص کرنا خیرات پر اب واسطے آسان ہونے ماخذ اس کے کی ساتھ فراخی کے کہ اللہ نے ان پر کی اولیٰ ہے حرص کرنے سے اوپر اس کے باوجود تکلیف اٹھانے ان کے کی یا مراد اس کی اشارہ ہے طرف تنگ ہونے گزران کی حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یہ واسطے کم ہونے فتوح اور غنیموں کے ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اشارہ ہے طرف کشادہ ہونے گزران ان کی کے حضرت ﷺ کے بعد واسطے بہت ہونے فتح اور غنیموں کے آپ کے بعد۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔

٤٣٠٢ ـ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُّعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۳۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی منافق مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے حضرت ﷺ سے آپ کا کرتا مانگا کہ اس میں اپنے باپ کو کفنائے حضرت ﷺ نے اس کو کرتا دیا پھر اس نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ اس پر نماز پڑھیں سو حضرت ﷺ اس کا جنازہ پڑھنے کو اٹھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا کپڑا پکڑا سو کہا کہ یا حضرت! آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے سو فرمایا کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار

وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً﴾ وَسَأَزِيْدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾.

بخشش مانگے تو بھی ان کو اللہ ہرگز نہ بخشے گا اور میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ منافق ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہوگی تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو بخشش مانگنے اور نہ مانگنے پر اختیار دیا ہے یعنی آیت میں صاف منع نہیں کیا آیت میں تو اللہ نے یہی فرمایا ہے کہ ستر بار بخشش مانگنے سے مغفرت نہ ہوگی میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اگر اس کی مغفرت جانوں اور یہ جو کہا کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو ذکر کیا ہے حاکم نے اکلیل میں کہ وہ جنگ تبوک سے پھرنے کے بعد مرا تھا نویں سال ماہ ذی قعدہ میں اور وہ بیس دن بیمار رہا ابتدا اس کی بیماری کی شوال کے اخیر میں تھی کہتے ہیں کہ وہ اور اس کے تابعدار جنگ تبوک سے پیچھے رہے تھے اور انہیں لوگوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿لو خرجوا فیکم ما زادوکم الا خبالا﴾ اور یہ تقریر رد کرتی ہے ابن تین کے قول کو کہ یہ قصہ ابتدائے اسلام میں تھا پہلے قرار پانے اسلام کے سے اور یہ جو کہا کہ اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو یہ عبداللہ کا بیٹا اس کا فضلائے اصحاب میں ہے جنگ بدر وغیرہ میں موجود تھا اور شہید ہوا جنگ یمامہ کے دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور منجملہ اس کے مناقب سے یہ ہے کہ اس کے باپ کی بعض باتیں اس کو پہنچیں سو اس نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے مار ڈالنے کی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی طرح سے اس کی صحبت کر اور شاید کہ وہ اپنے باپ کو ظاہر میں مسلمان جانتا تھا پس اسی واسطے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی کہ اس کے پاس حاضر ہوں اور اس کا جنازہ پڑھیں اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ یہ کام اس نے اپنے باپ کی وصیت سے کیا تھا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو عبدالرزاق اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن ابی نے مرتے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اندر گئے تو فرمایا کہ ہلاک کیا تجھ کو یہود کی محبت نے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واسطے بلایا ہے کہ آپ میرے واسطے مغفرت مانگیں میں نے آپ کو اس واسطے نہیں بلایا کہ مجھ کو جھڑکیں پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا کرتا مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سوال قبول کیا اور یہ حدیث مرسل ہے باوجود معتبر

ہونے اس کے راویوں کے اور قوی کرتی ہے اس کو وہ چیز جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بیمار ہوا تو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں نے سمجھا جو آپ نے کہا سو آپ مجھ پر احسان کیجئے اور مجھ کو اپنے کرتے میں کفن دیجیے اور مجھ پر نماز پڑھیے حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا اور شاید مراد عبداللہ بن ابی کی ساتھ اس کے ہٹانا عار کا تھا اپنی اولاد اور قرابتیوں سے اس کے مرنے کے بعد سو ظاہر کی اس نے رغبت بیچ نماز حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور حضرت ﷺ نے اس کے ظاہر حال سے اس کا سوال قبول کیا یہاں تک کہ اللہ نے اس سے پردہ اٹھایا اور کھول کر بیان فرمایا کما سیاتی اور یہ خوب تر جواب ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس قصے کے اور یہ جو کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت ﷺ کا کپڑا پکڑا تو ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کی طرف اٹھ کھڑا ہوا سو میں نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا؟ اشارہ کیا انہوں نے اس کے قول کی طرف ﴿لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا﴾ اور اس کے اس قول کی طرف کہ ﴿لیخرجن الاعز منها الاذل﴾ وسیاتی بیانہ فی تفسیر سورۃ المنافقین اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے تو اس طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں مطلق ہونا نہی کا نماز سے یعنی اس میں نماز کی ممانعت ہے اور یہ نہایت مشکل ہے اشکال یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہاں سے سمجھ کر کہی کہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو بعض نے کہا کہ یہ بعض راویوں سے وہم ہے اور کہا قرطبی نے کہ شاید یہ واقع ہوا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں پس ہوگا الہام کے قبیل سے اور احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز کا منع ہونا اس آیت سے سمجھا ہو ﴿ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین﴾ میں کہتا ہوں دوسرا احتمال یعنی جو قرطبی نے کہا قریب تر ہے پہلے احتمال سے اس واسطے کہ منافقوں پر نماز پڑھنے سے پہلے نہی نہیں گزری اس دلیل سے کہ اس نے اس حدیث کے اخیر میں کہا کہ پھر اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿ولا تصل علی احد منهم﴾ اور ظاہر یہ ہے کہ باب کی روایت میں مجاز ہے بیان کیا ہے اس کو اس روایت نے جو اس سے پہلے باب میں عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ساتھ اس لفظ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو ان کے واسطے بخشش مانگنے سے منع کیا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس سے طبری وغیرہ نے پس شاید کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت سے سمجھا جو اکثر اور غالب ہے عرب کی زبان سے کہ حرف او تخییر کے واسطے نہیں بلکہ واسطے برابر کرنے کے ہے عدم وصف مذکور میں یعنی ان کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا برابر ہے اور یہ مانند اس آیت کے ہے ﴿سواء علیهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم﴾ لیکن دوسرا صریح تر ہے اور اس واسطے وارد ہوا ہے کہ یہ آیت اس قصے کے بعد اتری اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿سبعین مرۃ﴾ سے سمجھا کہ وہ

مبالغہ کے واسطے ہے اور عدد معین کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ مراد نفی مغفرت کی ہے واسطے ان کے یعنی ان کی مغفرت نہیں ہوگی اگرچہ بہت ہو مانگنا بخشش کا پس حاصل ہوگی اس سے نہی بخشش مانگنے سے پس مطلق کہا اس نے اس کو اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ مقصود اعظم مردے پر نماز پڑھنے سے مانگنا مغفرت کا ہے واسطے مردے کے اور شفاعت کرنا واسطے اس کے پس اس واسطے لازم پکڑا اس نے نہی مغفرت مانگنے کی سے نماز کے نہ پڑھنے کو پس اسی واسطے آیا ہے اس سے اس روایت میں مطلق ہونا نہی کا نماز سے اور انہیں امروں کے واسطے انکار کرنا چاہا اس نے عبداللہ بن ابی پر نماز پڑھنے سے یہ تقریر ہے اس چیز کی جو صادر ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سے باوجود اس چیز کے جو پہچانی گئی ہے سخت ہونے ان کے سے واسطے کفار اور منافقوں کے اور کہا زین بن منیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے حرص کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور واسطے مشورہ کے نہ واسطے لازم کرنے آپ کے کی اور نہیں بعید ہے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسی باتوں میں اجازت دی ہوئی ہو پس نہیں مستلزم ہے جو واقع ہوا عمر رضی اللہ عنہ سے اس بات سے کہ اس نے اجتہاد کیا اس نے باوجود نص کے جیسا کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے اس کے جائز ہونے میں اور بے شک اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے فقط اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کپڑا کھینچنے اور خطاب کرنے میں کچھ نہ کہا بلکہ اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اس باب میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹ مجھ سے اے عمر! سو جب میں نے آپ سے بہت بار کہا تو فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نے جس جگہ آیت مذکورہ کو ذکر کیا ہے اور قول آپ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ مغفرت مانگوں گا تو اس کی مغفرت ہو تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جازم ہے ساتھ قصے زیادہ کے اور زیادہ تر تاکید کرنے والی اس سے وہ چیز ہے جو قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا اور یہ زیادتی دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز کی حالت میں بہت دیر تک اس کے واسطے بخشش مانگتے رہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر اس کے سو واقدی نے ذکر کیا ہے کہ مجمع نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کبھی کسی کے جنازے میں درازی کی ہو جو عبداللہ بن ابی کے جنازے میں یعنی بہت دیر تک اس کے جنازے میں کھڑے رہے اور طبری نے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز اللہ ان کو نہ بخشے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو میں ان کے واسطے بخشش مانگتا ہوں ستر

بار اور ستر بار اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس قصے کے جس نے عدد کے مفہوم کو حجت ٹھہرایا ہے اور اسی طرح مفہوم صفت کو بطریق اولیٰ اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے سمجھا کہ جو ستر بار سے زیادہ ہو وہ ستر کے برخلاف ہے سو فرمایا کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں کا اور جس نے مفہوم کو حجت نہیں ٹھہرایا اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باقی قصے میں اور یہ حجت کو رد نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر قائم ہو دلیل اس پر کہ مقصود ساتھ ستر بار کے مبالغہ ہے تو البتہ ہوگا استدلال ساتھ مفہوم کے باقی اور جزم کرنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس کے کہ وہ منافق ہے جاری ہوا ہے اس چیز کی بنا پر کہ تھے اطلاع پاتے اس کے حالات پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کے قول کو نہ لیا واسطے جاری کرنے اس کے کی ظاہر اسلام پر کما تقدم تقریرہ اور واسطے استصحاب کے ساتھ ظاہر حکم کے اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اکرام اس کے بیٹے کے سے جس کی صلاحیت ثابت ہو چکی ہے اور واسطے الفت دلانے اس کی قوم کے اور دور کرنے فساد کے اور حضرت ﷺ ابتدا امر میں مشرکوں کی تکلیف پر صبر کرتے تھے اور معاف اور درگزر کرتے تھے پھر حضرت ﷺ کو مشرکوں سے لڑنے کا حکم ہوا سو یہ بدستور رہا آپ کا درگزر کرنا اور معاف کرنا اس شخص سے جو بظاہر مسلمان ہو اگرچہ وہ باطن سے مسلمان نہ ہو واسطے مصلحت الفت دینے کے اور نہ نفرت دلانے کے آپ سے اور اسی واسطے فرمایا کہ نہ چرچا کریں لوگ کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو مار ڈالتا ہے پھر جب فتح حاصل ہوئی اور مشرکین اسلام میں داخل ہوئے اور کافر کم ہوئے اور ذلیل ہوئے تو حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے منافقوں کے اور محمول کرنے ان کے کی اوپر حکم حق تلخ کے خاص کر اور البتہ تھا یہ پہلے نازل ہونے نہی صریح کے منافقوں پر نماز پڑھنے سے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے ان کے کی اور ساتھ اس تقریر کے دور ہوگا اشکال اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں ساتھ حمد اللہ کے اور کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت ﷺ نے جو کیا ساتھ عبداللہ بن ابی کے واسطے کمال شفقت آپ کی کے واسطے اس شخص کے جو متعلق ہوا ساتھ طرف دین کے اور واسطے خوش کرنے دل اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جو نیک مرد تھا اور واسطے الفت دینے قوم اس کی کے خزرج سے واسطے رئیس ہونے اس کے کی بیچ ان کے پس اگر اس کے بیٹے کا سوال قبول نہ کرتے اور اس پر نماز نہ پڑھتے تو اس کے بیٹے پر شرمساری ہوتی اور اس کی قوم پر عار ہوتی سو استعمال کیا اچھا کام ریاست میں یہاں تک کہ آپ کو ممانعت ہوئی اور بعض اہل حدیث نے مائل کی ہے طرف صحیح کرنے اسلام عبداللہ بن ابی کے واسطے نماز پڑھنے حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور غفلت کی ہے انہوں نے آیتوں اور حدیثوں سے جو تصریح کرنے والی ہیں بیچ حق اس کے کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کے منافی ہے اور نہیں واقف ہوا اس میں کسی جواب شافی پر سو اس نے دلاوری کی ہے اوپر دعوے مذکور کے اور وہ مخرج ہے ساتھ اجماع پہلوں کے برخلاف اس کے قول کے اور ان کے اتفاق کے اوپر ترک کرنے ذکر اس کے کی اصحاب کی کتابوں میں باوجود

مشہور ہونے اس کے اور ذکر کرنے اس شخص کے کی جو کئی گنا اس سے کم ہے اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ سے اس قصے میں کہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر کہا سو ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا کرتہ اس سے اللہ کا عذاب کچھ نہ ہٹا سکے گا اور میں امید وار ہوں کہ اس سبب سے اس کی قوم سے ہزار آدمی مسلمان ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی تو حضرت ﷺ نے اس کے بعد کبھی کسی منافق پر نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی۔ (فتح الباری)

٤٣٠٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَآءَةَ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا﴾ إِلٰى

۴۳۰۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو حضرت ﷺ اس کے واسطے بلائے گئے تا کہ اس پر نماز جنازہ پڑھیں سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف اٹھا سو میں نے کہا یارسول اللہ! آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلانے دن ایسا ایسا کہا تھا؟ میں آپ پر ابن ابی کا قول گننے لگا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹا مجھ سے اپنی کلام کو اے عمر! (یعنی مجھ سے کلام مت کر) سو جب میں نے آپ کو بہت کہا تو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو میں نے اختیار کیا ایک طرف کو اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہو گی تو البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگتا کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر پھرے سو نہ ٹھہرے مگر تھوڑا یہاں تک کہ برأت کی دونوں آیتیں اتریں کہ نہ نماز پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر اللہ کے قول فاسقون تک، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں نے تعجب کیا اس کے بعد اپنی دلیری سے حضرت ﷺ پر اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔

قَوْلِهٖ ﴿وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ.

فائدہ: اخر عنی یا عمر یعنی پیچھے ہٹا مجھ سے اپنی کلام کو اور مشکل جانا ہے داؤدی نے حضرت ﷺ کے اس حالت میں ہنسنے کو باوجود اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کا ضحک تبسم تھا اور جنازے کے حاضر ہونے کے وقت ایسا نہ کرتے تھے اور جواب اس کا یہ ہے کہ روای نے کھلے چہرے کو اس کے ساتھ تعبیر کیا واسطے لگاؤ دلانے عمر رضی اللہ عنہ کے اور خوش کرنے دل اس کے کو مانند عذر کرنے والے کی ترک قبول کلام اس کے سے اور مشورے اس کے سے اور یہ جو کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی حضرت ﷺ نے جو اس پر نماز جنازہ پڑھی تو اس کی حکمت اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے مجھ کو معلوم نہیں میں نے ناحق ایسی دلیری کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰی أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور نہ نماز پڑھو کسی پر ان میں سے جو مر جائے اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ظاہر آیت کا یہ ہے کہ وہ سب منافقوں کے حق میں اتری لیکن وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ وہ ان میں سے ایک عدد معین کے حق میں اتری کہا واقدی نے خبر دی ہم کو معمر نے زہری سے اس نے روایت کی حذیفہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بھید کہتا ہوں سو اس کو کسی سے ذکر نہ کرنا مجھ کو منع ہوا نماز پڑھنے سے فلانے فلانے پر منافقوں کی ایک جماعت میں کہا پس اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کسی کے جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ جاتے تو ان کے ساتھ چلتے نہیں تو اس پر نماز نہ پڑھتے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بارہ مرد تھے اور عنقریب گزر چکی ہے حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں باقی رہا ان میں سے مگر ایک مرد اور شاید حکمت بیچ خاص ہونے مذکورین کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ کفر پر مریں گے برخلاف ان لوگوں کے جو ان کے سوا تھے کہ انہوں نے توبہ کی۔ (فتح)

٤٣٠٤ - حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَیٍّ جَآءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ قَمِيْصَهٗ وَأَمَرَهٗ أَنْ يُّكَفِّنَهٗ فِيْهِ

۴۳۰۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو اس میں کفنائے پھر اس پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا پکڑا پس کہا کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ وہ منافق ہے اور البتہ اللہ نے آپ

ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهِ فَقَالَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَّقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ إِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللَّهُ أَوْ أَخْبَرَنِيَ اللَّهُ فَقَالَ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾ فَقَالَ سَأَزِيْدُهُ عَلَى سَبْعِيْنَ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللَّهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾.

کو منع کیا ہے ان کی بخشش مانگنے سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو کہا کہ منافقوں کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے اللہ ان کو، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری اور نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر بیشک وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مرے بے حکم۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور مشکل جانا گیا ہے سمجھنا اختیار کا اس آیت سے یعنی مراد اس آیت میں ستر بار سے مبالغہ ہے حضرت ﷺ نے اس سے اختیار کس طرح سمجھا یہاں تک کہ اکابر علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کی صحت میں طعن کیا ہے باوجود اس کے کہ اس کے طریقے بہت ہیں اور شیخین وغیرہ صحیح کے تخریج کرنے والوں کا اس کی تصحیح پر اتفاق ہے اور یہ اتفاق اہل حدیث کا اس کی تصحیح پر پکارتا ہے کہ جو لوگ اس کی صحت کے منکر ہیں ان کو حدیث کی پہچان نہیں اور حدیث کے کئی طریقوں پر اطلاع نہیں ہے کہا ابن منیر نے کہ آیت کے معنی میں لوگوں کے قدم پھسل گئے ہیں یہاں تک کہ قاضی ابو بکر نے اس کی صحت سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ قبول کی جائے یہ حدیث اور نہیں صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسی بات کہیں اور اسی طرح کہا ہے امام الحرمین اور غزالی وغیرہ نے اور سبب بیچ انکار کرنے ان کے کی اس کی صحت سے وہ چیز ہے کہ قرار پا چکی ہے نزدیک ان کے اس قسم سے کہ پہلے بیان کیا ہے ہم نے اور وہی ہے جس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حرف او کا واسطے برابر کرنے کے ہے واسطے اس چیز کے کہ چاہتا ہے اس کو سیاق قصے کا اور عدد ستر کا محمول ہے مبالغہ پر کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے نزدیک اہل بیان کے تردد اس میں کہ خاص کرنا عدد کا اس سیاق میں مراد نہیں اور نیز پس شرط قول کی ساتھ مفہوم صفت کے اور اسی طرح عدد کی نزدیک ان کے ہم مثل ہونا منطوق کا ہے واسطے مسکوت کے اور نہ ہونے اور فائدے کے اور اس جگہ واسطے مبالغہ کے فائدہ واضحہ ہے پس مشکل ہے قول حضرت ﷺ کا کہ میں ستر بار

سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ حکم اس کا اور زیادہ کا ایک ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو حضرت ﷺ نے یہ واسطے استصحاب حال کے اس واسطے کہ جائز ہونا مغفرت کا ساتھ زیادت کے تھا ثابت پہلے آنے آیت کے پس جائز ہے کہ ہو باقی اپنے اصل پر جائز ہونے میں اور یہ جواب خوب ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ عمل ساتھ باقی رہنے کے حکم پر باوجود سمجھنے مبالغہ کے دونوں منافی نہیں پس گویا کہ جائز رکھا آپ نے یہ کہ حاصل ہو مغفرت ساتھ زیادتی کے ستر سے نہ یہ کہ آپ نے اس کے ساتھ جزم کیا اور نہیں پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اس میں ہے اور بعض متاخرین نے اس سے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا تو یہ آپ نے اس کے قرابتیوں کے دل کو الفت دینے کے واسطے فرمایا نہ یہ کہ آپ نے ارادہ کیا کہ اگر ستر بار سے زیادہ مانگیں گے تو اس کی مغفرت ہو گی لیکن ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ ثابت ہو چکی ہے روایت ساتھ قول آپ کے کہ ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اور آپ کا وعدہ سچا ہے خاص کر ثابت ہو چکا ہے قول آپ کا لازیدن ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ استغفار بجائے دعا کے ہے اور جب بندہ اپنے رب سے اپنی حاجت مانگے تو یہ سوال کرنا اس کا رب سے بجائے ذکر کے ہوتا ہے لیکن وہ باعتبار طلب تعجیل مطلوب کے نہیں ہے عبادت پس جب اس طرح ہوا اور مغفرت اپنے نفس میں ممکن ہے اور تعلق پکڑا ہے علم نے ساتھ نہ ہونے نفع اس کے نہ ساتھ غیر اس کے پس ہو گی طلب اس کی نہ واسطے غرض حاصل ہونے اس کے بلکہ واسطے تعظیم مانگی گئی کے سو جب مغفرت دشوار ہو تو دعا کرنے والے کو اس کے بدلے ثواب ملتا ہے جو اس کے لائق ہو یا بدی دفع ہوتی ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں اور کبھی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے تخفیف ان لوگوں سے جن کے واسطے دعا مانگی گئی جیسا کہ ابو طالب کے قصے میں ہے یہ معنی ہیں ابن منیر کی کلام کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے طلب مغفرت کے مشروع ہونے کو واسطے اس شخص کے کہ محال ہے واسطے اس کے مغفرت شرعا اور البتہ وارد ہو چکا ہے انکار اس کا اس آیت میں کہ نہیں جائز ہے واسطے پیغمبر کے اور ایمانداروں کے کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اور اس قصے کی اصل میں ایک اور اشکال واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مطلق فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں ساتھ اس آیت کے کہ ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اور لیا ساتھ مفہوم عدد ستر کے اور فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ بہت مدت اس سے پہلے یہ آیت اتر چکی تھی ﴿ما کان للنبی والذی آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی﴾ اس واسطے کہ یہ آیت ابو طالب کے قصے میں اتری جب کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگوں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری اور ابو طالب کی وفات مکے میں تھی ہجرت سے پہلے بالاتفاق اور عبداللہ بن ابی کا یہ قصہ نویں سال ہجری میں تھا کما تقدم پس کس طرح جائز ہو گا باوجود اس کے کہ استغفار واسطے منافقوں کے باوجود

جزم کرنے کے ساتھ کفران کے کی نفس آیت میں اور جواب دیا ہے بعض نے اس سے کہ منع وہ استغفار ہے جس کی اجازت کی امید کی جائے یہاں تک کہ ہو مقصود اس کا حاصل کرنا مغفرت کا واسطے ان کے جیسا کہ ابو طالب کے قصے میں ہے برخلاف استغفار کے عبداللہ بن ابی جیسے کے حق میں اس واسطے کہ وہ استغفار ہے واسطے قصد خوش کرنے دل ان لوگوں کے جو ان سے باقی رہے ہے اور یہ جواب میرے نزدیک پسند نہیں اور مثل اس جواب کی ہے قول زمخشری کا یعنی وہ بھی میرے نزدیک پسند نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اگر تو سوال کرے کہ کس طرح پوشیدہ رہا اوپر زیادہ تر فصیح خلق کے اور زیادہ تر خبردار ان کے کی ساتھ اسلوبوں کلام کے اور تمثیلوں اس کی کے کہ مراد ساتھ اس عدد کے یہ ہے کہ استغفار اگرچہ بہت ہو فائدہ نہیں دیتا خاص کر اور یہ آیت اس کے ساتھ متصل ہے ﴿ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله﴾ پس بیان کیا اس آیت نے صارف کو ان کی مغفرت سے، میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت ﷺ پر پوشیدہ نہیں رہا لیکن کیا آپ نے جو کیا اور فرمایا جو فرمایا واسطے ظاہر کرنے نہایت رحمت اور نرم دلی کے امت پر اور وہ مانند قول ابراہیم علیہ السلام کے ہے ﴿ومن عصانی فانك غفور رحيم﴾ اور بیچ ظاہر کرنے حضرت ﷺ کی رحمت مذکورہ کے لطف ہے ساتھ امت اپنی کے اور باعث ہے اوپر رحمت کرنے بعض کے واسطے بعض کے انتہی۔

اور البتہ تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر وغیرہ نے اور کہا نہیں جائز ہے نسبت کرنا اس چیز کی کہ کہی اس نے طرف رسول ﷺ کی اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی ہے کہ وہ کافروں کو نہیں بخشتا اور جب کہ ان کو نہیں بخشتا تو ان کے واسطے مغفرت مانگنا محال ہے اور طلب کرنا محال کی نہیں واقع ہوتی حضرت ﷺ سے اور بعض کہتے ہیں کہ مشرک کے واسطے بخشش مانگنے کی نہی نہیں مستلزم ہے نہی کو استغفار سے واسطے اس شخص کے کہ مرے اس حالت میں کہ ظاہر کرنے والا ہو اسلام کو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کا اعتقاد صحیح ہو اور یہ جواب خالص ہے اور اس آیت کی بحث کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور ترجیح اس کو ہے کہ اس آیت کا نازل ہونا ابو طالب کے قصے سے نہایت پیچھے ہے اور یہ کہ جو اس کے قصے میں اترا وہ یہ قول اللہ کا ہے ﴿انك لا تهدى من احببت﴾ اور میں نے اس کی دلیل وہاں لکھی ہے مگر یہ کہ اس آیت کے بقیہ میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور یہ تصریح دلالت کرتی ہے کہ نازل ہونا اس آیت کا قصے سے پیچھے ہے اور شاید جو آیت پہلے اتری اور جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے تمسک کیا ہے ﴿استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم﴾ خاص کر اس جگہ تک اور اسی واسطے اقتصار کیا عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں تخییر پر اور سبعین کے ذکر پر پھر جب واقع ہوا قصہ مذکورہ تو اللہ نے ان کا پردہ اٹھا دیا اور خلقت میں ان کو رسوا کیا اور ان پر پکارا کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور شاید یہی بھید ہے اس میں کہ اقتصار کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اس آیت سے اس قدر پر اس قول تک ﴿فلن يغفر الله لهم﴾ اور اس کتاب کے کسی نسخے میں پوری آیت واقع نہیں ہوئی جیسے کہ

جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت مختلف ہونے راویوں کی جو اس سے روایت کرتے ہیں اور جب کوئی منصف غور کرنے والا غور کرے تو معلوم کر لے گا کہ جو اس حدیث کو رد کرتا ہے یا اس کی تاویل میں تعسف کرتا ہے اس کو اس پر باعث یہ بات ہوئی کہ اس نے گمان کیا کہ اللہ کا قول ﴿ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله﴾ اترا ساتھ قول اس کے ﴿استغفر لهم﴾ یعنی اس کا گمان یہ ہے کہ یہ ساری آیت ایک ہی بار اتری اس واسطے کہ اگر فرض کیا جائے کہ یہ آیت ساری ایک ہی بار اتری تو البتہ قرین ہوگی ساتھ نہی کے علت اور یہ صریح ہے اس میں کہ تھوڑا استغفار اور بہت نہیں فائدہ دیتا نہیں تو جب فرض کیا جائے جو میں نے لکھا کہ قدر یعنی ﴿ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله﴾ آیت کے اول سے پیچھے اترا تو دور ہوگا اشکال اور جب امر اس طرح ہوا تو حجت تمسک کرنے والے کی قصے سے ساتھ مفہوم عدد کے صحیح ہے اور واقع ہونا اس امر کا حضرت ﷺ سے بطور تمسک کے ساتھ ظاہر کے اس چیز کی بنا پر کہ مشروع ہے احکام میں یہاں تک کہ قائم ہو دلیل صارف اس سے نہیں ہے کوئی اشکال بیچ اس کے سو واسطے اللہ کے ہے سب تعریف اس چیز پر کہ الہام کی اور سکھلائی اور حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء والے نے اس میں ایک جز لکھی ہے اس میں اس نے اس حدیث کے سب طریق جمع کیے ہیں اور اس کے معنوں پر کلام کیا ہے سو میں نے اس کو چھانٹا ہے سو اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے کہا کہ واقع ہوا ہے ابواسامہ وغیرہ کی روایت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور نہیں بیان کیا عمر رضی اللہ عنہ نے محل نہی کا کہ اللہ نے یہ کس جگہ فرمایا ہے سو واقع ہوا ہے بیان اس کا ابوضمرہ کی روایت میں عمری سے اور وہ یہ ہے کہ مراد اس کی ان پر نماز پڑھنے سے استغفار کرنا یعنی بخشش مانگنا ہے واسطے ان کے اور اس کا لفظ یہ ہے وقد نهاك الله ان تستغفر لهم کہا اور بیچ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے چھوڑ کر حضرت ﷺ کی پیروی کی اور تنبیہ کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس قصے کو حضرت ﷺ سے بلا واسطہ اٹھایا ہے برخلاف ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ اس نے اس قصے کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اٹھایا وہ وہاں حاضر نہیں تھے کہا ابونعیم نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گواہی دینا مرد پر ساتھ اس چیز کے کہ ہو وہ اوپر اس کے زندگی کی حالت میں اور مرنے کی حالت میں واسطے دلیل قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کہ عبداللہ منافق ہے اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور لیا جاتا ہے اس سے کہ مردوں کو برا کہنا وہ منع ہے جس کے ساتھ مقصود گالی دینا ہو نہ تعریف اور یہ کہ جاری ہوتے ہیں منافق پر احکام ظاہر اسلام کے اور یہ کہ مردے کے مرنے کی خبر دینا مجرد نہیں داخل ہے نعی منهی عنه میں یعنی اس موت کی خبر دینے میں جو منع ہے اور اس میں جواز سوال کرنا مالدار کا ہے اس شخص کو جس کی برکت کی امید کی جاتی ہو کچھ چیز مال اس کے سے واسطے ضرورت دینی کے اور یہ کہ جائز ہے رعایت زندہ آدمی کی جو فرمانبردار ہو ساتھ احسان کرنے کے طرف مردے گنہگار کی اور یہ کہ جائز

ہے کفنانا ساتھ کپڑے سلے ہوئے کے اور جائز ہونا تاخیر بیان کا وقت نزول سے حاجت کے وقت تک اور عمل کرنا ساتھ ظاہر کے جب کہ نص میں احتمال ہو اور یہ کہ جائز ہے تنبیہ کرنا مفضول کی فاضل کو اُس چیز پر کہ وہ گمان کرے کہ وہ اس سے بھول گیا اور تنبیہ کرنا فاضل کی مفضول کو اس چیز پر کہ اس کو مشکل ہو اور یہ کہ جائز ہے استفسار سائل کا مسئول سے اور عکس اس کا اس چیز سے کہ احتمال رکھے جو ان کے درمیان دائر ہوا اور یہ کہ جائز ہے تبسم کرنا وقت حاضر ہونے جنازے کے نزدیک موجود ہونے اس چیز کے کہ اس کو چاہے اور البتہ مستحب جانا ہے اہل علم نے نہ ہنسنے کو بہ سبب تمام ہونے خشوع کے پس مستثنیٰ ہوگا اس سے جس کی حاجت ہو اور اللہ کے ساتھ ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوْا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے پاس جب پھر آؤ گے تم ان کی طرف تا کہ ان سے درگزر کرو سو درگزر کرو ان سے وہ لوگ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ایک ٹکڑا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دراز ہے اس کی توبہ کے قصے میں جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے۔ (فتح)

٤٣٠٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِيْ أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا أَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلٰى قَوْلِهِ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

۴۳۰۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہ وہ جنگ تبوک سے پیچھے رہے قسم ہے اللہ کی نہیں عنایت کی اللہ نے مجھ پر کوئی نعمت اس کے بعد کہ اللہ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت کی بہت بڑی اس سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سچ بولا جھوٹ نہ بولا پس اگر میں جھوٹ بولتا تو ہلاک ہوتا جیسے ہلاک ہوئے جھوٹ بولنے والے جب کہ وحی اتاری گئی اب قسمیں کھائیں گے تمہارے پاس اللہ کی جب کہ تم پھر آؤ گے ان کی طرف فاسقین تک۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ قسمیں کھائیں تمہارے پاس کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں سے۔

فائدہ: یہ باب ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بغیر ترجمہ کے ہے اور دوسرے لوگوں کی روایت میں یہ باب نہیں اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ وہ فاسقوں کے حق میں اتری۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے یعنی بعض دوسروں نے مان لیا اپنا گناہ ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ معاف کرے ان کو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔

٤٣٠٦ ـ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا أَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ فَابْتَعَثَانِيْ فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ وَّشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمْ اِذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِيْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

۴۳۰۶۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ آج رات دو مرد میرے پاس آئے سو انہوں نے مجھ کو اٹھایا (اور مجھ کو لے چلے) سو ہم ایک شہر کی طرف پہنچے جو بنایا گیا تھا سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ سے سو ہم کو بہت مرد آگے آ ملے کہ ان کا آدھا بدن جیسے تو نہایت خوب صورت آدمی دیکھے اور آدھا بدن جیسے تو نہایت بدصورت آدمی دیکھے ان دونوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس دریا میں گر پڑو سو وہ اس میں گر پڑے پھر ہماری طرف پھرے اس حال میں کہ یہ بدی ان سے دور ہوئی سو وہ نہایت خوب صورت ہو گئے دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے یعنی بہشت ہے ہمیشہ رہنے والا اور یہ ہے جگہ تیری دونوں نے کہا کہ چنانچہ جن لوگوں کا آدھا بدن خوب صورت اور آدھا بدن بدصورت تھا سو بیشک انہوں نے ملایا ایک نیک کام اور دوسرا بد درگزر کی اللہ نے ان سے اور معاف کیے ان کے گناہ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تعبیر میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہیں جائز پیغمبر کو اور ایمانداروں کو یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے۔

۴۳۰۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾.

۴۳۰۷۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کو وفات حاضر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اندر گئے اور اس کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا کہہ لا الہ الا اللہ کہ میں اللہ کے نزدیک اس کلمہ کہنے سے تیرے واسطے جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشواؤں گا سو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب! کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک کہ مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری کہ پیغمبر اور ایمانداروں کو لائق نہیں کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اگرچہ قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان کو کہ مشرک دوزخی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ اللہ مہربان ہوا پیغمبر پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے پیغمبر کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جائیں بعض کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا ہے۔

۴۳۰۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح قَالَ أَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

۴۳۰۸۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب کا اس کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے ہو گئے تھے کہا سنا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کی حدیث میں اور تین شخص پر جو موقوف رکھے گئے کہا اپنی حدیث کے

بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ قَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ.

اخیر میں ہے کہ میری توبہ کے شکریہ سے ہے کہ میں اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول کے واسطے صدقہ کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے واسطے بہتر ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور تین شخص جو موقوف رکھے گئے توبہ سے یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے اپنے کے اور تنگ ہوئی ان پر اپنی جان اور جانا انہوں نے کہ کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا اوپر ان کے کہ وہ پھر آئیں اللہ ہی ہے مہربان رحم والا۔

٤٣٠٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهٗ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَّهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ أَنَّهٗ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ قَالَ فَأَجْمَعْتُ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى وَّكَانَ قَلَّمَا يَقْدَمُ

۴۳۰۹۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اس نے کہ میں نے اپنے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ہے تین شخصوں سے جن کی توبہ قبول ہوئی کہ بیشک وہ کبھی کسی جنگ میں حضرت ﷺ سے پیچھے نہیں رہے سوائے دو جنگوں کے یعنی جنگ تبوک اور جنگ بدر سو میں نے پکی نیت کی کہ نہ کہوں گا نزدیک حضرت ﷺ کے مگر سچ، چاشت کے وقت یعنی حضرت ﷺ چاشت کے وقت اس سفر سے آئے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ سفر سے کم آتے مگر چاشت کے وقت اور پہلے مسجد میں آتے تھے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے اور حضرت ﷺ نے منع کیا لوگوں کو میرے اور میرے دونوں ساتھیوں سے کلام کرنے سے اور ہمارے سوا کسی پیچھے رہنے

مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهٗ إِلَّا ضُحًى وَ كَانَ يَبْدَأُ
بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَ نَهَى النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِيْ وَكَلَامِ
صَاحِبَيَّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِّنَ
الْمُتَخَلِّفِيْنَ غَيْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا
فَلَبِثْتُ كَذٰلِكَ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ وَمَا
مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوْتَ فَلَا يُصَلِّيْ
عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ
يَمُوْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَكُوْنَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا
يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ وَلَا يُصَلِّيْ وَلَا يُسَلِّمُ
عَلَيَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَقِيَ الثُّلُثُ الْأٰخِرُ مِنَ
اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِيْ
شَأْنِيْ مَعْنِيَّةً فِيْ أَمْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ تِيْبَ
عَلٰى كَعْبٍ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهٗ
قَالَ إِذًا يَّحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ
النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ حَتّٰى إِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ
اٰذَنَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَكَانَ إِذَا اسْتَبْشَرَ
اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَأَنَّهٗ قِطْعَةٌ مِّنَ الْقَمَرِ
وَكُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا عَنِ الْأَمْرِ
الَّذِيْ قُبِلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اعْتَذَرُوْا حِيْنَ

والے کے کلام سے منع نہ کیا سو لوگوں نے ہماری کلام سے
کنارہ کیا۔ سو میں اسی طرح ٹھہرا یعنی کوئی ہمارے ساتھ کلام
نہ کرتا تھا یہاں تک کہ دراز ہوا مجھ پر کام اور مجھ کو اس سے
زیادہ کسی چیز کا فکر نہ تھا کہ میں اسی حالت میں مر جاؤں اور
حضرت ﷺ مجھ پر نماز نہ پڑھیں یا حضرت ﷺ فوت ہوں
اور میں لوگوں سے اسی حالت میں رہوں سو نہ کوئی مجھ سے کلام
کرے اور نہ مجھ پر نماز پڑھے سو اللہ نے ہماری توبہ اپنے
پیغمبر ﷺ پر اتاری جب کہ تہائی رات باقی رہی اور ام
سلمہ رضی اللہ عنہا میری خیر خواہ تھیں اور میرے کام میں مدد کرنے والی
تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ! کعب رضی اللہ عنہ پر
توبہ ہوئی یعنی اس کی توبہ قبول ہوئی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا
میں اس کو کہلا نہ بھیجوں اور اس کو خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا کہ
اب لوگ تم پر ہجوم کریں گے اور تم کو تمام رات سونے سے باز
رکھیں گے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی
تو ہماری توبہ کی خبر دی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب
بشارت پاتے تو آپ ﷺ کا چہرہ روشن ہوتا یہاں تک کہ
جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور تھے خاص ہم تینوں کہ پیچھے ڈالے
گئے ہم اس امر سے کہ قبول کیا حضرت ﷺ نے ان لوگوں
سے جنہوں نے عذر کیا جب کہ اللہ نے ہماری توبہ اتاری سو
جب ذکر کیے گئے وہ لوگ جنہوں نے حضرت ﷺ کے پاس
جھوٹ کہا پیچھے رہنے والوں سے اور جھوٹا عذر کیا تو ذکر کیے
گئے ساتھ بدتر اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ساتھ اس کے کوئی اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ عذر کریں گے تمہارے پاس جب تم ان کی
طرف پھر آؤ گے تو کہہ نہ عذر کرو ہرگز اعتبار نہیں کریں گے ہم
تمہاری بات کا خبر دار کر دیا ہے ہم کو اللہ نے تمہارے احوال

أَنْزَلَ اللّٰهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَاعْتَذَرُوْا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوْا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهٖ أَحَدٌ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ ﴿يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ﴾ الْاٰيَةَ.

ہے اور دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم تینوں پیچھے ڈالے گئے یعنی مراد اس آیت میں ﴿وعلی الثلاثة الذین خلفوا﴾ پیچھے رہنے سے پیچھے رہنا توبہ سے ہے نہ پیچھے رہنا جنگ سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔

٤٣١٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا وَّأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾.

۴۳۱۰۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس نے کہا کہ سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے کہ حدیث بیان کرتے تھے زمانے تخلف اپنے کی جنگ تبوک کے قصے سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں کسی کو کہ اللہ نے اس کو سچی بات میں آزمایا ہو بہتر اس چیز سے کہ مجھ کو آزمایا جس دن سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سچ کہا اس دن سے آج تک میں نے جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا سو اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اتاری کہ البتہ مہربان ہوا اللہ پیغمبر پر اور مہاجرین پر اس قول تک کہ ہو ساتھ سچوں کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ مِنَ الرَّأْفَةِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم میں سے بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان اور رؤوف مشتق ہے رافۃ سے اور اس کے معنی ہیں نہایت رحمت اور نرم دلی۔

۴۳۱۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشٰى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوْهُ وَإِنِّي لَأَرٰى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْاٰنَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيْهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ لِذٰلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ

۴۳۱۱ ۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ ان لوگوں میں سے جو وحی کو لکھتے تھے کہا اس نے کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا اور ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ بیشک جنگ یمامہ کے دن بہت مسلمان مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ جنگوں میں بہت قاری مارے جائیں اور بہت قرآن ضائع ہو مگر یہ کہ تم قرآن کو جمع کرو اور البتہ میں مناسب جانتا ہوں کہ قرآن جمع کیا جائے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ کس طرح کروں میں وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے میرا سینہ کھولا اور مناسب جانا میں نے جو عمر رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے تھے کلام نہ کرتے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک تو جوان مرد ہے عاقل ہے اور ہم تجھ کو کسی بری بات کی تہمت نہیں لگاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھتا تھا سو تلاش کر قرآن کو اور جمع کر اس کو سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ کے اٹھا لے جانے کی تکلیف دیتے تو نہ تھا مجھ پر زیادہ بھاری اس چیز سے کہ حکم کیا انہوں نے مجھ کو ساتھ اس کے جمع کرنے

الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ إِلَى آخِرِهِمَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ أَبُو ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُزَيْمَةَ.

قرآن کے سے میں نے کہا کہ تم دونوں کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی کہ وہ بہتر ہے سو میں اس سے ہمیشہ تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولا واسطے اس چیز کے کہ اللہ نے اس کے واسطے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا سو میں اس کام کے واسطے مستعد ہوا سو میں نے قرآن کو تلاش کیا اس حال میں کہ جمع کرتا ہوں میں اس کو چمڑے اور کاغذ کے ٹکڑوں سے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور کھجور کی چھڑیوں سے اور مردوں کے سینے سے یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائیں کہ میں نے ان دونوں کو اس کے سوا کسی کے پاس نہ پایا کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے کہ بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ اور حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان پھر اگر وہ پھر جائیں تو تو کہہ کہ بس کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی ہے صاحب بڑے تخت کا۔ اور جن کاغذوں میں قرآن جمع کیا گیا وہ کاغذ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوئے پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے پاس رہے متابعت کی ہے اس کی عثمان بن عمرو اور لیث نے یونس سے اس نے روایت کی ہے ابن شہاب سے اور کہا لیث نے حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے ابن شہاب سے اور کہا ساتھ ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے اور کہا ابراہیم نے ساتھ خزیمہ یا ابو خزیمہ کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت تو مراد یہ ہے کہ بعد لڑائی اصحاب کے مسیلمہ کذاب سے گیارہویں سال میں بسبب اس کے کہ اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور عرب کے بہت لوگ مرتد ہو گئے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لشکر بھیجا سو مسیلمہ کذاب کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی اس لڑائی میں بہت اصحاب حافظ قرآن شہید ہوئے تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر قرآن کو جمع کروایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آیت اس کی ضائع ہو جائے اور یہ جو کہا کہ **قال اللیث** ......الخ تو مراد یہ ہے کہ ابراہیم بن سعد کے ساتھی مختلف ہیں بعض نے تو ابوخزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے خزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے اس میں شک کیا اور تحقیق یہ ہے کہ سورہ توبہ کی آیت تو ابوخزیمہ کے پاس ملی اور احزاب کی آیت خزیمہ کے پاس ملی اور توبہ کی آیت کو تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس وقت پایا جب کہ قرآن کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع کیا اور آیت احزاب کو اس وقت پایا جب کہ اس کو عثمان کی خلافت میں نقل کیا۔ (فتح) اس حدیث سے بھی اور دیگر بہت سی حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور یہ جو عام لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع کیا تو یہ اس سبب سے ہے کہ جمع کرنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قرآن کو عرب کی سب لغتوں پر تھا یعنی عرب کی سب لغتوں کے الفاظ اس میں رہے عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں دو شخصوں نے اختلاف کیا ایک نے ایک آیت کو کسی طرح پڑھا اور دوسرے نے اسی آیت کو کسی اور طرح پڑھا اور ایک دوسرے کو خطا کی طرف منسوب کیا اس واسطے عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوا کر خالص کروایا اور اہل حجاز کی لغت پر لکھوایا اور چار قرآن لکھوا کر ملکوں میں بھیجے اور باقی قرآنوں کو جلایا یا دھلوایا۔ (ت)

سُوْرَةُ یُوْنُسَ

سورہ یونس کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ﴾ فَنَبَتَ بِالْمَآءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿**انما مثل الحیوۃ الدنیا کما انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض**﴾ کے کہ ملا ساتھ اس کے سبزہ زمین کا یعنی پس اگا ساتھ پانی کے ہر رنگ سے اس قسم سے کہ کھاتے ہیں لوگ مانند جو اور گندم اور باقی اناج زمین کے۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ﴾.

یعنی اور کہا انہوں نے کہ ٹھہرائی ہے اللہ نے اولاد پاک ہے وہ بے پرواہ ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ خالی ہے حدیث سے اور میں نہیں دیکھتا اس آیت میں کوئی حدیث مسند اور شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا ہوگا کہ نکالے اس میں کوئی طریق اس حدیث کا جو توحید میں ہے اس قسم سے جو اس کو گمان کرتا ہے سو اس

کے واسطے بیاض چھوڑا۔ (فتح)

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ ﴿أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ.

یعنی اور کہا زید بن اسلم نے بیچ تفسیر ﴿وبشر الذین آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم﴾ کے کہ مراد قدم صدق سے محمد ﷺ ہیں اور کہا مجاہد نے کہ مراد قدم صدق سے خیر ہے۔

فائدہ: اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ ان کے واسطے شفیع ہوں گے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد قدم صدق سے ثواب ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ قدم صدق سے مراد نماز ان کی اور روزہ ان کا اور صدقہ ان کا اور تسبیح ان کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿تِلْكَ آيَاتٌ﴾ يَعْنِي هٰذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ ﴿حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ الْمَعْنٰى بِكُمْ.

یعنی کہا جاتا ہے ﴿تلك آیات﴾ کے معنی میں کہ یہ قرآن کی نشانیاں ہیں یعنی تلك اسم اشارہ ہے ساتھ معنی هذه کے ہے جو غائب کے لیے ہے اور مثل اس کی ہے یعنی ﴿تلك آیات﴾ کی یہ آیت ﴿حتی اذا کنتم﴾ کہ اس آیت میں بهم کے معنی ہیں بکم۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ پھیری گئی ہے کلام اس آیت میں خطاب سے طرف غائب کی جیسے کہ پھیرا گیا ہے اسم اشارہ پہلی آیت میں غائب سے طرف حاضر کی یعنی اپنی آیت میں هذه آیات چاہیے تھا اس کے بدلے ﴿تلك آیات﴾ بولا گیا اور دوسری آیت میں بکم چاہیے تھا اس کے بدلے میں بهم بولا گیا اور جامع دونوں کے درمیان یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک میں پھیرا گیا ہے خطاب غائب سے طرف حاضر کی اور عکس اس کا اور فائدہ صرف کلام کا خطاب سے طرف غائب کے مبالغہ ہے جیسے وہ ذکر کرتا ہے واسطے غیر ان کے کی حال ان کا تا کہ تعجب میں ڈالے ان کو اس سے اور استدعا کرتا ہے ان سے انکار اور تقبیح کو۔ (ق)

يُقَالُ ﴿دَعْوَاهُمْ﴾ دُعَآؤُهُمْ.

یعنی اور معنی دعواهم کے آیت ﴿دعواهم فیها سبحانك اللهم﴾ میں دعا مانگنے اور پکارنے کے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ثوری کے طریق سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿دعواهم فیها﴾ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے اللهم سو اللہ ان کو دے گا جو مانگیں گے اور اسی طرح روایت ہے ابن جریج سے اور یہ سب تائید کرتی ہے اس کی کہ دعواهم کے معنی دعا کے ہیں اس واسطے کہ معنی اللهم کے ہیں یا اللہ یا معنی دعویٰ کے عبادت ہیں یعنی بہشت میں ان کی کلام بعینہ یہ لفظ ہو گی۔

﴿أُحِيطَ بِهِمْ﴾ دَنَوْا مِنَ الْهَلَكَةِ ﴿أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيْئَتُهُ﴾. یعنی احیط بھم کے معنی ہیں کہ ہلاکت سے نزدیک ہوئے اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ کیا۔

فائدہ: کہا جاتا ہے احیط بہ یعنی وہ ہلاک ہونے والا ہے اور گویا کہ وہ از قسم احاطہ کرنے دشمن کے ہے ساتھ قوم کے اس واسطے کہ یہ اکثر اوقات ہلاک کا سبب ہوتا ہے تو اس سے کفایت ٹھہرائی گئی اور اسی واسطے بخاری رایٹیہ اس کے پیچھے یہ قول لایا ہے ﴿احاطت به خطیئته﴾ واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف۔ (فتح)

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وظنوا انهم احیط بهم﴾۔

فَاتَّبَعَهُمْ وَأَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ. یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں ان کے پیچھے پڑا۔

﴿عَدْوًا﴾ مِنَ الْعُدْوَانِ. یعنی عدوا مشتق ہے عدوان سے یعنی تعدی اور زیادتی سے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فاتبعهم فرعون وجنوده بغیا وعدوا﴾ اور یہ دونوں لغتیں ہیں منصوب اس بنا پر کہ وہ مصدر ہیں یا اس بنا پر کہ وہ حال ہے یعنی سرکشی کرنے والے حد سے نکل جانے والے اور جائز ہے کہ دونوں مفعول ہوں یعنی سبب بغی اور عدوان کے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ﴾ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لِوَلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِيْهِ وَالْعَنْهُ ﴿لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ﴾ لَأُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَأَمَاتَهُ. یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ اگر جلدی لاتا اللہ لوگوں پر برائی جیسے جلدی مانگتے ہیں بھلائی تو پوری کی جاتی ان کی عمر یعنی ہلاک ہوتا جس پر بددعا کی گئی اور اس کو مارتا یہ کہنا آدمی کا ہے واسطے اولاد اپنی اور مال اپنے کے جب کہ غضبناک ہو کہ الٰہی! اس میں برکت نہ کر اس کو لعنت کر۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ لفظ مختصر کے کہ اگر اللہ ان کی دعا اس میں جلدی قبول کرتا جیسے کہ بھلائی میں قبول کرتا ہے تو البتہ ان کو ہلاک کرتا اور البتہ وارد ہوئی ہے اس کے منع ہونے میں حدیث مرفوع روایت کیا ہے اس کو مسلم نے درمیان حدیث دراز کے اور جدا روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بددعا دو اپنے آپ کو اور نہ اپنی اولاد کو اور نہ اپنے مال کو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا اس گھڑی کے موافق پڑ جائے جس میں اللہ سے انعام مانگا جاتا ہے اور تمہاری دعا قبول ہو۔ (فتح)

لو یعجل اللہ متضمن ہے معنی نفی تعجیل کو اس واسطے کہ لو واسطے معلق کرنے اس چیز کے ہے کہ غیر کے سبب سے منع

ہو یعنی نہ تعجیل ہے اور نہ قضا عذاب کا پس لازم آئے گا اس سے حاصل ہونا مہلت کا اور یہ لطف ہے اللہ کا اپنے بندوں کے واسطے اور رحمت اس کی۔ (فتح)

﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ﴾ مِثْلُهَا حُسْنَىٰ ﴿وَزِيَادَةٌ﴾ مَغْفِرَةٌ وَّرِضْوَانٌ وَّقَالَ غَيْرُهُ اَلنَّظَرُ إِلَىٰ وَجْهِهٖ.

یعنی جنہوں نے کی بھلائی ان کو ہے بھلائی یعنی مثل اس کی ثواب ہے اور مراد زیادتی سے مغفرت ہے اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ مراد زیادۃ سے اللہ کا دیدار ہے۔

فائدہ: شاید مراد غیر سے قتادہ ہے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد حسنیٰ سے بہشت ہے اور مراد زیادتی سے اللہ کا دیدار ہے اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع بھی آ چکی ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے حبیب سے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو پکارا جائے گا کہ بیشک تمہارے واسطے اللہ کے پاس ایک وعدہ ہے تو وہ کہیں گے کہ کیا اللہ نے ہمارے منہ سفید اور روشن نہیں کیے اور ہم کو آگ سے دور نہیں رکھا اور ہم کو بہشت میں داخل نہیں کیا سو پردہ اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ کی طرف دیکھیں گے سو قسم ہے اللہ کی نہیں دی اللہ نے ان کو کوئی چیز زیادہ پیاری اس سے یعنی ان کو اللہ کے دیدار سے کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں ملی پھر پڑھی یہ آیت ﴿للذين احسنوا الحسنیٰ وزيادة﴾ اور حسن سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے دوگنا ثواب ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے محل ہے موتی کا کہ اس کے واسطے چار دروازے ہیں روایت کیا ہے ان سب کو طبری نے اور اشارہ کیا ہے اس نے کہ نہیں ہے ان اقوال کے درمیان تعارض اس واسطے کہ زیادۃ ان میں سے ہر ایک کا احتمال رکھتی ہے۔ (فتح)

﴿اَلْكِبْرِيَآءُ﴾ اَلْمُلْكُ.

یعنی مراد کبریاء سے ملک اور بادشاہی ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وتكون لكما الكبرياء فی الارض﴾ یعنی تا کہ زمین میں تمہاری بادشاہی ہو۔

بَابٌ ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوٓا إِسْرَآئِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی سے یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر ڈوبنا کہا یقین جانا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں۔

فائدہ: مراد دریا سے دریائے قلزم ہے ساتھ ضمہ قاف کے اور ابن سمعانی نے حکایت کی ہے کہ وہ مکے اور مصر کے درمیان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قلزم شہر کا نام ہے بحر یمن کے کنارے پر مصر کی طرف اس دریا کو اس کی طرف نسبت

کرتے ہیں اور نام اس فرعون کا ولید بن مصعب بن ریان ہے اور ثعلبی نے کہا کہ عمالقہ میں سے ہے سام بن نوح کی اولاد سے اور اس کو قبطی بھی کہتے ہیں اور سدی سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو اس وقت ان کے ساتھ بنی اسرائیل میں سے چھ لاکھ اور بیس ہزار مرد لڑنے والے تھے جو بیس برس سے کم نہ تھے اور ساٹھ برس سے زیادہ نہ تھے سوائے عورتوں اور لڑکوں کے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ فرعون کے ساتھ ستر سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ ستر ہزار مرد تھے۔ نقله العینی فی شرح (تیسر القاری)

﴿نُنَجِّيْكَ﴾ نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْأَرْضِ وَهُوَ النَّشَزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ.

یعنی ننجیك کے معنی یہ ہیں کہ ہم تجھ کو یعنی تیری لاش کو زمین کی اونچی جگہ پر ڈالیں گے اور نجوہ کے معنی ہیں مکان بلند یعنی ٹیلہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فالیوم ننجیك ببدنك﴾ یعنی آج ہم تیری لاش کو ٹیلے پر ڈالیں گے تا کہ ہو جائے تو اپنے پچھلوں کے لیے نشانی اور نہیں قولہ اس کا ننجیك مشتق نجات سے ساتھ معنی سلامت کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی بھی سلامتی کے ہیں اور مراد نجات دینا اس چیز سے ہے کہ واقع ہوئی ہے اس میں قوم تیری گہرائی سمندر کی سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے جیم کی جگہ ح پڑھی ہے یعنی ہم تجھ کو ایک کنارے ڈالیں گے اور وارد ہوا ہے سبب اس کا یعنی سبب پھینکنے سمندر کا فرعون کو بیچ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے قیس بن عباد سے یا اس کے غیر سے کہ بنی اسرائیل نے کہا کہ فرعون نہیں مرا سو اللہ نے اس کی لاش کو ان کی طرف نکالا مانند بیل سرخ کی اس کو سامنے دیکھتے تھے اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تو ایک گروہ کو اس کا یقین نہ آیا سو اللہ نے اس کی لاش کو نکالا تا کہ ان کے واسطے نصیحت اور نشانی ہو اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سمندر سے نکلے تو فرعون کی قوم سے جو لوگ پیچھے رہے تھے انہوں نے کہا کہ فرعون غرق نہیں ہوا لیکن وہ اور اس کا لشکر دریا کے جزیروں سے شکار کرتے ہیں سو اللہ نے سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کو ننگا کر کے باہر پھینک دے سمندر نے اس کو ننگا کر کے باہر پھینک دیا۔ (فتح)

۴۳۱۲ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۴۳۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم یہود سے موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے کے زیادہ لائق ہو سو تم بھی روزہ رکھو۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصُوْمُوْا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور ترجمہ کے مطابق یہ قول اس کا ہے جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا۔ (فتح)

سُوْرَةُ هُوْدٍ — سورہ ہود کی تفسیر کے بیان میں

وَقَالَ أَبُوْ مَيْسَرَةَ الْأَوَّاهُ الرَّحِيْمُ بِالْحَبَشِيَّةِ.

یعنی کہا ابو میسرہ نے کہ اواہ کے معنی ہیں رحم والا نرم دل۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان ابراهيم لحليم اواه منيب﴾ یعنی بیشک ابراہیم علیہ السلام تحمل والا نرم دل ہے رجوع کرنے والا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَادِيَ الرَّأْيِ﴾ مَا ظَهَرَ لَنَا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بادی الرأی کے معنی ہیں جو ہم کو ظاہر ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادى الرأى﴾ یعنی ہم نہیں دیکھتے کوئی تیرا تابع ہوا مگر جو ہم میں نیچی قوم ہیں اوپر کی عقل سے یعنی ظاہر بینی سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْجُوْدِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ جودی ایک پہاڑ ہے جزیرے میں

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واستوت على الجودى﴾ یعنی اور ٹھہری کشتی جودی پہاڑ پر۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ﴾ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهِ.

اور کہا حسن نے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک تو ہے بڑا تحمل والا نیک چال کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ شعیب علیہ السلام کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے اور ان کو چڑاتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَقْلِعِيْ﴾ أَمْسِكِيْ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿ویاسما اقلعی﴾ کے کہ اے آسمان! تھم جا۔

﴿عَصِيْبٌ﴾ شَدِيْدٌ.

اور عصیب کے معنی ہیں سخت یعنی اس آیت میں ﴿هذا يوم عصيب﴾ یعنی کہا شعیب علیہ السلام نے کہ یہ دن بڑا سخت ہے۔

﴿لَا جَرَمَ﴾ بَلٰى.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لا جرم ان الله﴾ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیوں نہیں بیشک اللہ

جانتا ہے۔

فائدہ:اور کہا طبری نے کہ جرم کے معنی ہیں گناہ کمایا پھر بہت ہوا استعمال اس کا بیچ جگہ لابد کے مانند قول ان کے کی کہ لا جرم انك ذاهب یعنی کوئی چارہ نہیں کہ تو جانے والا ہے اور کبھی مستعمل ہوتا ہے بیچ جگہ حقًا کے مانند قول تیرے کے لاجرم لتقومن یعنی تحقیق تو کھڑا ہوگا۔

﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ﴾ نَبَعَ الْمَآءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الْأَرْضِ.

یعنی فار التنور کے معنی ہیں جوش مارا پانی نے اور کہا عکرمہ نے کہ تنور کے معنی ہیں روئے زمین یعنی جوش مارا روئے زمین نے ساتھ پانی کے۔

فائدہ:اور اس تنور کی جگہ میں اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ کوفے کے کنارے میں تھا اور کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے کشتی کوفے کی مسجد میں بنائی تھی اور وہ تنور بھی اسی مسجد میں تھا اور مقاتل نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا تنور شام میں اس جگہ تھا جس کا نام عین وردہ ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ ہند میں تھا۔ (ت)

بَابٌ ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ أَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ إِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ خبردار ہو وہ دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے کہ پردہ کریں اس سے خبردار ہو جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں وہ جاننے والا ہے سینے کے رازوں کو۔

فائدہ:یہ باب اکثر روایتوں میں نہیں ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿وَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿يَحِيْقُ﴾ يَنْزِلُ.

اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ حاق کے معنی ہیں اترا اور یحیق کے معنی ہیں اترتا ہے۔

فائدہ:مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وحاق بهم ما كانوا به يستهزؤون﴾ یعنی اتر ان پر جس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں۔

يَؤُوْسٌ فَعُوْلٌ مِّنْ يَئِسْتُ.

یعنی یؤس مبالغہ ہے مشتق ہے هنست سے یعنی ناامید ہے۔

فائدہ:مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انه ليئوس كفور﴾ یعنی البتہ وہ ناامید ناشکر ہو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَبْتَئِسْ﴾ تَحْزَنْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ لا تبتئس کے معنی ہیں نہ غم کھا۔

﴿يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ﴾ شَكٌّ وَّامْتِرَآءٌ فِي

یعنی يثنون صدورهم کے معنی یہ ہیں کہ حق میں شک

الْحَقِّ ﴿لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ﴾ مِنَ اللّٰهِ إِنِ اسْتَطَاعُوْا.

کرتے ہیں تا کہ پردہ کریں اللہ سے اگر کر سکیں یعنی اور باوجود اس کے اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں۔

٤٣١٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنِيْ صُدُوْرَهُمْ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ أُنَاسٌ كَانُوْا يَسْتَحْيُوْنَ أَنْ يَّتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَآءِ وَأَنْ يُّجَامِعُوْا نِسَآئَهُمْ فَيُفْضُوْا إِلَى السَّمَآءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ.

۴۳۱۳۔ محمد بن عباد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا پڑھتے تھے یہ آیت اس طرح ہے أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنِيْ صُدُوْرَهُمْ محمد بن عباد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا شان نزول پوچھا سو اس نے کہا کہ کچھ لوگ تھے کہ ننگے پاخانے پھرنے اور اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کرنے سے شرماتے تھے پس پاخانے اور جماع کے وقت اپنے اوپر کپڑے اوڑھتے تھے تا کہ اللہ سے پردہ کریں سو یہ آیت ان کے حق میں اتری۔

٤٣١٤ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّأَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قُلْتُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحِيْ أَوْ يَتَخَلّٰى فَيَسْتَحِيْ فَنَزَلَتْ أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ.

۴۳۱۴۔ محمد بن عباد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اس طرح پڑھی أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ یعنی ہوش سے سنو نہایت پیچیدہ ہوتے ہیں سینے ان کے میں نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ کیا ہوا (اور یہ کس موقع پر نازل ہوئی) کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بعض مرد تھا کہ اپنی عورت سے ننگے صحبت کرتا سو شرماتا یا پاخانے پھرتا پس شرماتا یعنی پس پاخانے اور جماع کے وقت اپنے اوپر کپڑے اوڑھتا تا کہ اللہ سے پردہ کرے سو یہ آیت اتری أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ یعنی بیشک (شرم کے مارے) ان کے سینے پیچ وتاب کھاتے ہیں اور کپڑا اوڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پردہ کرنا چاہتے ہیں (لیکن) جان لو کہ کپڑا اوڑھنے کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر اور باطن کے سب حالات جانتا ہے یعنی یہ نہ سمجھو کہ کپڑا اوڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے پردہ ہو گیا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کا مطلب ہے اور قرأت مشہورہ اور اس کی تفسیر پہلے ترجمۃ الباب میں مذکور ہو چکی ہے۔

۴۳۱۵ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ أَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ﴾ و قَالَ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يَسْتَغْشُوْنَ﴾ يُغَطُّوْنَ رُؤُوْسَهُمْ.

۴۳۱۵۔ عمرو رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت خبردار ہو بیشک وہ البتہ دوہرے کرتے ہیں مجھ سے اپنے سینے جس وقت اپنے کپڑے اوڑھتے ہیں اور عمرو رحمہ اللہ کے غیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یستغشون کے معنی ہیں کہ اپنے سر ڈھانکتے ہیں۔

﴿سِيْءَ بِهِمْ﴾ سَآءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ ﴿وَضَاقَ بِهِمْ﴾ بِأَضْيَافِهِ.

یعنی سیئی بھم کے معنی ہیں کہ اپنی قوم سے بدظن ہوا اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے یعنی ان کے ٹھہرنے سے غمناک ہوا اس سبب سے کہ ان کو بہت خوبصورت دیکھا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولما جآءت رسلنا لوطا سیء بھم وضاق بھم ذرعا﴾ یعنی جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط علیہ السلام کے پاس تو بدظن ہوا اپنی قوم سے اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے غرض یہ ہے کہ ضمیر سیء بھم میں لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف راجع ہے اور ضمیر ضاق بھم میں اس کے مہمانوں کی طرف راجع ہے یعنی فرشتوں کی طرف جو بصورت مہمان ان کے پاس آئے تھے اور لازم آتا ہے اس سے مختلف ہونا ضمیر کا اور اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ دونوں ضمیر مہمانوں کی طرف راجع ہیں۔ (فتح)

﴿بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ﴾ بِسَوَادٍ.

یعنی بقطع من اللیل کے معنی رات کے اندھیرے میں یعنی اس آیت میں ﴿فاسر باھلك بقطع من اللیل﴾ یعنی نکل اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلَيْهِ أُنِيْبُ﴾ أَرْجِعُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انیب کے معنی ہیں کہ اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں میں یعنی اس آیت میں ﴿علیه توکلت والیه انیب﴾۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا

۴۳۱۶ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ

۴۳۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کے اے آدم کے بیٹے مال کو

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا اور فرمایا کہ اللہ کا دایاں ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب وروز نعمتوں کو بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلا جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اتنے خرچ نے اس کے دائیں ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور اللہ کے (دوسرے) ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو اٹھاتا ہے اور کسی کو جھکاتا ہے یعنی کشائش اور تنگی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد تقسیم کرنا اس کا ہے درمیان خلقت کے کہ بعض کے رزق میں کشائش کرتا ہے اور بعض کے رزق کو تنگ کرتا ہے اور مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ایسی آیتوں اور حدیثوں کے ساتھ ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت سے زبان کو بند کرنا چاہیے۔ (ت) اور فتح الباری میں کہا کہ مراد میزان سے عدل ہے اور اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی۔

﴿اِعْتَرَاكَ﴾ اِفْتَعَلَكَ مِنْ عَرَوْتُهٗ أَيْ أَصَبْتُهٗ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَاعْتَرَانِيْ.

یعنی اعتراك باب افتعال سے ہے مشتق ہے عروته سے ساتھ معنی اصبته کے یعنی میں اس کو پہنچا اور اسی اصل سے ہے یعروہ یعنی وہ اس کو پہنچا اور واعترانی وہ مجھ کو پہنچا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان نقول الا اعتراك بعض آلهتنا بسوء﴾ یعنی ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی پیر نے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی چونکہ تو ان کو برا کہتا ہے تو اس وجہ سے کسی نے ان میں سے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی جنون۔

﴿اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا﴾ أَيْ فِيْ مِلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ.

یعنی آخذ بناصیتها کے معنی ہیں کہ سب اس کی قدرت اور حکم میں ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما من دابة الا هو آخذ بناصيتها﴾ یعنی کوئی پاؤں چلنے والا نہیں مگر کہ اس کے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی۔

عَنِيْدٌ وَّعَنُوْدٌ وَّ عَانِدٌ وَّاحِدٌ هُوَ تَأْكِيْدُ

یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں یعنی حق سے پھرنے

التَّجَبُّرِ.

والا اور وہ تاکید ہے تجبر کی یعنی آیت ﴿واتبعوا امر کل جبار عنید﴾ میں۔

﴿اِسْتَعْمَرَكُمْ﴾ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى جَعَلْتُهَا لَهٗ.

یعنی اور استعمر کے معنی ہیں کہ ٹھہرایا تم کو آباد کرنے والے بیچ اس کے تو کہتا ہے اعمرته الدار فهی عمری یعنی میں نے اس کو گھر ہبہ کیا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿هو انشأكم من الارض واستعمركم فيها﴾ یعنی اس نے تم کو زمین سے بنایا اور تم کو اس میں بسایا۔

﴿نَكِرَهُمْ﴾ وَأَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ.

یعنی ثلاثی مجرد اور افعال اور استفعال تینوں کے ایک معنی ہیں یعنی ان کو نہ پہچانا یعنی اس آیت میں ﴿فلما رای ایدیهم لا تصل الیه نکرهم﴾۔

﴿حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ كَأَنَّهٗ فَعِيْلٌ مِّنْ مَّاجِدٍ مَّحْمُوْدٌ مِّنْ حَمِدَ.

یعنی مجید فعیل ہے ماجد سے ساتھ معنی اسم فاعل کے اور حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے حمد سے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور ابوعبیدہ کی کلام میں یعنی اس طرح ہے حمید مجید ای محمود ماجد اور یہی ہے ٹھیک اور حمید فعیل ہے حمد سے پس وہ حامد ہے یعنی حمد کرتا ہے اس کو جو اس کا فرمانبردار ہو یا حمید ساتھ معنی محمود کے ہے اور مجید فعیل ہے مجد سے ساتھ ضمہ جیم کے اور اس کا اصل بلندی ہے۔

سِجِّيْلٌ الشَّدِيْدُ الْكَبِيْرُ سِجِّيْلٌ وَّ سِجِّيْنٌ وَّ اللَّامُ وَالنُّوْنُ أُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيْمُ بْنُ مُقْبِلٍ وَّرَجْلَةٍ يَّضْرِبُوْنَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ضَرْبًا تَوَاصٰى بِهِ الْأَبْطَالُ سِجِّيْنَا.

یعنی سجیل کے معنی ہیں بہت سخت اور یہ لفظ دونوں طرح آیا ہے سجیل بھی اور سجین بھی اور لام اور نون دونوں بہنیں ہیں یعنی ایک دوسرے سے بدل ہو جاتی ہے اور کہا تمیم بن مقبل نے بہت پیادے ہیں کہ مارتے ہیں خود کو یعنی سر کو مارنا سخت کہ وصیت کرتے ہیں ساتھ اس کے پہلوان ایک دوسرے کو کہ ایسا مارنا چاہیے۔

فائدہ: سجینا صفت ہے ضربا کی اور سجیل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک نام ہے پہلے آسمان کا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک دریا ہے معلق درمیان آسمان اور زمین کے اس سے پتھر اترتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک پہاڑ ہے آسمان میں۔ (فتح)

اور اس شعر سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ سجیل اور سجین دونوں کے ایک معنی ہیں بلکہ لغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا

ہے کہ سجیل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور سجین کے معنی ہیں مطلق سخت خواہ کوئی چیز ہو۔ (ت)

﴿وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ أَيْ إِلَى أَهْلِ مَدْيَنَ لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَّمِثْلُهُ ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ وَاسْأَلِ الْعِيْرَ يَعْنِي أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَصْحَابَ الْعِيْرِ.

یعنی مراد اس آیت میں مدین سے مدین والے ہیں اس واسطے کہ مدین شہر کا نام ہے اور مثل اس کی ہے کہ پوچھ گاؤں سے اور قافلے سے یعنی گاؤں والوں اور قافلے والوں سے۔

﴿وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا﴾ يَقُوْلُ لَمْ تَلْتَفِتُوْا إِلَيْهِ وَيُقَالُ إِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا وَّالظِّهْرِيُّ هَا هُنَا أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَآبَّةً أَوْ وِعَآءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ.

یعنی آیت ﴿واتخذتموه ورآءكم ظهريا﴾ میں ورآءكم ظهريا کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے اس کی طرف التفات کیا اور جب کوئی مرد کسی کی حاجت پوری نہ کرے تو کہا جاتا ہے کہ تو نے میری حاجت کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور تو نے مجھ کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور باقی کلام بعض روایتوں میں ساقط ہے اور یہی ٹھیک ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ تم نے اللہ کو پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔

﴿أَرَاذِلُنَا﴾ سُقَّاطُنَا.

اور اراذل کے معنی ہیں ردی لوگ یعنی کمینے اور نیچ قوم۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما نراك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادى الرأى﴾ یعنی نہیں دیکھتے ہم کوئی تابع ہوا تیرا مگر جو ہم میں نیچ قوم ہیں۔

﴿إِجْرَامِيْ﴾ هُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُوْلُ جَرَمْتُ.

یعنی اجرامی مصدر ہے اجرمت سے اور بعض کہتے ہیں کہ ثلاثی مجرد کا مصدر ہے یعنی جرمت کا اور اجرمت ثلاثی مزید فیہ ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قل ان افتريته فعلى اجرامى﴾ یعنی کہتے ہیں کہ بنا لایا قرآن کو تو کہہ اگر میں بنا لایا ہوں تو مجھ پر ہے میرا گناہ۔

﴿اَلْفُلْكُ﴾ وَالْفَلَكُ وَاحِدٌ وَّهِيَ السَّفِيْنَةُ وَالسُّفُنُ.

اور فُلك اور فَلك کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: عیاض نے کہا کہ فلک دونوں جگہ میں ساتھ پیش کے ہے ف اور جزم لام کے ہے اور یہی ٹھیک بات ہے اور مراد یہ ہے کہ جمع اور واحد ساتھ ایک لفظ کے ہیں اور البتہ وارد ہوا ہے قرآن میں سو کہا واحد میں ﴿فى الفلك المشحون﴾ اور کہا جمع میں ﴿حتى اذا كنتم فى الفلك وجرين بهم﴾ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ فلک واحد اور جمع

ہے اور وہ ایک کشتی اور بہت کشتیاں ہیں اور یہ واضح تر ہے مراد میں ۔ (فتح)

﴿مُجْرَاهَا﴾ مَدْفَعُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ وَأَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمَجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ وَمُجْرِيهَا وَ مُرْسِيهَا مِنْ فُعِلَ بِهَا.

یعنی اور مُجراہا کے معنی ہیں کشتی کا چلنا اور وہ مصدر ہے اجریت کا اور ارسیت کے معنی ہیں میں نے روکا اور پڑھا جاتا ہے بعض قرائتوں میں مَرساھا یعنی ساتھ زبر میم کے ماخوذ ہے رست ھی سے جس کے معنی ہیں کہ کشتی ٹھہر گئی اور مجراھا ماخوذ ہے جرت ھی سے یعنی جاری ہوئی کشتی اور مجریھا و مرسھا ساتھ لفظ اسم فاعل کے یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا ماخوذ ہے فعل بھا سے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا بعض شروح میں مدفعھا کے عوض موقفھا واقع ہے لیکن وہ تصحیف ہے میں نے کسی نسخہ میں اس طرح نہیں دیکھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن تین نے شیخ ابوالحسن قابلی سے حکایت کر کے کہا کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ اس کا معنی بالکل فاسد ہے۔ (فتح الباری) مراد اس سے آیت کی تفسیر ہے ﴿بسم اللہ مجریھا و مرسھا﴾ کہا ابو عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ مجراھا کے معنی ہیں اس کا چلنا اور وہ ماخوذ ہے جرت بھم سے اور جو اس کو پیش میم کے ساتھ پڑھتا ہے تو وہ ماخوذ ہے اجریھا انا سے یعنی میں نے اس کو چلایا اور مرساھا ماخوذ ہے ارسیتھا انا سے یعنی میں نے اس کو ٹھہرایا اور ایک روایت میں ساتھ پیش میم کے ہے دونوں لفظ میں اور ساتھ زیر را اور س کے یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا اور جمہور کی قرأت پیش میم کا ہے مجراھا میں اور کوفے والے وغیرہ اس کو زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور مرساھا میں مشہور سب کے نزدیک پیش میم کا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی زبر بھی آ چکی ہے۔

رَاسِيَاتٌ ثَابِتَاتٌ.

یعنی آیت ﴿وقدور راسیات﴾ میں راسیات کے معنی ہیں ثقال ثابتات عظام یعنی دیگیں بڑی بھاری جمی ہوئیں چولہوں پر۔

فائدہ: اور یہ کلمہ سورہ سبا میں ہے شاید ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے استطراد واسطے مناسبت مرساھا کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہیں گے گواہی دینے والے یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر اور اشہاد جمع

وَاحِدُهُ شَاهِدٌ مِّثْلُ صَاحِبٍ وَّأَصْحَابٍ.

کا لفظ ہے اس کا واحد شاہد ہے مثل صاحب اور اصحاب کے کہ اصحاب جمع ہے اور اس کا واحد صاحب ہے۔

٤٣١٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَّهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوْفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَّبِّهٖ وَقَالَ هِشَامٌ يَّدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ فَيُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُوْلُ أَعْرِفُ يَقُوْلُ رَبِّ أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُوْلُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوٰى صَحِيْفَةُ حَسَنَاتِهٖ وَأَمَّا الْاٰخَرُوْنَ أَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُؤُوْسِ الْأَشْهَادِ ﴿هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ.

۴۳۱۷۔ حضرت صفوان بن محرز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ کا طواف کرتے تھے کہ اچانک ایک مرد ان کے سامنے آیا سو اس نے کہا کہ اے ابن عمر! کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے بیان میں کچھ سنا ہے یعنی سرگوشی کہ قیامت کے دن اللہ اور مسلمان بندے کے درمیان واقع ہو گی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایمان دار اپنے رب سے نزدیک کیا جائے گا اور کہا ہشام راوی نے کہ ایماندار اپنے رب سے قریب ہو گا یعنی قیامت کے دن یہاں تک کہ اس کو اپنی رحمت کے سائے سے چھپائے گا یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہ قبول کرائے گا فرمائے گا تو اپنا فلاں گناہ پہچانتا ہے ایماندار کہے گا کہ اے میرے رب! ہاں پہچانتا ہوں پہچانتا ہوں دو بار کہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے اور آج بھی ہم ان کو بخشتے ہیں پھر اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ لپیٹا جائے گا یعنی اس کا حساب کتاب ختم ہو گا اور لیکن اور لوگ یا فرمایا کافر لوگ سو پکارا جائے گا روبرو گواہی دینے والوں کے کہ یہی لوگ ہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے اور کہا شیبان نے قتادہ سے حدیث بیان کی ہم سے صفوان نے یعنی قتادہ کا سماع صفوان سے ثابت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کر رہے ہیں بیشک اس کی پکڑ سخت دکھ دینے والی ہے۔

فائدہ: کذلك میں کاف واسطے تشبیہ دینے پکڑ مستقبل کے ہے ساتھ پکڑ ماضی کے اور ماضی کا لفظ مضارع کی جگہ لایا گیا واسطے مبالغہ کے اس کے تحقیق ہونے میں۔

﴿اَلرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ﴾ الْعَوْنُ الْمُعِيْنُ رَفَدْتُهُ أَعَنْتُهُ.

یعنی آیت ﴿بئس الرفد المرفود﴾ کے معنی ہیں انعام جو دیا گیا کہا جاتا ہے وفدته یعنی میں نے اس کی مدد کی

فائدہ: لفظ معین یا ساتھ معنی مفعول کے ہے یا معنی ہیں ذو اعانت یعنی انعام صاحب اعانت کا۔

﴿تَرْكَنُوْا﴾ تَمِيْلُوْا.

یعنی آیت ﴿ولا ترکنوا الی الذین ظلموا﴾ میں ترکنوا کے معنی ہیں نہ جھکو طرف ظالموں کی۔

﴿فَلَوْلَا كَانَ﴾ فَهَلَّا كَانَ.

یعنی فلولا کان کے معنی ہیں کیوں نہ ہوئے۔

فائدہ: یعنی آیت ﴿فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة﴾۔

﴿أُتْرِفُوْا﴾ أُهْلِكُوْا.

یعنی اترفوا کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے۔

فائدہ: یعنی آیت ﴿واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه﴾ یعنی جو جبر اور تکبر کیا حکم اللہ کے سے اور اس سے روکا یہ تفسیر لازم کے ساتھ ہے یعنی تھا ترف سبب واسطے ہلاک ہونے ان کے کی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ﴾ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَّصَوْتٌ ضَعِيْفٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ زفیر اور شهيق کے معنی ہیں آواز سخت اور آواز ضعیف یعنی اس آیت میں ﴿لهم فيها زفير وشهيق﴾ یعنی بدبختوں کے واسطے آگ میں آواز سخت اور آواز ضعیف ہے۔

٤٣١٨ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾.

۴۳۱۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ ظالم کو فرصت اور ڈھیل دیا کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیت پڑھی یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب ظالم بستیوں کے لوگوں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ سخت درد دینے والی ہے۔

فائدہ: نہیں چھوڑتا یعنی جب اس کو ہلاک کرتا ہے تو ہلاکت کو اس سے دور نہیں کرتا اور یہ معنی اس بنا پر ہیں کہ تفسیر ظلم کی مطلق شرک کے ساتھ کی جائے اور اگر تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ وہ عام تر ہے تو محمول کیا جائے گا ظلم اس

چیز پر کہ وہ اس کے لائق ہے یعنی جیسا چاہیے تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کھڑی کر نماز دن کے دونوں سروں میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کو۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ دن کی دونوں طرف سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ صبح اور مغرب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صبح اور عصر ہے اور مالک اور ابن حبیب سے روایت ہے کہ صبح ایک طرف ہے اور ظہر اور عصر ایک طرف ہے۔

وَزُلَفًا سَاعَاتٌ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَّمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ الزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَّأَمَّا ﴿زُلْفٰى﴾ فَمَصْدَرٌ مِّنَ الْقُرْبٰى اِزْدَلَفُوْا اِجْتَمَعُوْا ﴿أَزْلَفْنَا﴾ جَمَعْنَا.

اور زلفٰی کے معنی ہیں چند گھڑیاں بعد چند گھڑیوں کے اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے مزدلفہ یعنی اس واسطے کہ منزل بمنزل وہاں آتے ہیں اور لیکن زلفٰی مصدر ہے مانند قربٰی کے یعنی دونوں کے معنی ایک ہیں اور ازدلفوا کے معنی ہیں جمع ہوئے اور ازلفنا کے معنی ہیں ہم نے جمع کیا۔

فائدہ: کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿زلفا من اللیل﴾ ساعات یعنی رات کی چند گھڑیوں میں اور زلفا جمع ہے اس کا واحد زلفة ہے یعنی اس کے معنی ہیں ساعت اور منزل اور قربت اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے مزدلفہ اور کہا اس نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وازلفنا الجنة للمتقین﴾ قربت یعنی نزدیک کی گئی اور بیچ قول اس کے وله عندی زلفٰی یعنی قربت اور اختلاف ہے اس میں کہ زلف سے کیا مراد ہے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ مغرب اور عشاء ہے اور استنباط کیا ہے اس سے بعض حنفیوں نے واجب ہونا وتر کا اس واسطے کہ زلفا جمع ہے اور اقل درجہ جمع کا تین ہیں پس منسوب ہوگا طرف مغرب اور عشاء اور وتر کی اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس میں ہے اعتراض سے اور کہا قتادہ نے کہ ﴿طرفی النہار﴾ یعنی دن کے دو طرف سے مراد ہے صبح اور عصر کی نماز ہے اور ﴿زلفا من اللیل﴾ سے مراد مغرب اور عشاء ہے۔

٤٣١٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ

۴۳۱۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کا بوسہ لیا سو اس نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت اتری کہ کھڑی کر نمازوں کو دونوں طرف میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کو تو اس مرد نے کہا

فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ قَالَ الرَّجُلُ أَلِيَ هٰذِهٖ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِيْ.

کیا یہ آیت میرے ساتھ خاص ہے یا سب لوگوں کے واسطے عام ہے فرمایا واسطے ہر شخص کے کہ میری امت سے اس پر عمل کرے یعنی میری سب امت کے واسطے عام ہے۔

فائدہ: حضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا یعنی جیسے اس کا کفارہ پوچھتا ہے اور اصحاب سنن نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے باغ میں ایک عورت پائی سو میں نے اس کے ساتھ ہر چیز کی یعنی اس کا بوسہ لیا اور اس کو گلے سے لگایا لیکن میں نے اس سے جماع نہیں کیا سو آپ میرے ساتھ کریں جو چاہیں اور ترمذی اور نسائی وغیرہ نے ابوالیسر سے روایت کی ہے کہ اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس کے خاوند کو حضرت ﷺ نے جہاد میں بھیجا تھا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے ایک درہم کی کھجوریں خریدنا چاہتی ہوں ایک درہم لے اور اس کے بدلے کھجوریں دے ابوالیسر کہتا ہے وہ عورت مجھ کو خوش لگی سو میں نے اس سے کہا یعنی واسطے فریب دینے کے کہ گھر کے اندر اس سے عمدہ کھجوریں ہیں یعنی میرے ساتھ گھر کے اندر چل سو اس کو اس حیلے سے گھر کے اندر لے گیا سو اس کو گلے سے لگایا اور چوما پھر گھبرایا اور باہر نکلا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس کو خبر دی سو فرمایا کہ توبہ کر اور پھر ایسا نہ کرنا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پس یہ آیت اتری اور ثعلبی وغیرہ نے بنہان تمار سے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا ہے سو اگر وہ ثابت ہو تو محمول ہے اور واقعہ پر اور احمد وغیرہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں حد کو پہنچا یعنی میں نے ایسا کام کیا جو موجب حد ہے سو مجھ پر حد قائم کیجیے سو حضرت ﷺ تین بار اس سے چپ رہے سو نماز کی تکبیر ہوئی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس مرد کو بلایا تو فرمایا کہ بھلا بتا تو سہی کہ جب تو گھر سے نکلا تھا تو تو نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا؟ اس نے کہا کیوں نہیں! فرمایا پھر تو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہوا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا البتہ اللہ نے تیرا گناہ بخش دیا اور یہ آیت پڑھی سو یہ قصہ اور ہے اور اس کے ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متاخر ہے آیت کے اترنے سے اور شاید اس مرد نے گمان کیا تھا کہ ہر گناہ میں حد ہے اس واسطے اس نے اپنے اس کام کو موجب حد کہا اور یہ جو اس نے کہا کہ کیا خاص ہے میرے ساتھ؟ یعنی ساتھ اس کے کہ میری نماز میرے گناہ کو دور کرنے والی ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصے والا خود ہی اس کا سائل ہے اور دارقطنی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یہ مسئلہ حضرت ﷺ سے پوچھا اور یہ محمول ہے اوپر متعدد ہونے سائلین کے اور یہ جو اللہ نے فرمایا کہ ﴿ان الحسنات يذهبن السيئات﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس آیت کے مرجیہ

نے سو کہا انہوں نے کہ نیکیاں ہر گناہ کو دور کر ڈالتی ہیں خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ مطلق محمول ہے مقید پر جو صحیح حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک کفارہ ہے واسطے اس گناہ کے کہ دونوں کے درمیان ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا رہے سو ایک گروہ نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے تو نیکیاں صغیرہ گناہوں کو اتار ڈالتی ہیں اور اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیاں کسی صغیرہ کو نہیں اتارتیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیوں سے کوئی گناہ معاف نہیں ہوتا اور صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نیکیاں گناہ چھوڑنے کا سبب ہوتی ہیں مانند اس آیت کے ﴿ان الصلوة تنهى عن الفحشآء والمنكر﴾ یعنی نماز سبب ہے باز رہنے کا بے حیائی سے نہ یہ کہ درحقیقت وہ کسی گناہ کو اتار ڈالتی ہے اور یہ قول بعض معتزلہ کا ہے، کہا عبدالبر نے کہ بعض اہل عصر کا یہ مذہب ہے کہ نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتی ہیں اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اور غیر اس کے کی آیتوں اور حدیثوں سے جو ظاہر ہیں بیچ اس کے اور وارد ہوتا ہے اس پر رغبت دلانا توبہ پر ہر کبیرہ گناہ میں پس اگر نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتیں تو نہ حاجت ہوتی طرف توبہ کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر نہ واجب ہونے حد کے بوسہ لینے اور چھونے میں اور مانند ان کی میں اور اوپر ساقط ہونے تعزیر کے اس شخص سے جو کوئی چیز ان میں سے کرے اور اگر توبہ کرے اور پچھتائے اور استنباط کیا ہے اس سے ابن منذر نے یہ کہ نہیں حد ہے اس شخص پر جو پایا جائے ساتھ عورت اجنبی کے ایک کپڑے میں یعنی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس نے اس سے زنا نہ کیا ہو بلکہ صرف بوسہ اور لمس اور مانند ان کی پر کفایت کی ہو۔ (فتح)

سُوْرَةُ يُوْسُفَ — سورہ یوسف کی تفسیر کا بیان

فائدہ: کہا عینی نے کہ ابو العباس نے مقامات تنزیل میں لکھا ہے کہ سورہ یوسف اول سے آخر تک مکی ہے اور سبب نزول اس سورہ کا سوال کرنا یہود کا ہے یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے احوال سے انتہی اور پوشیدہ نہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ سوال یہود کا مدینے میں ہوگا اور یہ سب سورہ یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کے احوال میں ہے پس اس سورہ کا مکی ہونا اس شان نزول کے مخالف ہے۔ (ت)

وَقَالَ فُضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿مُتَّكَأً﴾ اَلْاُتْرُجُّ قَالَ فُضَيْلٌ الْاُتْرُجُّ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتْكًا قَالَ كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّيْنِ.

اور کہا فضیل نے حصین سے اس نے روایت کی مجاہد سے کہ متکا کے معنی ترنج ہیں یعنی آیت واعتدت لهن متكا میں اور کہا فضیل نے کہ ترنج کو حبش کی زبان میں متکا کہتے ہیں اور کہا ابن عیینہ نے ایک مرد سے اس نے روایت کی ہے مجاہد سے کہ متکا ہر چیز ہے کہ چھری سے

کاٹی جائے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ﴾ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ.

یعنی اور کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وانه لذو علم لما علمناه﴾ کے کہ لذو علم کے معنی ہیں عمل کرنے والا ساتھ اس چیز کے کہ جانے۔

وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ ﴿صُوَاعَ الْمَلِكِ﴾ مَكُّوْكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِيْ يَلْتَقِيْ طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ.

یعنی اور کہا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صواع کہتے ہیں مکوک یعنی پیمانہ فارسی کو جس کی دونوں طرف مل جاتی ہیں عجمی لوگ اس کے ساتھ پانی پیا کرتے تھے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قالوا نفقد صواع الملك﴾ یعنی انہوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کا پیمانہ نہیں پاتے اور مکوک ایک پیمانہ ہے معروف واسطے اہل عراق کے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تُفَنِّدُوْنِ﴾ تُجَهِّلُوْنِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تفندون کے معنی ہیں کہ اگر مجھ کو جاہل نہ کہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لولا ان تفندون﴾ یعنی اگر نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ غَيَابَةٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ غیابہ کے معنی ہیں ہر چیز کہ تجھ سے کسی چیز کو غائب کرے تو وہ غیابہ ہے یعنی غیابة الجب میں۔

وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِيْ لَمْ تُطْوَ.

اور جب کچے کنوئیں کو کہتے ہیں لم تطو کے معنی ہیں کہ گول نہ ہو۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ کنواں بیت المقدس کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اردن کی زمین میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کے گھر سے تین فرسخ پر ہے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واجمعوا ان يجعلوه فى غيابة الجب﴾ یعنی متفق ہوئے کہ اس کو اندھیرے کنوئیں میں ڈالیں یعنی جس میں کچھ نظر نہ آئے۔

﴿بِمُؤْمِنٍ لَّنَا﴾ بِمُصَدِّقٍ لَّنَا.

یعنی اور بمؤمن لنا کے معنی ہیں کہ تو ہماری بات کو سچا نہ جانے گا یعنی اس آیت میں ﴿وما انت بمؤمن لنا﴾۔

﴿أَشُدَّهُ﴾ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوْا أَشُدَّهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدُهَا شَدٌّ.

یعنی آیت ﴿فلما بلغ اشده﴾ میں اشدہ کے معنی ہیں پہلے اس سے کہ شروع ہو نقصان میں کہا جاتا ہے پہنچا اپنی نہایت قوت کو اور پہنچے اپنی نہایت قوت کو اور کہا بعض

نے واحد اس کا شدؓ ہے۔

وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيْثٍ أَوْ لِطَعَامٍ وَّأَبْطَلَ الَّذِيْ قَالَ الْأُتْرُجُّ وَلَيْسَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُّ فَلَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَّمَارِقَ فَرُّوْا إِلٰى شَرٍّ مِّنْهُ فَقَالُوْا إِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّآءِ وَإِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ ذٰلِكَ قِيْلَ لَهَا مَتْكَآءُ وَابْنُ الْمَتْكَآءِ فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَإِ.

اور متکا یعنی ساتھ تشدید کے وہ چیز ہے کہ تکیہ کرے تو اوپر اس کے واسطے پانی پینے کے یا واسطے بات کرنے کے یا واسطے کھانا کھانے کے اور باطل ہے جو مجاہد نے کہا کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں اور نہیں عرب کی کلام میں تفسیر متکا کی ساتھ ترنج کے اور جب حجت لائی گئی اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ متکا کے معنی تکیہ ہیں یعنی ثابت ہوا کہ متکا مراد تکیہ سے ہے نہ ترنج سے تو بھاگے اس چیز کی طرف کہ وہ اس سے بدتر ہے سو کہا انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ متک ہے ساتھ ت ساکن کے یعنی وہ مخفف ہے مشدد نہیں یعنی اور متک مخفف کے معنی ترنج کے ہیں اور یہ باطل ہے اس واسطے کہ متک ساتھ ت ساکن کے عورت کی شرمگاہ کا کنارہ ہے جس جگہ اس کو ختنہ کرتے ہیں اور اسی سبب سے کہا گیا ہے واسطے عورت کے متکا اور بیٹا متکا کا اور اگر وہاں ترنج ہو تو وہ بعد تکیہ دینے کے ہے۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿واعتدت لھن متکا﴾ کے یعنی تیار کیا واسطے ان کے تکیہ کہ تکیہ کیا جائے اوپر اس کے اور گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں یعنی میٹھا لیمو اور یہ تفسیر زیادہ باطل ہے لیکن امید ہے کہ تکیہ کے ساتھ ترنج ہو کہ اس کو کھائیں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ تیار کیا تھا زلیخا نے واسطے ان کے بطیخ یعنی تربوز اور موز اور بعض کہتے ہیں کہ ترنج کے ساتھ شہد تھا اور بعض کہتے ہیں کہ تخم مرغ اور گوشت سے کھانا تیار کیا ہوا تھا لیکن بخاری نے ابو عبیدہ کی پیروی کر کے جس چیز کی نفی کی ہے اس کو اس کے سوا اور لوگوں نے ثابت کیا ہے اور عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ متکا کو مخفف پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ترنج ہے اور البتہ حکایت کیا ہے اس کو فراء نے اور پیروی کی ہے اس کی اخفش نے اور ابو حنیفہ دینوری اور ابن فارس اور صاحب محکم اور جامع اور صحاح نے اور کہا جوہری نے کہ متکا وہ چیز ہے جس کو باقی چھوڑتی ہے ختنہ کرنے والی عورت بعد ختنہ کرنے کے عورت سے اور متکا وہ عورت ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور سوس کو بھی متکا کہتے ہیں پھر نہیں مانع ہے یہ

کہ متکا لفظ ترنج اور طرف فرج کے درمیان مشترک ہو یعنی اس کے دونوں معنی ہوں ترنج کو بھی متکا کہتے ہوں اور عورت کی شرمگاہ کی طرف کو بھی کہتے ہوں اور بظر عورت کی ختنہ کی جگہ کو کہتے ہیں اور دراصل بظر بولا جاتا ہے اس چیز پر کہ اس کے واسطے بدن سے طرف ہے مانند پستان کی۔ (فتح)

﴿شَغَفَهَا﴾ يُقَالُ بَلَغَ شِغَافَهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا وَأَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوْفِ.

یعنی جگہ کی ہے اس نے اس کے دل میں از روئے دوستی کے کہا جاتا ہے کہ اس کی شغاف کو پہنچا اور شغاف اس کے دل کا غلاف ہے یعنی مشغاف کے معنی غلاف ہے یعنی پہنچی محبت اس کے دل کے غلاف میں اور لیکن شعفها یعنی ساتھ عین مہملہ کے تو وہ ماخوذ ہے مشعوف سے یعنی فریفتہ شدہ۔

فائدہ: مشعوف کے معنی ہیں محبت کہا جاتا ہے شعفه الحب یعنی محبت نے اس کے دل کو جلایا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قد شغفها حبا﴾۔

﴿أَصْبُ﴾ أَمِيْلُ صَبَا مَالَ.

یعنی اگر تو دور نہ کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں گا ان کی طرف۔

فائدہ: اَمِیْلُ یعنی اصبُ کے معنی ہیں میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا مراد اس آیت کی تفسیر ہے: ﴿وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ﴾۔

﴿أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ﴾ مَا لَا تَأْوِيْلَ لَهُ.

یعنی اضغاث احلام کے معنی ہیں وہ خواب جس کی کوئی تاویل نہ ہو یعنی واقع میں اس کا کوئی اصل نہ ہو۔

وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيْشٍ وَمَا أَشْبَهَهُ وَمِنْهُ ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ لَا مِنْ قَوْلِهِ ﴿أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ﴾ وَاحِدُهَا ضِغْثٌ.

یعنی اور ضغث کے معنی ہیں پر کرنا ہاتھ کا گھاس سے اور جو اس کی مانند ہو اور اسی سے ماخوذ ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ لے اپنے ہاتھ سے مٹھا گھاس کا نہ اضغاث احلام سے اس کا واحد ضغث ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ ضغث اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وخذ بيدك ضغثا﴾ ساتھ معنی پر کرنے ہاتھ کے ہے گھاس سے اور جو اس کی مانند ہے نہ ساتھ معنی اس خواب کے جس کی تاویل نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اضغاث احلام جھوٹی خوابیں ہیں۔ (فتح)

﴿نَمِيْرُ﴾ مِنَ الْمِيْرَةِ ﴿وَنَزْدَادُ كَيْلَ

یعنی نمیر بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ونمير اهلنا﴾ میرۃ سے

بَعِيرٍ﴾ مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ. ہے یعنی ہم ان کے پاس آئیں اور ان کے واسطے اناج خرید لائیں اور زیادہ لائیں پیمانہ ایک اونٹ کا یعنی جو اونٹ اٹھائے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے یعنی گدھے کا بوجھ اور مقاتل نے زبور سے نقل کیا ہے کہ عبرانی زبان میں ہر چیز بوجھ اٹھانے والی کو بعیر کہتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان کی زمین سے تھے اور وہاں کوئی اونٹ نہ تھا۔ (فتح)

اٰوٰى إِلَيْهِ ضَمَّ إِلَيْهِ. یعنی اوی الیہ کے معنی ہیں اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملایا اور جوڑا یعنی اس آیت میں ﴿فلما دخلوا علی یوسف آوی الیه اخاه﴾ یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف علیہ السلام پر داخل ہوئے تو اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور اس کو اپنے ساتھ جوڑا۔

اَلسِّقَايَةُ مِكْيَالٌ. یعنی سقایہ کے معنی ہیں پیمانہ۔

فائدہ: اور وہ پیمانہ وہ برتن تھا جس کے ساتھ بادشاہ پانی پیا کرتا تھا بعض کہتے ہیں یوسف علیہ السلام نے اس کو پیمانہ ٹھہرایا کہ نہ ماپا جائے اناج ساتھ غیر اس کے کے پس ظلم کیے جائیں۔

﴿تَفْتَأُ﴾ لَا تَزَالُ ﴿حَرَضًا﴾ مُحْرَضًا يُذِيبُكَ الْهَمُّ. یعنی تفتأ کے معنی ہیں ہمیشہ یعنی اس آیت میں ﴿قالوا تاللہ تفتأ یوسف حتی تکون حرضا﴾ یعنی کہنے لگے قسم ہے اللہ کی کہ تو ہمیشہ یاد کرتا ہے یوسف علیہ السلام کو یہاں تک کہ ہو جائے گا تو گل گیا یعنی گلا دے تجھ کو غم یوسف علیہ السلام کا یا ہو جائے گا تو مردہ۔

تَحَسَّسُوْا تَخَبَّرُوْا. یعنی تحسسوا کے معنی ہیں کہ تلاش کرو خبر یوسف علیہ السلام سے اور اس کے بھائی سے یعنی اس آیت میں ﴿یا بنی اذهبوا فتحسسوا من یوسف واخیه﴾۔

﴿مُزْجَاةٍ﴾ قَلِيْلَةٍ. اور مزجاۃ کے معنی ہیں تھوڑے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وجئنا ببضاعة مزجاة﴾ یعنی اور لائے ہم پونجی تھوڑی اور بعض کہتے ہیں کہ ردی اور بعض کہتے ہیں کہ فاسد اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تھوڑی اور اس میں اختلاف ہے کہ ان کی پونجی کیا چیز تھی

سو بعض کہتے ہیں کہ اون اور مانند اس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ردی درہم تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بالوں کے رسے اور مشک اور چمڑہ تھی۔ (فتح)

﴿غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ﴾ عَامَّةٌ مُّجَلِّلَةٌ. یعنی غاشیۃ کے معنی ہیں آفت عام اللہ کے عذاب سے

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿افامنوا ان تاتیھم غاشیۃ من عذاب اللّٰہ﴾ یعنی کیا نڈر ہوئے ہیں کہ آ ڈھانکے ان کو آفت اللہ کے عذاب سے یعنی آفت عالم گیر کہ سب کو گھیر لے کسی کو نہ چھوڑے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحَاقَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں پر جیسا پورا کیا ہے تیرے دو باپ دادوں پر پہلے سے ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر۔

۴۳۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

۴۳۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خود کریم ہو اس کا باپ بھی کریم ہو اس کا دادا بھی کریم ہو اس کا پردادا بھی کریم ہو سو حضرت یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے حاکم نے مانند اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت خاص کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے یوسف علیہ السلام کے اس میں ان کو کوئی شریک نہیں یعنی یہ خاندانی بزرگی اور شرافت نسبی کہ جس کی چار نسب سے برابر پیغمبر ہوتے آئے ہوں حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکرم الناس یعنی نسب کی جہت سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اپنے غیر سے مطلق افضل ہوں یعنی یہ فضیلت جزئی ہے کلی نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيَاتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے البتہ یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کے لیے۔

فائدہ: ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام روبیل، شمعون، لاوی، یہوذا، ریالون،

یشج، دان، نیال، جاد، اشر اور بنیامین ہیں اور ان میں بڑا پہلا ہے۔ (فتح)

۴۳۲۱ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ أَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیُّ النَّاسِ أَکْرَمُ قَالَ أَکْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَأَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَّعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِیَارُکُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُکُمْ فِی الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ.

۴۳۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ لوگوں میں سے زیادہ بزرگ کون آدمی ہے؟ فرمایا کہ زیادہ تر بزرگ ان میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تر پرہیز گار ہو، اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں سے بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر ہیں پیغمبر کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے خلیل اللہ علیہ السلام کے پڑپوتے، اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے عرب کی کانوں کا حال پوچھتے ہو؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں! فرمایا کہ جو ان میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہ لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ احکام شرع کو خوب سمجھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور یہ جو یعقوب علیہ السلام نے کہا ﴿وکذلك یجتبیك ربك﴾ اور ﴿اخاف ان یأکله الذئب﴾ تو ان دونوں قول کی تطبیق میں اشکال ہے اس واسطے کہ جزم کیا یعقوب علیہ السلام نے اول ساتھ اس کے کہ تیرا اللہ تجھ کو نوازے گا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ آئندہ زمانہ میں ہو گا یعنی اللہ تجھ کو آئندہ زمانہ میں نوازے گا پس کس طرح خوف کیا جائے گا یوسف علیہ السلام پر کہ اس سے پہلے ہلاک ہوں یعنی یعقوب علیہ السلام نے یہ کیوں کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور اس کا جواب کئی طرح سے ہے ایک جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا بھیڑیے کے کھانے کے جواز سے کھانا اس کے سارے بدن کا ساتھ اس طور کے کہ مر جائیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے ہٹانا ان کے بھائیوں کا ہے ان کے ساتھ لے جانے سے سو خطاب کیا ان کو باعتبار عادت ان کے کی نہ اس چیز کی بنا پر کہ ان کے اعتقاد میں تھی اور تیسرا جواب یہ ہے کہ قول یعقوب علیہ السلام کا یجتبیك لفظ خبر کا ہے اور اس کے معنی دعا ہیں جیسے کہا جاتا ہے فلاں پر رحمہ اللہ یعنی اللہ فلانے کو رحمت کرے پس اگر ان کا ہلاک ہونا اس سے پہلے واقع ہو تو یہ اس کے مخالف نہیں اور چوتھا جواب یہ ہے کہ جس برگزیدگی کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ذکر کیا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کو حاصل ہو گی وہ حاصل ہو چکی تھی یوسف علیہ السلام کو پہلے اس سے کہ سوال کریں اس کے بھائی اپنے باپ سے یہ کہ یوسف علیہ السلام ان کے ساتھ جائے ساتھ دلیل اس آیت کے بعد

اس کے کہ انہوں نے اس کو کنوئیں میں ڈالا۔ ﴿وَاوحینا الیه لتنبئنهم بامرهم هذا وهم لایشعرون﴾ یعنی ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ البتہ تو جتائے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے اور نہیں بعید ہے یہ بات کہ ان کو اس عمر میں پیغمبری عطا ہو اس واسطے کہ اللہ نے یحییٰ علیہ السلام کے قصے میں فرمایا کہ ہم نے اس کو لڑکپن میں پیغمبری دی اور یہ یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں پس تحقیق کہا عیسیٰ علیہ السلام نے اور حالانکہ وہ ماں کی گود میں تھے ﴿انی عبدالله اتانی الکتاب وجعلنی نبیا﴾ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو پیغمبر بنایا اور جب کہ ان کو برگزیدگی موعود حاصل ہوئی تو نہیں منع ہے اس پر ہلاک ہونا اور پانچواں جواب یہ ہے کہ خبر دی یعقوب علیہ السلام نے ساتھ برگزیدہ ہونے کے وحی سے اور جائز ہے منسوخ ہونا خبر کا نزدیک ایک قوم کے سو یہ بھی اس کی مثالوں میں سے ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یعقوب علیہ السلام نے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے بطور جائز رکھنے کے نہ بطور وقوع یعنی جائز ہے کہ واقع ہو نہ یہ کہ واقع ہوگا اور قریب ہے اس سے یہ کہ حضرت ﷺ نے قیامت کی نشانیوں کی خبر دی مانند خروج دجال کے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے اور چڑھنے سورج کے کی مغرب سے اور باوجود اس کے پس تحقیق نکلے حضرت ﷺ جب کہ سورج میں گرہن پڑا اپنی چادر کھینچتے گھبرا کر اس سے کہ قیامت قائم ہو۔ (فتح) اور متابعت کی ہے عبدہ کی ابو اسامہ نے عبید اللہ سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ﴾ ﴿سَوَّلَتْ﴾ زَيَّنَتْ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ بلکہ آراستہ کی ہے تمہارے لیے تمہارے نفسوں نے ایک بات اور سولت کے معنی ہیں آراستہ کی اور اچھی کر دکھائی۔

٤٣٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَ عُبَيْدَاللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ

۴۳۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ تہمت کرنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا یعنی ان کو عیب لگایا سو اللہ نے ان کی پاکدامنی بیان کی ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو بے گناہ ہے تو عنقریب اللہ تیری پاک دامنی بیان کرے گا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو اللہ سے بخشش مانگ اور اس کی طرف توبہ کر؟ میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور حضرت ﷺ کے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی سو اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں بیشک جو لوگ لائے ہیں

كُلٌّ حَدَّثَنِي طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَ إِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ قُلْتُ إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ اَلْعَشْرَ الْاٰيَاتِ.

طوفان، آخر تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٤٣٢٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمُّ رُوْمَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمّٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِيْ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ ﴿بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾.

۴۳۲۳۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہے کہ جس حالت میں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی تھی کہ اس کو بخار نے پکڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید یہ بخار اس کو طوفان سننے کے سبب سے ہوا؟ اس نے کہا ہاں! اور عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ بیٹھیں اور کہا کہ میری مثل اور تمہاری مثل حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کی مثل ہے بلکہ بنا دی تم کو تمہارے نفسوں نے ایک بات پس اب صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَهْ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور بہلایا اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنی جان تھامنے سے اور بند کیے دروازے اور بولی آگے آ، کہا عکرمہ نے کہ هیت لك کے معنی حورانیہ میں ہیں هلم اور کہا ابن جبیر نے کہ اس کے معنی ہیں تعاله یعنی آگے آ۔

فائدہ: نام اس عورت مشہور قول میں زلیخا ہے اور بعض کہتے ہیں راعیل ہے اور اس کے خاوند عزیز کا نام قطفیر ہے۔

(فتح) حوارنیہ منسوب ہے طرف حوران کے کہ ایک شہر ہے شام میں یا شام کی زمین کو کہتے ہیں۔

٤٣٢٤۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ قَالَ وَإِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا.

۴۳۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿قالت هيت لك﴾ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس کو پڑھتے ہیں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سکھلایا۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت دونوں طرح سے ہے زیر ت کے ساتھ بھی اور پیش ت کے ساتھ بھی اور لیکن عکرمہ سے منقول ہے کہ وہ حورانیہ میں ہے تو موافقت کی ہے اس کو اس پر کسائی اور فراء وغیرہ نے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ قبطی لغت ہے اس کے معنی ہیں آ اور حسن سے روایت ہے کہ وہ سریانی لغت ہے اور ابو زید انصاری نے کہا کہ عبرانی لغت ہے اور جمہور علماء نے کہا کہ وہ عربی لغت ہے معنی اس کے ترغیب دینا ہے آگے آنے پر۔ (فتح)

﴿مَثْوَاهُ﴾ مُقَامُهُ.

یعنی اور مثواہ کے معنی ہیں اس کی جگہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وقال الذی اشتراہ من مصر لامرأته اکرمی مثواہ﴾ یعنی اور کہا جس شخص نے خریدا اس کو مصر سے کہ با عزت رکھ اس کی جگہ کو یعنی اس کو عزت سے رکھ۔

﴿وَأَلْفَيَا﴾ وَجَدَا ﴿أَلْفَوْا آبَآئَهُمْ﴾ ﴿أَلْفَيْنَا﴾.

یعنی اور آیت ﴿والفیا سیدھا لدی الباب﴾ میں الفیا کے معنی ہیں پایا دونوں نے یعنی عورت کو خاوند کنے دروازے کے پاس اور الفو آبائهم کے معنی ہیں کہ پایا انہوں نے اپنے باپ دادوں کو اور الفینا کے معنی ہیں ہم نے پایا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ﴾.

یعنی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں عجبت پیش ت کے ساتھ ہے یعنی ساتھ صیغے واحد متکلم کے یعنی بلکہ میں نے تعجب کیا۔

فائدہ: اور البتہ مشکل ہوئی ہے مناسبت وارد کرنے اس آیت کی اس جگہ میں اس واسطے کہ وہ سورہ والصافات میں ہے اور نہیں آئی سورہ یوسف میں اس کے معنی سے کچھ چیز لیکن وارد کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی کہ الٰہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا، آخر حدیث تک اور اس حدیث کی مناسبت بھی ترجمہ کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتی اور ترجمہ یہ قول اس کا ہے باب قولہ

وراودته التی هو فی بیتها اور البتہ تکلف کیا ہے واسطے اس کے عیسیٰ بن سہل نے اپنی شرح میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بخاری نے باب یہ باندھا ہے وراودته التی هو فی بیتها اور باب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث داخل کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی الحدیث اور وارد کیا ہے پہلے اس سے ترجمہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ﴿بل عجبت ویسخرون﴾ کہا اس نے پس پہنچا بخاری طرف جگہ فائدہ کی اور نہیں ذکر کیا اس کو اور وہ قول اللہ کا ہے ﴿واذا ذکروا لا یذکرون واذا راو آیة یتسخرون﴾ یعنی جب ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں کہا اس نے اور پکڑی جاتی ہے اس سے مناسبت ساتھ باب مذکور کے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تشبیہ دی اس نے اس چیز کو کہ پیش آئی یوسف علیہ السلام کو مع اپنے بھائیوں کے اور عورت عزیز کی ساتھ اس چیز کے کہ پیش آئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع قوم اپنی کے جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکالا جیسے کہ نکالا یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے اور بیچا ان کو اس شخص کے ہاتھ میں جس نے اس کو اپنا غلام بنایا سو نہ سختی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم پر جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا جیسے کہ نہ سختی کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں پر جب کہ کہا انہوں نے واسطے یوسف علیہ السلام کے ﴿تالله لقد آثرك الله علینا﴾ یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ پسند کیا ہے اللہ نے تجھ کو اوپر ہمارے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ کے واسطے دعا کی جب کہ ابوسفیان نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارے واسطے مینہ مانگیں جیسے کہ دعا کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے واسطے جب کہ پچھتائے اور پشیمان ہو کر ان کے پاس آئے سو کہا کہ نہیں کوئی ملامت تم پر آج اللہ تمہارا گناہ بخشے۔ کہا اس نے سو معنی آیت کے یہ ہیں بلکہ تعجب کیا تو نے میری حلم سے باوجود ٹھٹھا کرنے ان کے ساتھ تیرے اور جمے رہنے ان کے اپنی گمراہی پر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کی بنا پر ساتھ پیش ت کے معنی یہ ہیں کہ بلکہ تعجب کیا میں نے تیری نرمی سے اپنی قوم پر جب کہ آئے تیرے پاس تجھ سے دعا منگوانے کو سو تو نے ان کے واسطے دعا کی سو ان کی بلا دور ہوئی اور یہ مانند علم یوسف علیہ السلام کی ہے اپنے بھائیوں سے جب کہ ان کے پاس محتاج ہو کر آئے اور مانند حلم اس کے عزیز کی عورت سے جب کہ اس نے اپنے خاوند کو یوسف علیہ السلام پر غیرت دلائی اور اس پر جھوٹ بولا پھر اس کو قید کیا پھر یوسف علیہ السلام نے اس کے بعد اس کا گناہ معاف کیا اور اس کو مؤاخذہ نہ کیا پس ظاہر ہوئی مناسبت ان دونوں آیت کے معنی میں باوجود اس کے کہ ظاہر میں دونوں کے درمیان بعد ہے کہا اس نے کہ بخاری میں اس طرح کی بہت جگہ ہیں اس قسم سے کہ عیب کیا ہے اس کو ساتھ اس کے اس شخص نے جس پر اللہ نے اس کا مطلب حل نہیں کیا اور اللہ سے ہے مدد مانگی گئی اور اس کے تمہ سے ہے یہ بات کہ کہا جائے کہ نیز ظاہر ہوتی ہے مناسبت درمیان دونوں قصوں کے قول اللہ کے سے صافات میں کہ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے ان کے جمے رہنے کی طرف اپنے کفر اور گمراہی پر اور قول اس کے سے یوسف علیہ السلام کے قصے میں ﴿ثم بدا لهم من بعد ما راو الآیات

لیسجننه حتی حین﴾ اور کہا کرمانی نے کہ وارد کیا ہے بخاری نے اس کلمہ کو اس جگہ اگرچہ سورہ صافات میں ہے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس بات کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے جیسے کہ ہیت کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے اور اس مناسبت میں کچھ ڈر نہیں لیکن جو ابن سہل سے وجہ مناسبت کی گزر چکی ہے وہ باریک تر ہے۔ (فتح)

۴۳۲۵ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَئُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَآءِ فَيَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللّٰهُ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ قَالَ اللّٰهُ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ﴾ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ.

۴۳۲۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں حضرت ﷺ سے دیر کی تو حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی کہ الٰہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا سو حضرت ﷺ کی بد دعا سے ان پر ایسا قحط پڑا کہ ان کی ہر چیز کو فنا اور تباہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا یہاں تک کہ مرد آسمان کی طرف دیکھنے لگتا سو اپنے اور اس کے درمیان دھواں سا دیکھتا اللہ نے فرمایا سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح اللہ نے فرمایا کہ ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو کیا پس دور ہو گا ان سے عذاب قیامت کے دن؟ یعنی نہیں ہو گا اور البتہ گزر چکا ہے دھواں یعنی جو کہ آیت ﴿یوم تأتی االسمآء بدخان مبین﴾ میں مذکور ہے اور گزر چکا ہے بطشہ جو آیت ﴿یوم نبطش البطشة الکبریٰ﴾ میں مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب پہنچا اس کے پاس ایلچی تو کہا یوسف علیہ السلام نے پھر جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے بیشک میرا رب تو فریب ان کا سب جانتا ہے کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حال ہے تمہارا جب تم نے پھسلایا یوسف علیہ السلام کو اس کی جان

سے؟ بولیاں پاکی ہے اللہ کو۔

وَحَاشَ وَحَاشٰی تَنْزِيْهٌ وَّاسْتِثْنَآءٌ. یعنی حاش اور حاشا کے معنی ہیں پاکی بیان کرنا اور استثناء کرنا۔

﴿حَصْحَصَ﴾ وَضَحَ. یعنی آیت ﴿الآن حصحص الحق﴾ کے معنی ہیں کہ اب ظاہر ہوا سچ۔

فائدہ: اور کہا خلیل نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ظاہر ہوا بعد خطا کے۔ (فتح)

۴۳۲۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَالَ لَهُ ﴿أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾.

۴۳۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے لوط علیہ السلام پر اس نے آرزو کی تھی کہ مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا یعنی تکرار نہ کرتا اس کے ساتھ چلا جاتا اور ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ تر شک کرنے کے لائق ہیں جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھ کو دکھلا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے اللہ نے فرمایا کیا تجھ کو اس کا یقین نہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا یقین کیوں نہیں! لیکن یہ تمنا اس واسطے ہے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی باب سے اس قول میں ہے کہ اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا ان دونوں حدیثوں کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾. باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جب ناامید ہوئے رسول۔

فائدہ: استیئس استفعل ہے یاس سے ضد رجا کی اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ استفعل کے مگر خاص وزن نہیں تو سین اور ت دونوں زائد ہیں اور استیئس ساتھ معنی یئس کے ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ غایت کس چیز کے ساتھ متعلق ہے اللہ کے قول حتی سے سو اتفاق ہے اس پر کہ وہ محذوف ہے سو بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم فتراخی النصر عنهم حتی اذا الخ یعنی نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے مگر مرد کہ

وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف سو ان کی مدد میں دیر ہوئی یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے رسول الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے پس نہ عذاب ہو ان کی امتوں کو یہاں تک الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو بلایا انہوں نے ان کو جھٹلایا پس دراز ہوا جھٹلانا ان کا یہاں تک کہ الخ۔ (فتح)

٤٣٢٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ﴾ قَالَ قُلْتُ أَكُذِبُوْا أَمْ كُذِّبُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوْا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ أَجَلْ لَعَمْرِيْ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوْهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ.

۴۳۲۷۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اور حالانکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھتا تھا ﴿حتی اذا استیئس الرسل﴾ عروہ کہتا ہے میں نے کہا کیا کُذِبُوْا ہے یا کُذِّبُوْا یعنی تشدید ذال کے ساتھ ہے یا بغیر تشدید کے یعنی ساتھ تخفیف کے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کذّبوا ہے یعنی ساتھ تشدید ذال کے میں نے کہا سو البتہ پیغمبروں نے یقین جان لیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا پس نہیں ہے وہ ظن یعنی ظنوا میں ظن کے معنی اس جگہ صادق نہیں آ سکتے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں قسم ہے میری زندگی کی البتہ انہوں نے اس کو یقین جان لیا تھا (اس میں اشعار ہے کہ عروہ نے ظن کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا اور وہ راجح ہونا ایک طرف کا ہے دونوں طرف میں سے اور موافقت کی اس کی اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ یقین ہے) سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ تخفیف کے ساتھ ہے یعنی گمان کیا رسولوں نے کہ اُن سے جھوٹ کہا یعنی اللہ نے جو ان سے نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ خلاف تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی پناہ پیغمبروں کو اپنے رب کے ساتھ یہ گمان نہ تھا میں نے کہا سو اس آیت کے کیا معنی ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ رسولوں کے تابعدار ہیں جو ان کے رب کے ساتھ ایمان لائے اور پیغمبروں کو سچا جانا سو دراز ہوئی بلا اور دیر کی ان سے مدد نے یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے

رسول ان لوگوں سے جنہوں نے ان کو ان کی قوم سے جھٹلایا
اور گمان کیا پیغمبروں نے کہ ان کے تابعداروں نے ان کو
جھٹلایا تو ان کو اس وقت اللہ کی مدد آئی۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تخفیف کی قرأت سے انکار کیا اس بنا پر کہ ضمیر واسطے پیغمبروں کے ہے اور نہیں ہے ضمیر واسطے پیغمبروں کے اس بنا پر کہ میں نے بیان کیا اور نہیں ہے کوئی معنی انکار کرنے کا اس قرأت سے بعد ثابت ہونے اس کے کی اور شاید نہیں پہنچی ہے اس کو یہ قرأت ان لوگوں سے جن کی طرف اس باب میں رجوع کیا جاتا ہے اور البتہ پڑھا ہے اس کو ساتھ تخفیف کے کوفے کے اماموں نے قاریوں سے عاصم اور یحییٰ اور اعمش اور حمزہ اور کسائی نے اور موافقت کی ہے ان کی حجاز والوں میں سے ابوجعفر ابن قعقاع نے اور یہی ہے قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ عروہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موافق تھا پہلے اس سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھے پھر معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کیا یا نہیں اور ابن ابی حاتم نے قاسم سے روایت کی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ کذبوا تشدید کے ساتھ ہے یعنی ان کے تابعداروں نے ان کو جھٹلایا اور پہلے گزر چکا ہے سورۂ بقرہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ آیت ﴿حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا﴾ میں کذبوا تخفیف کے ساتھ ہے پھر کہا راوی نے ذھب بھا ھنالك یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس آیت کے معنی اور سورہ بقرہ کی آیت کے معنی ایک ہیں اور وہ آیت یہ ہے ﴿حتی یقول الرسول والذین آمنوا معه متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب﴾ یعنی اس آیت میں استفہام واسطے استبعاد اور استبطاء کے ہے پس معنی دونوں آیتوں کے دور جاننا مدد کا ہے اور دیر گمان کرنا اسکا اور اسماعیلی نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے ثم قال ابن عباس کانوا بشرا ضعفوا وایسوا وظنوا انھم قد کذبوا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ تھا کہ قول اللہ کا متی نصر اللہ رسول کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ایک گروہ کا پھر علماء کو اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تمام مقول تمام کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جملہ پہلا مقول جمیع کا ہے اور اخیر اللہ کی کلام سے ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ جملہ پہلا یعنی متی نصر اللہ ان لوگوں کا مقول ہے جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اور اخیر جملہ یعنی الا ان نصر اللہ قریب رسول کا قول ہے اور مقدم کیا گیا رسول ذکر میں واسطے شریف ہونے اس کے کی اور یہ اولیٰ ہے اور پہلی وجہ کی بنا پر پس نہیں ہے قول رسول کا متی نصر اللہ شک بلکہ واسطے دیر گمان کرنے نصرت کے اور طلب کرنے اس کے کی اور وہ مثل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے دن بدر کے کہ الٰہی! پورا کر جو تو نے وعدہ کیا۔ کہا خطابی نے نہیں شک ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نہیں جائز رکھتے تھے رسولوں پر اس بات کو کہ وہ وحی کو جھوٹا جانیں اور نہیں شک کیا

جاتا مخبر کے سچے ہونے میں پس محمول ہوگی کلام اس کی اس پر کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ واسطے دراز ہونے بلا کے اوپر ان کے اور دیر ہونے کے مدد میں اور سختی وعدہ وفا چاہنے اس شخص کے جس سے انہوں نے اس کا وعدہ کیا تھا وہم کیا انہوں نے کہ جو چیز ان کو از قسم وحی آئی تھی وہ ان کے اپنے نفس کا خیال تھا اور گمان کیا انہوں نے اپنے نفس پر غلطی کرنے کا بیچ سیکھنے اس چیز کے کہ وارد ہوئی اوپر ان کے اس سے اور مراد ساتھ کذب کے غلط ہے نہ حقیقت کذب کی۔ میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے قرأت مجاہد کی کَذَبُوا ساتھ زبر اول کے مع تخفیف کے یعنی انہوں نے غلطی کی اور ظنوا کا فاعل رُسُل ہوگا اور احتمال ہے کہ اس کا فاعل ان کے تابعدار ہوں اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ کئی سندوں کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت میں کہ نا امید ہوئے رسول اپنی قوم کے ایمان سے اور گمان کیا ان کی قوم نے کہ پیغمبروں نے جھوٹ کہا اور کہا زمخشری نے کہ مراد ساتھ ظن کے خیال دل اور وسوسہ نفس کا ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں گمان کیا جاتا ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ وہ جائز رکھیں رسول پر کہ رسول کے دل میں یہ خیال گزرے کہ اللہ اپنے وعدہ کو خلاف کرے گا بلکہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ گمان کیا جاتا ہے یہ ہے کہ مراد اس کے ساتھ قول اپنے کے کانو ابشرا الخ وہ شخص ہے جو ایمان لایا رسولوں کے تابعداروں سے نہ خود رسول اور یہ جو اس سے روایت کرنے والے راوی نے کہا ذهب به هناك یعنی طرف آسمان کی معنی اس کے یہ ہیں کہ پیغمبروں کے تابعداروں نے گمان کیا کہ جو وعدہ کیا تھا ان سے رسولوں نے فرشتے کی زبان پر وہ خلاف ہوا اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ واقع ہو یہ خیال بعض تابعداروں کے دل میں اور عجب ہے ابن انباری سے بیچ جزم کرنے اس کے کی ساتھ اس کے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح نہیں پھر زمخشری سے بیچ توقف کرنے اس کے کی صحت اس کی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ہو چکی ہے لیکن نہیں آئی ہے اس سے تصریح ساتھ اس کے کہ پیغمبروں نے گمان کیا تھا اور نہیں لازم آتا قرأت تخفیف کے سے بلکہ ضمیر ظنوا میں مرسل الیهم کی طرف عائد ہے اور کذبوا میں پیغمبروں کی طرف عائد ہے یعنی جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے انہوں نے گمان کیا کہ اللہ نے پیغمبروں سے جھوٹ کہا تھا یا سب ضمیریں واسطے پیغمبروں کے ہیں اور معنی یہ ہے کہ نا امید ہوئے رسول مدد سے اور ان کو وہم ہوا کہ ان کے نفس نے ان سے جھوٹ کہا تھا جب کہ بات کی تھی انہوں نے ان سے ساتھ قریب ہونے مدد کے یا سب ضمیریں واسطے مرسل الیهم کے ہیں یعنی نا امید ہوئے رسول ایمان ان لوگوں کے سے جن کی طرف بھیجے گئے اور مرسل الیهم نے گمان کیا کہ جھوٹ کہا تھا ان سے رسولوں نے بیچ تمام اس چیز کے کہ دعویٰ کیا اس کا پیغمبری سے اور وعدے نصرت کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری کرے اور وعدے عذاب کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری نہ کرے اور جب یہ سب محتمل ہے تو واجب ہے برأت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس بات کے جائز رکھنے سے رسولوں پر اور محمول کیا جائے گا انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اوپر ظاہر سیاق ان کی کے منقول عنہ کے مطلق

ہونے سے اور البتہ طبری نے روایت کی ہے کہ کسی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ نا امید ہوئے پیغمبر اپنی قوم سے یہ کہ ان کو سچا جانیں اور مرسل الیھم نے گمان کیا کہ رسولوں نے ان سے جھوٹ کہا تھا پس یہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اکابر اصحاب سے اس کی کلام کو خوب پہچاننے والا ہے اس نے آیت کو اخیر احتمال پر محمول کیا ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كُذِبُوْا مُخَفَّفَةً قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ نَحْوَهُ.

عروہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ شاید کلمہ کذبوا کا تخفیف دال کے ساتھ ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کی۔

فائدہ: اور ظنوا میں ظن ساتھ معنی یقین کے ہے اور نقل کیا ہے اس کو نفطو یہ نے اس جگہ اکثر اہل لغت سے اور کہا کہ یہ مثل قول اس کے کی ہے دوسری آیت میں ﴿وظنوا ان لا ملجأ من اللّٰه الا اليه﴾ اور طبری نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں استعمال کرتے عرب ظن کو علم کی جگہ میں مگر اس چیز میں کہ ہو طریق اس کا بغیر مشاہدہ کے اور اسی طرح جو طریق مشاہدہ کا ہو تو نہیں۔ پس تحقیق نہیں کہا جاتا اظنی حیا بمعنی اعلمنی حیا یعنی میں اپنے آپ کو زندہ جانتا ہوں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

سورہ رعد کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ﴾ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِيْ عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِيْ يَنْظُرُ إِلٰى ظِلِّ خَيَالِهِ فِي الْمَآءِ مِنْ بَعِيْدٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَّتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿كباسط كفيه الى المآء ليبلغ فاه﴾ یعنی جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا نہیں قبول کرتے ان کی دعا کو کسی وجہ سے مگر جیسے کوئی پھیلا رہا ہے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آ پہنچے اس کے منہ تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مثل مشرک کی جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو پوجے مثل پیاسے کی ہے جو نظر کرے اپنے خیال کی طرف پانی میں دور سے اور وہ چاہتا ہے کہ پانی کو لے لے اور نہیں لے سکتا۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے پیاسا اپنا ہاتھ کنوئیں کی طرف پھیلائے تا کہ پانی اس کی طرف بلند ہو اور نہیں وہ بلند ہونے والا اس کی طرف اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جو اللہ کے سوا اور معبود کو پکارے نہیں قبول کرتا وہ اس کی دعا کو کسی وجہ سے کبھی نفع یا ضرر سے یہاں تک کہ آئے اس کو موت مثل اس کی مثل اس شخص کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف پھیلائے تا کہ اس کے منہ تک آ پہنچے اور یہ پانی اس کے منہ کی طرف نہیں پہنچتا

پس وہ مرتا ہے پیاس کی حالت میں۔ (فتح)

وَقَالَ غَیْرُہٗ ﴿سَخَّرَ﴾ ذَلَّلَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ سخر کے معنی ہیں فرمانبردار کیا ان کو یعنی اس آیت میں ﴿سخر الشمس والقمر﴾ یعنی فرمانبردار کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مدت معین تک۔

﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ مُتَدَانِيَاتٌ وَّ قَالَ غَیْرُہٗ ﴿الْمَثُلَاتُ﴾ وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَّ هِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ وَقَالَ ﴿إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا﴾.

اور متجاورات کے معنی ہیں آپس میں قریب یعنی ملے ہوئے المثلات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد مثلہ ہے اور اس کے معنی ہیں اشباہ اور مثلین یعنی اس آیت میں ﴿وقد خلت من قبلهم المثلات﴾ یعنی ہو چکی ہیں ان سے پہلے کہاوتیں اور کہا مگر مثل دنوں ان لوگوں کی جو پہلے گزرے یعنی ان دونوں آیتوں کے ایک معنی ہیں۔

﴿بِمِقْدَارٍ﴾ بِقَدَرٍ.

یعنی آیت ﴿وکل شی عنده بمقدار﴾ میں بمقدار کے معنی ہیں ساتھ اندازے معین کے کہ نہ اس سے بڑھتا ہے اور نہ اس سے گھٹتا ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اللہ کے نزدیک تو احتمال ہے کہ مراد عندیت سے یہ ہو کہ خاص کیا ہے اللہ نے ہر نئی پیدا ہونے والی چیز کو ساتھ وقت معین کے اور حالت معین کے اپنی مشیت ازلی اور ارادے سرمدی سے اور حکمائے اسلام کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واضع کیا ہے چیزوں کو کلی طور پر اور امانت رکھا ہے ان میں قوی اور خواص کو اور حرکت دی ہے ان کو ساتھ اس طور کے کہ لازم آئے حرکتوں ان کی سے جو مقدر ہیں ساتھ اندازوں مخصوصہ کے احوال جزئی متعین اور مناسبات مخصوصہ مقدرہ اور داخل ہوتے ہیں اس آیت میں افعال بندوں کے اور احوال ان کے اور خیالات ان کے اور یہ بڑی دلیل ہے معتزلہ کے قول کے باطل ہونے پر۔ (ق)

يُقَالُ ﴿مُعَقِّبَاتٌ﴾ مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ تُعَقِّبُ الْأُولٰى مِنْهَا الْأُخْرٰى وَ مِنْهُ قِيْلَ الْعَقِيْبُ أَيْ عَقَّبْتُ فِيْ إِثْرِهٖ.

یعنی آیت ﴿له معقبات من بین یدیه﴾ میں معقبات سے مراد فرشتے ہیں نگہبانی کرنے والے ان میں دوسری جماعت پہلی کے پیچھے آتی ہے یعنی رات کے چوکیدار فرشتے دن کے چوکیدار فرشتوں کے پیچھے آتے ہیں اور دن کے چوکیدار رات کے چوکیدار ں کے پیچھے آتے

ہیں یعنی ایک دوسرے کے آگے پیچھے آتے جاتے ہیں اور اسی جگہ سے ہے عقیب یعنی جو شخص کہ پیچھے سے آئے کہا جاتا ہے کہ میں اس کے پیچھے آیا۔

فائدہ: اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿له معقبات، من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ فرشتے ہیں جو نگاہ رکھتے ہیں اس کو اس کے آگے سے اور پیچھے سے اور جب اس کی تقدیر آتی ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اللہ کے حکم سے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کو جنون سے بچاتے ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ فرشتوں کو موکل نہ چھوڑتا جو تم سے ایذا کو ہٹاتے ہیں تمہارے کھانے میں اور پینے میں اور ستروں میں تو جن تم کو اچک لیتے اور روایت کی ہے طبری نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوکیدار فرشتوں کی تعداد پوچھی جو آدمی کے ساتھ موکل ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے ہیں رات میں اور دس دن میں ایک اس کے دائیں ہے اور ایک بائیں اور دو اس کے آگے پیچھے ہیں اور دو اس کے دونوں پہلو پر ہیں اور ایک اس کی پیشانی کو پکڑے ہے سو اگر تواضع کرے تو اس کو بلند کرتا ہے اور اگر تکبر کرے تو اس کو پست کرتا ہے اور دو اس کے دونوں لب پر ہیں نہیں نگاہ رکھتے اس پر مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور دسواں اس کو سانپ سے بچاتا ہے یہ کہ اس کے منہ داخل ہو یعنی جب کہ وہ سو جاتا ہے اور اس کی تاویل میں ایک اور قول بھی آیا ہے سو ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اللہ کے اس قول میں له معقبات کہا یہ بادشاہ ہے دنیا کے بادشاہوں سے کہ اس کے واسطے چوکیدار ہیں اور ان کے پیچھے اور چوکیدار ہیں یعنی اس کے واسطے چوکیداروں کی کئی جماعتیں ہیں آگے پیچھے۔

﴿اَلْمِحَالِ﴾ اَلْعُقُوْبَةُ. یعنی آیت ﴿وهو شديد المحال﴾ میں محال کے معنی ہیں عذاب یعنی اللہ کی مار سخت ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت قوت والا اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت بدلہ لینے والا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی مکر ہیں اور بعض کہتے ہیں حیلہ۔ (فتح)

﴿كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَآءِ﴾ لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَآءِ. یعنی معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ جو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ پانی کو پکڑے یہاں تک کہ اس کو اپنے منہ میں جگہ دے تو یہ اس کے واسطے تمام نہیں ہوتا اور نہیں جمع کرتے اس کو سر انگلیوں اس کے کی یعنی اس واسطے کہ جو پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے اس کے ہاتھ میں پانی

نہیں آتا جب تک کہ پانی کو خود ہاتھ سے نہ اٹھائے۔

﴿رَابِيًا﴾ مِنْ رَبَا يَرْبُوْ. اور آیت ﴿فاحتمل السيل زبدا رابيا﴾ میں رابیا ربا یربو سے ہے یعنی پھولا ہوا یعنی پس اوپر لایا پانی جاری جھاگ پھولا ہوا۔

﴿أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ﴾ اَلْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ. یعنی اس آیت میں متاع کے معنی ہیں وہ چیز کہ فائدے پائے تو اس کے ساتھ۔

﴿جُفَآءً﴾ يُقَالُ أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ إِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ فَكَذٰلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ. یعنی آیت ﴿فاما الزبد فيذهب جفاء﴾ میں جفاء کے معنی ہیں سوکھ کر کھا جاتا ہے اجفاءت القدور جب کہ جوش مارے ہانڈی سو اس کے اوپر جھاگ آئے پھر اس کا جوش مدہم ہو اور سوکھ جائے جھاگ بغیر منفعت کے پس اسی طرح جدا ہوا ہے حق باطل سے۔

﴿اَلْمِهَادُ﴾ الْفِرَاشُ. اور مہاد کے معنی ہیں بچھونا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وماوهم جهنم وبئس المهاد﴾ یعنی اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے اور بری جگہ ہے۔

﴿يَدْرَؤُوْنَ﴾ يَدْفَعُوْنَ دَرَأْتُهُ عَنِّيْ دَفَعْتُهُ. یعنی یدرؤون کے معنی ہیں دور کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ويدرؤون بالحسنة السيئة﴾ یعنی برائی کے مقابل بھلائی کرتے ہیں۔

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾ أَيْ يَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ. یعنی سلام علیکم کے معنی ہیں کہ کہیں گے سلام علیکم

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿والملآئكة يدخلون عليهم من كل باب سلام عليكم بما صبرتم﴾ یعنی اور فرشتے اندر آتے ہیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہتے ہیں سلامتی تم پر بسبب صبر کرنے تمہارے کے یعنی یقولون اس میں محذوف ہے واسطے دلالت کلام کے اور اولیٰ یہ ہے کہ محذوف حال ہے فاعل یدخلون سے اور قول اس کا بما صبرتم متعلق ہے ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے علیکم اور ما مصدریہ یعنی بہ سبب صبر تمہارے کے۔ (فتح)

﴿وَإِلَيْهِ مَتَابِ﴾ تَوْبَتِيْ. یعنی الیه متاب کے معنی ہیں کہ اس کی طرف ہے میری توبہ یعنی میرا رجوع کرنا۔

أَفَلَمْ يَيْئَسْ أَفَلَمْ يَتَبَيَّنْ. یعنی افلم ییئس کے معنی ہیں نہیں ظاہر ہوا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿افلم ییئس الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا﴾ یعنی کیا نہیں جانا ایمان والوں نے کہ اگر اللہ چاہے تو سب لوگوں کو ہدایت کرے۔

﴿قَارِعَةٌ﴾ دَاهِيَةٌ. یعنی قارعة کے معنی ہیں آفت ہلاک کرنے والی۔

﴿فَأَمْلَيْتُ﴾ أَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمِلَاوَةِ وَمِنْهُ ﴿مَلِيًّا﴾ وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيْلِ مِنَ الْأَرْضِ مَلًا مِنَ الْأَرْضِ. یعنی املیت کے معنی ہیں دراز کی میں نے مہلت ماخوذ ہے ملی اور ملاوت سے یعنی دراز زمانہ اور اسی جگہ سے ہے ملیا کہ جبریل کی حدیث میں واقع ہے فلبثت ملیا یعنی میں بہت دیر ٹھہرا اور کہا جاتا ہے واسطے فراخ اور دراز زمین کے ملا من الارض یعنی بہت دراز زمین۔

﴿أَشَقُّ﴾ أَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ. یعنی آیت ﴿ولعذاب الآخرة اشق﴾ میں اشق اسم تفضیل ہے مشقت سے۔

﴿مُعَقِّبَ﴾ مُغَيِّرٌ. یعنی آیت ﴿لا معقب لحکمه﴾ میں معقب کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بدلنے والا اس کے حکم کو اور نہیں کوئی رد کرنے والا اس کو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُتَجَاوِرَاتٌ﴾ طَيِّبُهَا وَخَبِيْثُهَا السِّبَاخُ. یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿وفی الارض قطع متجاورات﴾ کے متجاورات کے معنی ہیں عمدہ زمین اور شور زمین یعنی اور زمین میں قطعات ہیں مختلف بعض زمین عمدہ ہے اور بعض شور۔

﴿صِنْوَانٌ﴾ النَّخْلَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ فِيْ أَصْلٍ وَّاحِدٍ ﴿وَغَيْرُ صِنْوَانٍ﴾ وَحْدَهَا ﴿بِمَآءٍ وَّاحِدٍ﴾ كَصَالِحِ بَنِيْ اٰدَمَ وَخَبِيْثِهِمْ أَبُوْهُمْ وَاحِدٌ. یعنی آیت ﴿وجنات من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقیٰ بمآء واحد﴾ میں صنوان کے معنی ہیں کہ ایک جڑ پر دو یا زیادہ کھجوریں ہوں یعنی جڑ ایک ہو اور اوپر سے کئی شاخیں ہوں اور غیر صنوان وہ ہے کہ ایک جڑ پر ایک شاخ ہو پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے مانند نیک آدمی اور بد آدمی کے کہ ان کا باپ ایک ہے یعنی آدم علیہ السلام۔

اَلسَّحَابُ الثِّقَالُ الَّذِیْ فِیْهِ الْمَآءُ.

یعنی آیت ﴿وینشیٔ السحاب الثقال﴾ میں سحاب ثقال سے مراد وہ بدلیاں ہیں جن میں پانی ہو۔

﴿کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ إِلَی الْمَآءِ﴾ یَدْعُو الْمَآءَ بِلِسَانِهٖ وَیُشِیْرُ إِلَیْهِ بِیَدِهٖ فَلَا یَأْتِیْهِ أَبَدًا.

یعنی کباسط کفیه سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی کو اپنی زبان سے بلاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے سو وہ اس کے پاس کبھی نہیں آتا۔

﴿فَسَالَتْ أَوْدِیَةٌ بِقَدَرِهَا﴾ تَمْلَأُ بَطْنَ کُلِّ وَادٍ.

یعنی بہے وادی اپنے اپنے اندازے سے یعنی خالی وادی کے اندر کو بھرتے ہیں یعنی وادی پانی سے پر ہو کر بہتی ہے

﴿زَبَدًا رَّابِیًا﴾ اَلزَّبَدُ زَبَدُ السَّیْلِ ﴿زَبَدٌ مِّثْلُهٗ﴾ خَبَثُ الْحَدِیْدِ وَالْحِلْیَةِ.

اور زبدا رابیا میں زبد سے مراد سیل ہے اور زبد مثله سے مراد میل لوہے اور زیور کا ہے۔

فائدہ: اور وجہ مماثلت کی بیچ قول اللہ تعالیٰ کے زبد مثلہ یہ ہے کہ ہر ایک دونوں جھاگ سے پیدا ہوتا ہے سیل سے اور روایت ہے قتادہ سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے بقدرھا کہا کہ چھوٹا اپنے قدر سے اور بڑا اپنے قدر سے اور بیچ قول اس کے رابیا یعنی اوپر آنے والی اور بیچ قول اس کے ابتغاء حلیة یعنی زیور سونے اور چاندی کے اور بیچ قول اس کے او متاع یعنی متاع لوہے اور پیتل کے جس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور جفا وہ ہے جو متعلق ہو ساتھ درخت کے اور یہ تین مثالیں ہیں بیان کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک مثل میں اللہ کہتا ہے کہ جیسے یہ جھاگ مٹ کر بیکار ہو جاتی ہے کسی کام میں نہیں آتی اسی طرح مٹ جاتا ہے باطل اپنے اہل سے اور جیسے کہ ٹھہرتا ہے یہ پانی زمین میں پس ابھرتی ہے زمین ساتھ اس کے اپنا سبزہ نکالتی ہے اسی طرح باقی رہتا ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور نظیر اس کی باقی رہنا خالص سونے کا ہے جب کہ داخل ہو آگ میں اور دور ہو میل اس کا اور باقی رہے خالص اس کا اسی طرح باقی ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور دور ہوتا ہے باطل۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ أُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْأَرْحَامُ﴾ ﴿غِیْضَ﴾ نُقِصَ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور غیض کے معنی ہیں کم ہوا پانی یعنی آیت ﴿وغیض المآء﴾ میں۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ ہود میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے تفسیر قول اللہ کے تغیض الارحام اس واسطے کہ جب عورت کو حمل کی حالت میں حیض آئے تو بچے میں نقصان ہوتا ہے پس اگر نو مہینے سے زیادہ میں جنے تو بچے کا نقصان پورا ہو جاتا ہے اور حسن سے روایت ہے کہ غیض وہ ہے جو نو مہینے سے کم ہو اور زیادتی وہ ہے جو اس پر زیادہ ہو یعنی بچہ جننے میں۔ (فتح)

۴۳۲۸ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَّا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللهُ.

۴۳۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا جو سکڑتے ہیں پیٹ سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا سوائے اللہ کے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ لقمان کی تفسیر میں آئے گی۔

سُوْرَةُ إِبْرَاهِيمَ
سورۂ ابراہیم کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَادٍ﴾ دَاعٍ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ہاد کے معنی ہیں بلانے والا

فائدہ: یہ کلمہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے سورۂ رعد میں اس آیت میں ﴿انما انت منذر ولکل قوم هاد﴾ اور اختلاف کیا ہے اہل تاویل نے اس کی تفسیر میں ان کے اتفاق کے بعد کہ مراد ساتھ منذر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿ولکل قوم هاد﴾ یعنی بلانے والا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہادی اللہ ہے اور یہ معنی پہلے معنی کے موافق ہیں گویا اس نے لحاظ کیا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿واللہ یدعو الی دار السلام ویهدی من یشآء الی صراط مستقیم﴾ اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہادی کھینچنے والا ہے اور نیز مجاہد اور قتادہ سے روایت ہے کہ ہادی پیغمبر ہے اور یہ پہلے معنی سے خاص تر ہے اور ان اقوال کی بنا پر قوم عموم پر محمول ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ ہادی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ سب معنوں سے خاص تر ہے اور مراد ساتھ قوم کے آیت میں اس معنی کی بنا پر خصوص ہے یعنی یہ امت اور غریب ہے جو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿ولکل قوم هاد﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ میں منذر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ تو ہادی ہے تیرے سبب سے راہ پائیں گے راہ پانے والے میرے بعد سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو مراد ساتھ قوم کے اخص تر ہے پہلے معنی سے یعنی بنی ہاشم اور ابن ابی حاتم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ہادی کے ایک مرد ہے بنی ہاشم سے اس کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں اور شاید راوی نے اس کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کی سند میں شیعہ

راوی ہے اور اگر ثابت ہوتی تو اس کے راوی باہم مخالف نہ ہوتے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَّدَمٌ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿ویسقٰی من مآء صدید﴾ کے کہ صدید کے معنی ہیں پیپ اور لہو یعنی پلایا جائے گا اس کو پیپ اور لہو۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ أَيَادِيَ اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَأَيَّامَهُ.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ اس آیت میں نعمت اللہ سے مراد اللہ کی نعمتیں اور اس کے دن ہیں۔

فائدہ: یعنی جن دنوں میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی قوم سے نجات دی، مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واذقال موسیٰ لقومه اذکروا نعمة اللّٰه علیکم اذ انجاکم من آل فرعون﴾ یعنی جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر جب کہ نجات دی تم کو فرعون کی قوم سے اور ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرف وحی بھیجی کہ یاد دلا ان کو اللہ کے دن۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ﴾ رَغِبْتُمْ إِلَيْهِ فِيْهِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿واتاکم من کل ما سألتموہ﴾ کے یعنی دیا تم کو ہر چیز سے جو تم نے مانگی یعنی جس چیز سے تم کو رغبت ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا الیہ فیہ تو مقصود یہ ہے کہ رغبت کا صلہ الی اور فی دونوں آتے ہیں اور غرض اس تفسیر سے یہ ہے کہ اس آیت میں سوال ساتھ معنی رغبت کے ہے یعنی دی ہے تم کو وہ چیز جس سے تم کو رغبت ہے جو تم مانگتے ہو اور جو نہیں مانگتے اور کہا ضحاک نے کہ کلمہ ما واسطے نفی کے ہے اور کل ساتھ تنوین کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ دیا تم کو ہر نعمت سے جو تم نے نہیں مانگا اور کہا اس نے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ ہم کو وہ نعمتیں دیں جو ہم نے نہیں مانگیں اور جو ہمارے دل میں نہیں گزریں۔ (ت)

﴿يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا﴾ يَلْتَمِسُوْنَ لَهَا عِوَجًا.

یعنی ڈھونڈتے ہیں اس کے واسطے کجی یعنی شبہات سے ثابت کرتے ہیں کہ کج ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یبغون ساتھ معنی یلتمسون کے ہے۔

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ أَعْلَمَكُمْ اٰذَنَكُمْ.

یعنی تأذن کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ خبردار کیا یعنی جب خبردار کیا تیرے رب نے اور آذنکم کے بھی یہی معنی ہیں۔

فائدہ: تأذن تفعل ہے آذن سے ای اعلم اور یہ قول اکثر اہل لغت کا ہے کہ تأذن ایذان سے ہے اور وہ اعلام کرنا

ہے اور معنی تفعل کے یہ ہیں کہ عزم کیا عزم جازم اور اسی واسطے جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے قسم کا۔ (فتح)

﴿رَدُّوْا أَيْدِيَهُمْ فِيْ أَفْوَاهِهِمْ﴾ هٰذَا مَثَلُ كَفُّوْا عَمَّا أُمِرُوْا بِهٖ.

یعنی قول اللہ کا ﴿ردوا ایدیھم فی افواھھم﴾ مثل ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ باز رہے اس چیز سے کہ حکم ہوا ان کو اس کا حق سے اور نہ ایمان لائے ساتھ اس کے کہا جاتا ہے رد یدہ فی فمه جب کہ باز رہے۔

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے ابوعبیدہ کی کلام کا پس کسی نے کہا کہ نہیں سنا گیا عرب سے رد یدہ فی فمه جب کہ چھوڑے اس چیز کو جس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہو اور عبد بن حمید نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور تائید کرتی ہے اس معنی کو دوسری آیت ﴿واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ﴾ یعنی جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور بعض کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ کافروں نے پیغمبروں کے ہاتھوں کو ان کے منہ میں پھیر دیا یعنی ان کی کلام کے قبول کرنے سے باز رہے یا مراد ساتھ ایدی کے نعمتیں ہیں یعنی انہوں نے اللہ کی نعمت کو پھیر دیا اور وہ ان کی نصیحتیں ہیں اوپر ان کے اس واسطے کہ جب انہوں نے ان کو جھٹلایا تو گویا کہ ان کو رد کر دیا جہاں سے آئیں۔ (فتح) اور یا یہ معنی ہیں کہ نہایت تعجب اور انکار سے انگلیاں دانتوں سے کاٹتے ہیں۔

﴿مَقَامِيْ﴾ حَيْثُ يُقِيْمُهُ اللّٰهُ بَيْنَ يَدَيْهِ.

یعنی آیت ﴿ذلك لمن خاف مقامی﴾ میں مقامی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اس کو اللہ اپنے سامنے حساب کے واسطے کھڑا کرے گا یعنی یہ وعدہ اس شخص کے واسطے ہے جو ڈرا کھڑے ہونے سے میرے سامنے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ قیام میرا اس پر ساتھ حفظ کے۔

﴿مِنْ وَّرَآئِهٖ﴾ قُدَّامَهٗ جَهَنَّمُ.

یعنی آیت ﴿من ورائه جهنم﴾ میں ورائه کے معنی ہیں آگے اس کے یعنی اس کے آگے دوزخ ہے۔

﴿لَكُمْ تَبَعًا﴾ وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِّثْلُ غَيَبٍ وَّغَآئِبٍ.

یعنی آیت ﴿انا کنا لکم تبعا﴾ میں تبعا جمع کا لفظ ہے اس کا واحد تابع ہے مثل غیب کی کہ اس کا واحد غائب ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کہیں گے ضعیف اپنے رئیسوں سے جن کے تابع ہوئے تھے کہ ہم تمہارے تابع

ہوئے تھے یعنی پیغمبروں کے جھٹلانے میں اور ان سے منہ پھیرنے میں۔

﴿بِمُصْرِخِكُمْ﴾ اِسْتَصْرَخَنِي اسْتَغَاثَنِي ﴿يَسْتَصْرِخُهُ﴾ مِنَ الصُّرَاخِ.

یعنی آیت ﴿ما انا بمصرخکم﴾ کے معنی ہیں نہیں میں تمہاری فریاد پر پہنچنے والا کہا جاتا ہے استصرخنی یعنی اس نے مجھ سے فریاد رسی طلب کی اور یستصرخ مشتق ہے صراخ سے ساتھ معنی فریاد کرنے کے۔

﴿وَلَا خِلَالَ﴾ مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالًا وَّيَجُوْزُ أَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَّخِلَالٍ.

یعنی آیت ﴿یوم لا بیع ولا خلال﴾ میں واقع ہے اس کا مصدر ہے خاللته خلالا یعنی اس دن کہ نہیں دوستی کسی دوست کی اور جائز ہے کہ خلال جمع خلہ کی ہو۔

فائدہ: طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ دنیا میں سودے اور دوستیاں ہیں کہ ان کے سبب سے دنیا میں محبت رکھتے ہیں سو جو اللہ سے محبت رکھے تو چاہیے کہ اس پر ہمیشہ قائم رہے نہیں تو وہ اس سے بند ہو جائے گی اور یہ موافق ہے اس شخص کے جو آیت میں خلال کو جمع خلة کی ٹھہراتا ہے۔ (فتح)

﴿اُجْتُثَّتْ﴾ اِسْتُؤْصِلَتْ.

یعنی آیت ﴿مثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض مالها من قرار﴾ میں اجتثت کے معنی ہیں اکھاڑ لیا گیا زمین کے اوپر سے۔

فائدہ: یعنی کاٹا گیا جسم اس کا کامل طور سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بیان کی ہے اللہ نے مثال درخت ناپاک کی ساتھ مثل کافر کے کہتا ہے کہ اس کا عمل نہ قبول ہوتا ہے اور نہ اوپر چڑھتا ہے سو نہ زمین میں اس کی جڑ قائم ہے اور نہ آسمان میں اس کی شاخ ہے اور ضحاک کے طریق سے روایت ہے کہ کہا بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مالها من قرار﴾ یعنی نہ اس کی جڑ ہے اور نہ شاخ اور نہ پھل اور نہ منفعت اسی طرح کافر نہ نیک کام کرتا ہے اور نہ نیک بات کہتا ہے اور نہ اللہ اس میں برکت کرتا ہے اور نہ کوئی منفعت۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کیا تو نے نہیں دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک بات ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنی آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔

٤٣٢٩ - حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ

۴۳۲۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَبِیْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرُوْنِیْ بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا وَلَا وَلَا تُؤْتِیْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِیَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ يَا أَبَتَاهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ قَالَ لَمْ أَرَكُمْ تَكَلَّمُوْنَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ لَأَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

کے پاس بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دو مجھ کو اس درخت سے جو مسلمان کی مثل ہے اس کے پتے نہیں جھڑتے اور نہیں اور نہیں اور نہیں (یعنی اس کی ہیں صفتیں اور ذکر کیں راوی نے ان کو بیان نہیں کیا اور اکتفا کیا ساتھ ذکر کرنے کلمے لا کے تین بار) لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے دل میں گزرا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کلام نہیں کرتے سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یعنی میں شرم سے نہ کہہ سکا سو جب حاضرین نے کچھ نہ کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پھر جب ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے باپ! قسم ہے اللہ کی البتہ میرے دل میں آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو اس نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا کلام کرنے سے؟ اس نے کہا کہ میں نے تم کو کلام کرتے نہ دیکھا سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یا کچھ چیز کہوں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ تیرا کہنا اس بات کو محبوب تر تھا نزدیک میرے ایسے ایسے سے یعنی سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور گزر چکا ہے وہاں بیان واضح ساتھ اس کے کہ مراد شجرہ سے اس آیت میں کھجور کا درخت ہے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے درخت جوز ہندی کا ہے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جوز ہندی کا درخت ہے کہ پھل سے بیکار نہیں ہوتا ہر مہینہ پھل لاتا ہے اور معنی قول اس کے ﴿طیبة﴾ یعنی لذیذ ہے یا خوبصورت ہے یا نفع دینے والا ہے اور قول اس کا ﴿اصلها ثابت﴾ یعنی منقطع نہیں ہوتا اور قول اس کا ﴿وفرعها فی السماء﴾ یعنی وہ نہایت ہے کمال میں اس واسطے کہ جب بلند ہوا تو ہوگا دور زمین کی عفونتوں سے اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ درخت پاک کھجور کا درخت ہے اور درخت ناپاک اندرائن کا پھل ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں۔

۴۳۳۰ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾.

۴۳۳۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے سو یہی مطلب ہے اللہ کے قول کا جو قرآن میں ہے کہ ثابت رکھتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جنازے کے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهِ ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ﴾ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ناشکری سے الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے مانند قول اس کے کی الم تر کیف الم تر الی الذین خرجوا یعنی جیسے الم تر کیف میں الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے اسی طرح اس آیت میں بھی الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے۔

اَلْبَوَارُ الْهَلَاكُ بَارَ يَبُورُ بَوْرًا ﴿قَوْمًا بُورًا﴾ هَالِكِينَ.

یعنی اور آیت ﴿واحلوا قومهم دار البوار﴾ میں بوار کے معنی ہلاک کے ہیں یعنی انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتارا اور ماضی اور مضارع اور مصدر اس اسم کے یہ ہیں بار یبور بورا اور قوما بورا کے معنی ہیں ہلاک ہونے والے۔

۴۳۳۱ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ قَالَ هُمْ كُفَّارُ أَهْلِ مَكَّةَ.

۴۳۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کا احسان ناشکری سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ مکے کے کفار ہیں۔

فائدہ:اس حدیث کی پوری شرح جنگ بدر کے بیان میں گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا پس کہا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو گروہ ہیں زیادہ فاجر یعنی مخزوم سے اور ابن امیہ سے میرے ماموں اور تیرے چچا سو میرے ماموں کو تو اللہ نے جنگ بدر کے دن جڑ سے اکھاڑا اور رہا تیرا چچا سو اس کو ایک وقت تک مہلت دی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد بعض ان کے ہیں نہ سب بنی امیہ اور نہ ہی مخزوم اس واسطے کہ بنی مخزوم جنگ بدر کے دن جڑ سے نہیں اکھاڑے گئے تھے بلکہ مراد بعض ان کے ہیں مانند ابوجہل کے بنی مخزوم سے اور ابوسفیان کے بنی امیہ سے۔ (فتح الباری)

سُوْرَةُ الْحِجْرِ
سورہ حجر کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ﴾ اَلْحَقُّ يَرْجِعُ إِلَى اللهِ وَعَلَيْهِ طَرِيْقُهُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر ﴿صراط علی مستقیم﴾ کے کہ حق پھرتا ہے اللہ کی طرف اور اس پر ہے اس کی راہ جو اس تک پہنچتی ہے یعنی حق کی راہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔

فائدہ: بیضاوی نے اس کی تفسیر میں کہا صراط علی یعنی حق ہے مجھ پر کہ میں اس کی رعایت کروں اور اخفش سے منقول ہے کہ ساتھ معنی دلالت کے ہے طرف صراط مستقیم کی اور بعض کہتے ہیں کہ علی ساتھ معنی الی کے ہے اور کسائی سے منقول ہے کہ یہ قول تہدید اور وعید ہے جیسا کہتے ہیں اس شخص کو جس سے دشمنی ہو کہ تیری راہ مجھ پر ہے۔ (ت)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَمْرُكَ﴾ لَعَيْشُكَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لعمرك کے معنی ہیں قسم ہے تیری زندگی کی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون﴾ یعنی قسم ہے تیری زندگی کی البتہ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں۔

﴿قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ أَنْكَرَهُمْ لُوْطٌ.

یعنی قوم منکرون کے معنی ہیں غیر معروف پایا ان کو لوط علیہ السلام نے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿قال انكم قوم منكرون﴾ یعنی کہا لوط علیہ السلام نے کہ تم لوگ غیر معروف ہو۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ﴾ أَجَلٌ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ کتاب سے مراد مدت ہے یعنی اس آیت میں ﴿وما اهلكنا من قرية الا ولها كتاب معلوم﴾ یعنی نہیں ہلاک کیا ہم نے کوئی گاؤں مگر کہ اس کے واسطے ایک مدت ہے معلوم یعنی

معین اور مقرر۔

﴿لَوْ مَا تَأْتِيْنَا﴾ هَلَّا تَأْتِيْنَا. یعنی ﴿لو ما تاتینا﴾ کے معنی ہیں کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو سچا ہے؟۔

شِيَعٌ أُمَمٌ وَّالْأَوْلِيَآءُ أَيْضًا شِيَعٌ. یعنی آیت ﴿ولقد ارسلنا من قبلك فی شیع الاولین﴾ میں شیع کے معنی امتیں ہیں یعنی البتہ بھیجے ہم نے پیغمبر تجھ سے پہلے اگلی امتوں میں اور مرد کے دوستوں کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ مُسْرِعِيْنَ. یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿یهرعون﴾ کے معنی ہیں جلدی کرتے دوڑتے۔

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں بلکہ سورت ہود میں ہے۔

﴿لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ لِلنَّاظِرِيْنَ. اور للمتوسمین کے معنی ہیں واسطے دیکھنے والوں کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ان فی ذلك لآيات للمتوسمین﴾ یعنی البتہ اس قصے میں نشانیاں ہیں دیکھنے والوں کے لیے۔

﴿سُكِّرَتْ﴾ غُشِّيَتْ. کہا سکرت کے معنی ہیں ڈھانکی گئیں ہماری آنکھیں مثل مست کی۔

﴿بُرُوْجًا﴾ مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ. یعنی ٹھہرائے ہم نے آسمان میں برج منزلیں واسطے سورج اور چاند کے۔

﴿لَوَاقِحَ﴾ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً. یعنی آیت ﴿وارسلنا الرياح لواقح﴾ میں لواقح ساتھ معنی لاقحہ جمع ہے ملقحہ کی۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ تفسیر لواقح کی ساتھ ملاقح کے نادر ہے یعنی کم ہے لواقح جمع لاقحه ساتھ معنی عورت حاملہ کے ہے اور اس ہوا کو کہ بادل پانی سے بھرا ہوا اس کے ساتھ ہے تشبیہ دی ہے ساتھ مادے باردار کے جیسے کہ مقابل اس کے کو کہ مینہ نہیں لاتی عقیم کہتے ہیں اور ملقح وہ ہوا ہے کہ دوسری کو حاملہ کرے کہتے ہیں القح الفحل الناقة یعنی گابھن کیا نر نے اونٹنی کو کذا قال العینی اور قسطلانی سے معلوم ہوتا ہے کہ لواقح جمع لاقحه کی ہے کہ اصل میں ملاقح تھا میم کو تخفیف کے واسطے حذف کر دیا پس یہ تفسیر باعتبار اصل لفظ کے ہے از قبیل اطلاق عصیر کے خمر پر اور ہو سکتا ہے کہ نادر ہونا اس کا ان معانی کو ہو کہ وہ عام نہیں نہ ان معنی سے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں۔ (ت)

﴿حَمَإٍ﴾ جَمَاعَةُ حَمَأَةٍ وَّهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ وَالْمَسْنُوْنُ الْمَصْبُوْبُ.

یعنی آیت ﴿ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمإ مسنون﴾ میں حمإ جمع ہے اس کا واحد حماۃ ہے اور وہ گارا ہے سیاہ اور مسنون کے معنی ہیں ڈالا گیا قالب میں تا کہ خشک ہو۔

فائدہ: گویا کہ ڈالا گارے سیاہ کو سو اس میں آدم خالی پیٹ کی صورت بنایا پھر خشک ہوا یہاں تک کہ کھنکنایا پھر اس کے بعد اس کو کئی صورتوں پر بدلا یہاں تک کہ اس کو برابر کیا اور اس میں روح پھونکی۔ (ق)

﴿تَوْجَلْ﴾ تَخَفْ.

یعنی ﴿لا توجل﴾ کے معنی ہیں نہ ڈر۔

﴿دَابِرَ﴾ اٰخِرَ.

یعنی دابر کے معنی ہیں آخر یعنی اس آیت میں ﴿ان دابر هؤلاء مقطوع مصبحين﴾ اور معنی یہ ہیں کہ ان کے آخر کی جڑ کاٹی جاتی ہے صبح ہوتے ہی یعنی اس طور سے کہ کوئی ان میں سے باقی نہ رہے۔

﴿لَبِإِمَامٍ مُّبِيْنٍ﴾ اَلْإِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهٖ.

یعنی امام ہر وہ ہے کہ تو اس کی پیروی کرے اور اس کے ساتھ راہ پائے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لبامام مبين﴾ یعنی البتہ وہ امام ہیں ظاہر۔

﴿اَلصَّيْحَةُ﴾ اَلْهَلَكَةُ.

اور صیحۃ کے معنی ہیں ہلاک یعنی اس آیت میں ﴿فاخذتهم الصيحة مشرقين﴾ یعنی پکڑا ان کو ہلاک نے سورج نکلتے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور نگاہ رکھا ہم نے برجوں کو ہر شیطان مردود سے مگر جو چوری سے سن گیا سو اس کے پیچھے پڑا انگارا چمکتا۔

٤٣٣٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ

۴۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں اس حال میں کہ عاجزی کرنے والے ہیں واسطے حکم اللہ کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو اور آواز مسموع مانند

كَالسِّلْسِلَةِ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَّقَالَ غَيْرُهٗ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا﴾ لِلَّذِىْ قَالَ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ اٰخَرَ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِيَدِهٖ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى نَصَبَهَا بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ أَنْ يَّرْمِيَ بِهَا إِلٰى صَاحِبِهٖ فَيُحْرِقَهٗ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتّٰى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِىْ يَلِيْهِ إِلَى الَّذِىْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتّٰى يُلْقُوْهَا إِلَى الْأَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتُلْقٰى عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُصَدَّقُ فَيَقُوْلُوْنَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُوْنُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِىْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ.

آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی نے اور سفیان کے غیر نے کہا صفوان یعنی ساتھ زبر ف کے ، اللہ وہ آواز سب فرشتوں کو سناتا ہے سو جب ان کے دل سے ڈر دور ہوتا ہے تو کہتے ہیں یعنی مقرب فرشتوں سے مانند جبریل اور میکائیل کی کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ اوپر والے کہتے ہیں حق کہا یعنی کہا قول حق اور وہ ہے سب سے اوپر بڑا سو سنتے ہیں اس کو چوری سننے والے اور چوری سننے والے اس طرح ہیں ایک پر ایک اور بیان کیا سفیان نے اس کو اپنے ہاتھ سے اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کیں بعض کو بعض پر کھڑا کیا سو اکثر اوقات انگارہ چوری سننے والے کو پاتا ہے پہلے اس سے کہ اس کو اپنے ساتھی کی طرف ڈالے سو اس کو جلا ڈالتا ہے اور کبھی اس کو نہیں پاتا یہاں تک کہ اس کو اپنے پاس والے کی طرف ڈالے یعنی اس کی طرف جو اس سے نیچے ہے یہاں تک کہ اس کو زمین کی طرف ڈالتے ہیں اور کبھی سفیان نے کہا یہاں تک کہ زمین کی طرف پہنچے سو وہ قول کاہن کے منہ میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کیا اس نے فلاں فلاں دن خبر نہ دی تھی کہ ایسا ایسا ہوگا؟ سو ہم نے اس کو حق پایا واسطے اس کلمہ کے کہ آسمان سے سنا گیا یعنی بسبب سچ ہونے ایک بات کے جو آسمان سے سنی گئی اس کی سب جھوٹی باتوں کو سچ جانتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا یبلغ به النبی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے تو اس کے بدلے سمعت نہیں کہا واسطے احتمال واسطہ کے یا تحمل کی کیفیت اس کو یاد نہ رہی ہو اور یہ جو فرشتوں نے کہا کہ اللہ نے حق کہا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ مقرب فرشتوں نے تعبیر کیا ہے اللہ کے قول سے اور قضا اور تقدیر سے ساتھ حق کے اور حق منصوب ہے اس بنا پر کہ وہ صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی **القول الحق** اور ہوسکتا ہے کہ مرفوع ہو یعنی **قال المجیبون قوله الحق** یعنی کہا جواب دینے والوں نے کہ اس کا قول حق ہے اسی طرح تقریر کی ہے زمخشری نے سورہ سبا کی اس آیت

میں ﴿ما انزل ربکم قالوا الحق﴾ ساتھ رفع کے اور اللہ کا یہ قول احتمال ہے کہ کلمہ کن کا ہو مقابل باطل کے اور جائز ہے کہ مراد وہ قول ہو کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے یعنی اللہ نے وہ بات فرمائی کہ لوح محفوظ میں مقرر اور ثابت ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو جلا ڈالتا ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ اس جلنے سے مرجاتا ہے یا زخمی ہو جاتا ہے حسن بصری وغیرہ کا یہ قول ہے کہ مرجاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ زخمی ہو جاتا ہے۔ (تیسر القاری)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ وَزَادَ وَالْكَاهِنِ و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ وَقَالَ عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَنْتَ سَمِعْتَ عَمْرًا قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوٰى عَنْكَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِيْ سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَآئَتُنَا.

یہ وہی پہلی حدیث ہے جو ابھی گزری اور سند بھی وہی ہے لیکن پہلی سند معنعن تھی اب اس سند سے یہ مقصود ہے کہ سماع سب راویوں کا ایک دوسرے سے ثابت ہے اور ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو نے عکرمہ سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ حکم کرتا ہے اور زیادہ کیا لفظ والکاھن کا کہا علی بن عبداللہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے سو اس نے کہا کہ کہا عمرو نے میں نے سنا عکرمہ سے کہا حدیث بیان کیہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ حکم کرتا ہے اور کہا کہ کاہن کے منہ پر یعنی کبھی کاہن کا لفظ زیادہ نہیں کیا، علی بن عبداللہ کہتا ہے میں نے سفیان سے کہا عمرو نے سنا میں نے عکرمہ سے اس نے کہا سنا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور مرفوع کرتا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فزغ پڑھا ہے یعنی ساتھ پیش ف کے اور تشدید اور زیر ز کے اور عین مہملہ کے کہا سفیان نے کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں نہیں جانتا کہ اسی طرح اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا نہیں کہا سفیان نے اور یہی ہے قرأت ہماری۔

فائدہ: کہا سفیان نے یہی ہے قرأت ہماری کہ میں نے اپنے استاد عمرو سے سنی ہے لیکن مجھ کو تردد ہے بیچ سماع عمرو کے عکرمہ سے ہو سکتا ہے کہ اس کو عکرمہ سے پہنچی ہو کہا کرمانی نے کس طرح جائز ہے قرأت جب کہ مسموع نہ ہو اور جواب یہ ہے کہ شاید مذہب اس کا جواز قرأت ہو بغیر سماع کے جب کہ معنی صحیح ہوں اور کہا اس نے کہ تائید کرتا ہے جو

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد سے سنا کہ طعام الاثیم پڑھتا تھا تو انہوں نے کہا کہ کہہ طعام الفاجر اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ بدلنا ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ سے جائز ہے جب کہ اس کے معنی ادا ہوں پوشیدہ نہ رہے کہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرادف یعنی ہم معنی لفظ سے بدلنا درست ہے جیسا کہ لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے سمجھا ہے کہ قرآن معنی کا نام ہے اور اگر کلمہ کو ہم معنی لفظ کے ساتھ بدلیں تو کچھ ڈر نہیں اور نماز فاسد نہیں ہوتی اور متن کی عبارت سے جواب عام تر معلوم ہوتا ہے کہ فاسد نہیں ہوتی خواہ کلمہ ہم معنی ہو یا نہ ہو۔ (ت)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ البتہ حجر والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

٤٣٣٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

۴۳۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے جو ملک حجر یعنی قوم ثمود کے ملک میں گزرے تھے فرمایا کہ نہ جاؤ ان لوگوں کے مکانوں میں مگر وہاں خوف سے روتے ہوئے جاؤ تو مضائقہ نہیں اور اگر تم کو رونا میسر نہ ہو تو ان کے پاس مت جاؤ کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا ان پر پڑا۔

فائدہ: یعنی تم بھی زمین میں دھنسائے جاؤ جیسے وہ دھنسائے گئے اور یہ نماز کے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ ہم نے دیں تجھ کو سات آیتیں اس چیز سے کہ نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن بڑے درجے کا۔

٤٣٣٤ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّيْ فَدَعَانِيْ فَلَمْ

۴۳۳۴۔ حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا تو میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا آنے

اٰتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ فَقُلْتُ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهٗ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهٗ.

سے؟ میں نے کہا میں نماز پڑھتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کہ کیا نہ سکھلاؤں میں تجھ کو ایک سورت جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ اور افضل ہے پہلے اس سے کہ مسجد سے نکلوں سو حضرت ﷺ مسجد سے نکلنے لگے سو میں نے آپ کو یاد دلایا فرمایا کہ ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ ہے یعنی سورہ فاتحہ ہے اور اسی کا نام ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم جو مجھ کو ملی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۴۳۳۵ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُنِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمُّ الْقُرْاٰنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ.

۴۳۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ وہی ہے سبع مثانی اور قرآنِ عظیم۔

فائدہ: اور ترمذی کی روایت میں اس وجہ سے ہے کہ الحمد للہ ام القرآن اور ام الکتاب اور سبع مثانی ہے اور البتہ گزر چکی ہے یہ حدیث فاتحہ کی تفسیر میں تمام تر اس سے اور طبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے راوی کہتا ہے سو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر فاتحہ کے سوا مجھ کو اور کچھ یاد نہ ہو تو کیا کروں؟ کہا وہ تجھ کو کفایت کرتی ہے اس کا نام ام الکتاب اور ام القرآن اور سبع مثانی ہے کہا خطابی نے کہ اس میں رد ہے ابن سیرین پر اس واسطے کہ اس نے کہا کہ سورہ فاتحہ کو ام القرآن نہیں کہا جاتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو تو فاتحۃ الکتاب کہا جاتا ہے اور ابن سیرین کہتا ہے کہ ام القرآن تو لوح محفوظ ہے کہا خطابی نے اور ماں چیز کی اس کا اصل ہے اور نام رکھا گیا فاتحہ کا ام القرآن اس واسطے کہ وہ قرآن کی اصل ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ پہلے ہے گویا کہ وہ اس کی ماں ہے اور یہ جو کہا کہ السبع المثانی والقرآن العظیم تو والقرآن العظیم معطوف ہے اس کے قول ام القرآن پر اور وہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف

ہے اور یا وہ خبر ہے مبتدا محذوف کی تقدیر اس کی یہ ہے **والقرآن العظیم ما عداها** یعنی قرآن عظیم ماسوائے اس کے ہے اور نہیں ہے وہ معطوف اس کے قول **السبع المثانی** پر اس واسطے کہ فاتحہ نہیں ہے وہ قرآن عظیم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے اطلاق قرآن کا اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ قرآن سے ہے لیکن نہیں ہے کل قرآن اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ تفسیر اپنی کے مثل اس کی لیکن ساتھ لفظ **والقرآن العظیم الذی اعطیتموہ** کے یعنی قرآن عظیم وہ ہے جو تم کو ملا پس ہوگی یہ خبر اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ساتویں آیت ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے ایک جماعت تابعین سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور روایت کی ہے طریق سے ابوجعفر رازی کے اس نے روایت کی ہے ربیع بن انس سے اس نے ابو العالیہ سے کہا کہ سب مثانی سورہ فاتحہ ہے میں نے ربیع سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں سبع مثانی سبع طوال ہیں یعنی سات سورتیں دراز اس نے کہا البتہ اتاری گئی یہ آیت ﴿**ولقد آتیناك سبعا من المثانی والقرآن العظیم**﴾ اور حالانکہ اس وقت طوال سے کچھ چیز نہ اتری تھی اور یہ قول اور ہے مشہور سبع طوال میں البتہ مسند کیا ہے اس کو طبری اور حاکم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند قوی کے اور لفظ طبری کا یہ ہے کہ وہ سورہ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ اور انعام اور اعراف ہے اور ابن ابی حاتم کی ایک صحیح روایت میں مجاہد اور سعید بن جبیر سے ہے کہ ساتویں یونس ہے اور روایت کی طبری نے زیاد بن ابی مریم سے اس آیت کی تفسیر میں کہا حکم کر اور منع کر اور خوشخبری سنا اور ڈرا اور مثالیں بیان کر اور نعمتیں اور خبریں گن اور ترجیح دی ہے طبری نے پہلے قول کو واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر بیان کی اس نے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ قصے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے **کما تقدم فی تفسیر الفاتحة**۔ (فتح) اور یہی قول ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور ربیع رحمۃ اللہ علیہ اور کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ مراد سبع مثانی سے سورہ فاتحہ ہے اور یہ سورہ کہ سات آیتیں ہیں اس کو مثانی ثنی سے کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل آسمان اس کے ساتھ دعا کرتے ہیں جیسے اہل زمین اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ سات کلمے اس میں دوہرے دوہرے ہیں اور وہ اللہ اور رحمٰن اور رحیم اور ایاک اور صراط اور علیہم اور غیر ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے کہ انہوں نے اس کو غیر الضالین پڑھا ہے اور حسن بن فضل کہتا ہے کہ اس کو مثنیٰ اس واسطے کہتے ہیں کہ دوبار نازل ہوئی کہ ہر بار ستر ہزار فرشتہ اس کے ساتھ تھا ایک بار مکے میں اور دوسری بار مدینے میں اور نیز یہ سورت لفظ الحمد کے ساتھ مشروع ہوتی ہے اور الحمد پہلا کلمہ ہے کہ اس کے ساتھ آدم علیہ السلام نے کلام کیا جب کہ چھینکے اور ان کی اولاد کا اخیر کلام ہے بہشت میں جیسا کہ اشارہ کیا ہے اللہ نے اس کی طرف ساتھ اس آیت کے ﴿**وآخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمین**﴾ اور نیز کسی نماز میں دو بار سے کم نہیں پڑھی جاتی اور نیز مثنیٰ ساتھ معنی ثناء کے ہے اور

یہ سورہ مشتمل ہے اوپر اللہ تعالیٰ کی ثناء کے۔ (عینی)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جنہوں نے کیا ہے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ عضین جمع عضو کی ہے روایت کی ہے طبری نے ضحاک سے کہا اس نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿جعلوا القرآن عضین﴾ یعنی کیا انہوں نے اس کو بوٹیاں بوٹیاں مثل بوٹیوں اونٹ کی اور اسی طرح روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عطاء کے طریق سے مثل قول ضحاک کے اور اس کا لفظ یہ ہے عضوا القرآن اعضاء یعنی کیا انہوں نے قرآن کو بوٹیاں بوٹیاں سو بعض نے کہا کہ وہ جادوگر ہے اور دوسرے نے کہا کہ مجنون ہے اور تیسرے نے کہا کہ کاہن ہے سو یہی مراد ہے عضین سے اور نیز روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مثل اس کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اس نے کہ یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں اور سدی کے طریق سے کہا کہ بانٹا انہوں نے قرآن کو اور ٹھٹھا کیا ساتھ اس کے سو کہا کہ ذکر کیا ہے محمد ﷺ نے مچھر کو اور مکھی کو اور چیونٹی کو اور مکڑی کو سو بعض نے کہا کہ میں ہوں مچھر والا یعنی یہ سورہ میری ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں ہوں چیونٹی والا اور تیسرے نے کہا کہ میں ہوں مکڑی والا اور ٹھٹھا کرنے والے پانچ آدمی تھے اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبدالمطلب اور عاصی بن وائل اور حارث بن قیس اور ولید بن مغیرہ اور نیز روایت کی ہے اس نے طریق سے ربیع بن انس کے مثل اس کی اور بیان کی ہے اس نے کیفیت ہلاک ہونے ان کے کی ایک رات میں۔ (فتح) اور مجاہد سے روایت ہے کہ یہود نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا بعض کے ساتھ ایمان لاتے تھے اور بعض سے انکار کرتے تھے یعنی حضرت ﷺ کی صفت سے جو پہلی کتابوں میں درج تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کافروں نے قرآن کو تقسیم کیا تھا بعض کہتے تھے کہ جادو ہے اور بعض کہتے تھے شعر ہے اور بعض کہتے تھے اساطیر الاولین اور بعض کہتے کہ افسانہ ہے سو اللہ نے ان سب کو طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کیا اور عکرمہ سے روایت ہے کہ عضہ قریش کی زبان میں جادو کو کہتے ہیں اور یہ آیت پوری اس طور سے ہے ﴿وقل انی انا النذیر المبین کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین﴾ یعنی کہہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر ہم عذاب اتاریں گے جیسا عذاب اتارا ہم نے تقسیم کرنے والوں پر جنہوں نے ٹکڑے کیا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مقتسمین کو قسم سے ساتھ معنی حلف کے لیے ہے۔ (ت)

﴿اَلْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ اَلَّذِيْنَ حَلَفُوْا وَمِنْهُ ﴿لَآ اُقْسِمُ﴾ اَیْ اُقْسِمُ وَتُقْرَاُ لَاُقْسِمُ ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهٗ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقَاسَمُوْا﴾ تَحَالَفُوْا.

یعنی مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قسم کھائی تھی اور انہیں معنی سے ماخوذ ہے لا اقسم ساتھ معنی اقسم کے یعنی لا زائدہ ہے یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور پڑھا جاتا ہے لا قسم یعنی بعض کہتے ہیں کہ

کلمہ لا نافیہ نہیں بلکہ یہ لام تاکید کے واسطے ہے بغیر مد کے
اور معنی قاسمھما کے ہیں قسم کھائی شیطان نے واسطے ان
دونوں کے یعنی آدم اور حوا کے اور نہ قسم کھائی انہوں نے
واسطے اس کے یعنی باب مفاعلہ اس جگہ اپنے اصل پر نہیں
بلکہ ساتھ معنی اصل فعل کے ہے بغیر مشارکت کے یعنی
اس آیت میں ﴿وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین﴾
یعنی شیطان نے ان کے واسطے قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا
خیر خواہ ہوں اور کہا مجاہد نے یعنی اس آیت کی تفسیر میں
﴿تقاسموا باللّٰہ لنبیتنہ﴾ کہ قسم کھائی کفار قریش نے اللہ
کی کہ ہم اس پر شب خون کریں گے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ان دونوں لفظوں کی تفسیر کرنے سے یہ ہے کہ مقتسمین قسم سے مشتق ہے نہ تقسیم سے، میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ٹھہرایا ہے اس کو بخاری نے قسم سے ساتھ معنی حلف کے اور مشہور یہ ہے کہ وہ مشتق ہے تقسیم سے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے طبری وغیرہ نے اور سیاق کلام کا دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿الذین جعلوا﴾ صفت ہے مقتسمین کی اور البتہ ذکر کیا ہے ہم نے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے جس کی کلام کو اکثر بخاری نقل کرتا ہے کہ مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ تفسیر لفظ عضین کے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو تقسیم اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اور لیکن قول اس کا ومنہ لا اقسم پس نہیں ہے اس طرح یعنی نہیں وہ اقسام سے بلکہ وہ ماخوذ ہے قسم سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ بخاری نے اس چیز کی بنا پر کہ اس نے اس کو اختیار کیا کہ مقتسمین قسم سے ہے اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ قول اس کے ﴿لا اقسم بیوم القیامۃ﴾ کے کہ معنی اس کے یہ ہیں اقسم بیوم القیامۃ یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور اختلاف ہے بیچ لفظ لا کے سو بعض کہتے ہیں زائدہ ہے اور اسی طرف اشارہ کرتا ہے کلام ابو عبیدہ کا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس طور کے کہ نہیں زیادہ ہوتا ہے وہ مگر درمیان کلام کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ کل قرآن ایک کلام کی مانند ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جواب ہے چیز محذوف کا اور بعض کہتے ہیں کہ نفی بحال خود قائم ہے اور معنی یہ ہیں کہ نہیں قسم کھاتا میں ساتھ فلاں چیز کے بلکہ ساتھ فلاں کے اور اسی طرح قرأت لا اقسم کی بغیر الف کے پس یہ قرأت ابن کثیر کی ہے اور اختلاف ہے بیچ لام کے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ لام قسم کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لام تاکید کا ہے اور اتفاق ہے اوپر ثابت رکھنے الف کے بیچ اس

کلمہ کے کہ اس کے بعد ہے ولا اقسم بالنفس اور اتفاق ہے اوپر ثابت رکھنے اس کے بیچ ﴿لا اقسم بهذا البلد﴾ کے واسطے رسم خط کے بیچ اس کے اور اسی طرح قول مجاہد کا تقاسموا تحالفوا پس وہ اسی طرح ہے اور روایت کی ہے فریابی نے مجاہد سے بیچ قول اللہ کے ﴿تقاسموا باللہ﴾ کہا قسم کھائی انہوں نے حضرت ﷺ کے ہلاک کرنے پر سو نہ پہنچ سکے طرف حضرت ﷺ کی یہاں تک کہ سب کے سب ہلاک ہوئے اور یہ بھی مقتسمین میں داخل نہیں مگر زید بن اسلم کی رائے پر اس واسطے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ مقتسمین کے قوم صالح علیہ السلام کی ہے جنہوں نے اس کے ہلاک پر باہم قسم کھائی تھی سو شاید بخاری نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ (فتح)

٤٣٣٦ ـ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُوْهُ أَجْزَآءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ.

۴۳۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت میں ﴿الذین جعلوا القرآن عضین﴾ کہا اس نے کہ وہ اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سو بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کافر ہوئے۔

فائدہ: مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود اور نصاریٰ ہیں جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر کی ہے۔

٤٣٣٧ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿كَمَآ أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ قَالَ اٰمَنُوْا بِبَعْضٍ وَّكَفَرُوْا بِبَعْضٍ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى.

۴۳۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿کما انزلنا علی المقتسمین﴾ کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض سے انکار کیا یعنی یہود اور نصاریٰ نے۔

فائدہ: ظاہر ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتسمین تقسیم سے ہے نہ قسم سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ قَالَ سَالِمٌ الْيَقِيْنُ الْمَوْتُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ آئے تجھ کو یقین کہا سالم نے کہ یقین سے مراد موت ہے یعنی عبادت کر اپنے رب کی مرنے تک۔

فائدہ: اور شہادت لی ہے طبری نے واسطے اس کے ساتھ حدیث ام العلاء کے بیچ قصے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اما ھو فقد جاءہ الیقین وانی لارجوا لہ الخیر یعنی اس کو تو موت آئی یعنی مر گیا اور البتہ میں اس کے واسطے امید رکھتا ہوں بھلائی کی اور یہ حدیث مع شرح اپنی کے جنازے میں گزر چکی ہے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین

نے بخاری پر اس واسطے کہ اس نے اس حدیث کو اس جگہ نہیں نکالا اور حالانکہ اس کا ذکر کرنا اس سے لائق تر تھا میں کہتا ہوں کہ یہ بخاری پر لازم نہیں آتا اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ بہتر اس چیز کا کہ اس کے ساتھ لوگ گزران کریں وہ مرد ہے کہ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہے الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے حتی یاتیه الیقین یعنی یہاں تک کہ اس کو موت آئے نہیں وہ لوگوں سے مگر نیکی میں پس یہ شاہد جید ہے واسطے قول سالم کے اور اس سے ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وکنا نکذب بیوم الدین حتی اتانا الیقین﴾ اور اطلاق یقین کا موت پر مجازی ہے اس واسطے کہ موت میں شک نہیں کیا جاتا۔ (فتح)

سُوْرَةُ النَّحْلِ — سورہ نحل کی تفسیر کا بیان

﴿رُوْحُ الْقُدُسِ﴾ جِبْرِيْلُ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ﴾.

یعنی مراد روح القدس سے جبرئیل علیہ السلام ہے اترا ساتھ قرآن کے روح الامین یعنی جبرئیل علیہ السلام۔

فائدہ: بہر حال قول اس کا روح القدس جبرئیل سو روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور لیکن قول اس کا ﴿نزل به الروح الامین﴾ تو ذکر کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے واسطے شہادت لینے کے اس تاویل کے صحیح ہونے پر اس واسطے کہ روح الامین سے مراد اس آیت میں بالاتفاق جبرئیل علیہ السلام ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے اس چیز کی جو ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ روح القدس اس چیز کا نام ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

﴿فِيْ ضَيْقٍ﴾ يُقَالُ اَمْرٌ ضَيْقٌ وَّضَيِّقٌ مِّثْلُ هَيْنٍ وَّهَيِّنٍ وَّلَيْنٍ وَّلَيِّنٍ وَّمَيْتٍ وَّمَيِّتٍ.

یعنی لفظ ضیق کہ آیت ﴿ولا تك فی ضیق مما یمکرون﴾ میں واقع ہے اس کو دو طرح سے پڑھنا جائز ہے ساتھ تشدید ی اور زیر اس کی کے اور دوسری ساتھ جزم ی کے مثل ان تین لفظ کی کہ ان میں دونوں لغت روا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فِيْ تَقَلُّبِهِمْ﴾ اِخْتِلَافِهِمْ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿فی تقلبهم﴾ کے معنی ہیں بیچ اختلاف ان کے کی۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿او یأخذهم فی تقلبهم﴾ یعنی یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے اور آتے جاتے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مراد تقلبهم سے سفر ان کے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيْدُ تَكَفَّأُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم﴾ کے کہ تمید کے معنی ہیں الٹ پلٹ کرے یعنی ڈالے زمین میں بوجھ

واسطے بچاؤ کے اس سے کہ تم کو الٹ پلٹ کر دے۔

فائدہ: اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو جنبش کرنے لگی تو اللہ نے ان میں پہاڑوں کے بوجھ ڈالے۔

﴿مُفْرَطُوْنَ﴾ مَنْسِيُّوْنَ. یعنی مفرطون کے معنی ہیں بھلائے گئے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لا جرم ان لهم النار وانهم مفرطون﴾ یعنی اس میں شبہ نہیں کہ ان کے لیے آگ ہے اور وہ بھلائے جائیں گے، اور روایت کی ہے طبری نے سعید بن جبیر سے کہ مفرطون کے معنی ہیں چھوڑے گئے آگ میں بھلائے گئے بیچ اس کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ آگے بھیجے گئے ہیں دوزخ میں اور اسی سے ماخوذ ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میں ہوں ہراول اور پیشوا تمہارا حوض پر اور یہ جمہور کی قرأت کی بنا پر ہے ساتھ تخفیف را کے اور زبر اس کی کے اور پڑھا ہے اس کو نافع نے ساتھ زیر اس کی کے اور وہ افراط سے ہے اور پڑھا ہے اس کو جعفر بن قعقاع نے ساتھ زبر ف کے اور تشدید را مکسورہ کے یعنی قصور کرنے والے بیچ ادا کرنے واجب کے مبالغہ کرنے والے ہیں بیچ برائی کے۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ هٰذَا مُقَدَّمٌ وَّمُؤَخَّرٌ وَّذٰلِكَ أَنَّ الْإِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْإِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ.

یعنی اور کہا مجاہد کے غیر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰه﴾ کہ اس کلام میں تقدیم اور تاخیر ہے باعتبار ظاہر کے اور اصل یوں ہے کہ جب تو اللہ سے پناہ مانگے تو قرآن کو پڑھ اور یہ اس واسطے کہ پناہ مانگنا قرأت سے پہلے ہے پہلے اللہ سے پناہ مانگے پھر قرآن پڑھے اور استعاذہ کے معنی ہیں اللہ کو مضبوط پکڑنا۔

فائدہ: بعض نے اس کی یوں تقریر کی ہے کہ حرف اذا کا صلہ ہے درمیان دونوں کلام کے اور تقدیر یہ ہے کہ جب تو قرأت میں شروع ہو تو پناہ مانگ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے اصل پر ہے لیکن اس میں اضمار ہے یعنی جب تو قرآن کو پڑھنے کا ارادہ کرے اس واسطے کہ فعل پایا جاتا ہے نزدیک قصد کے بغیر فاصل کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر آیت کے ابن سیرین نے اور منقول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ مذہب حمزہ زیات کا ہے کہ وہ قرأت کے بعد پناہ مانگتے تھے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے داؤد ظاہری۔ (فتح)

﴿شَاكِلَتِهٖ﴾ نَاحِيَتِهٖ. یعنی شاکلتہ کے معنی ہیں اپنے طریقے پر۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ بنی اسرائیل میں ہے اس کی شرح وہاں آئے گی۔

﴿قَصْدُ السَّبِيْلِ﴾ الْبَيَانُ. یعنی قصد السبیل کے معنی بیان ہیں۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وعلی اللہ قصد السبیل﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے معنی ہیں بیان کرنا ہدایت اور گمراہی کا۔ (فتح)

اَلدِّفْئُ مَا اسْتَدْفَأْتَ. یعنی دفئ وہ چیز ہے کہ جس کے ساتھ تو گرمی حاصل کرے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد فئی سے کپڑے ہیں مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولکم فیھا دفء ومنافع للناس﴾ یعنی واسطے تمہارے اس میں بچاؤ ہے سردی سے اور سوائے اس کے اور منافع واسطے لوگوں کے۔ (فتح)

﴿تُرِیْحُوْنَ﴾ بِالْعَشِیِّ وَ ﴿تَسْرَحُوْنَ﴾ بِالْغَدَاةِ. یعنی آیت ﴿ولکم فیھا جمال حین تریحون وحین تسرحون﴾ کے معنی یہ ہیں کہ تم کو ان میں آبرو ہے جب شام کو پھیر لاتے ہو اور جب صبح کو چرانے کے واسطے جنگل کی طرف لے جاتے ہو۔

﴿بِشِقِّ﴾ یَعْنِی الْمَشَقَّةَ. یعنی آیت ﴿لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس﴾ میں شق کے معنی مشقت ہیں یعنی اٹھاتے ہیں تمہارے بوجھ ان شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان کی مشقت سے۔

﴿عَلٰی تَخَوُّفٍ﴾ تَنَقُّصٍ. یعنی آیت ﴿او یأخذھم علی تخوف﴾ میں تخوف کے معنی ہیں نقصان یعنی پکڑ لے ان کو اوپر نقصان مالوں اور جانوں کے یہاں تک کہ ہلاک ہوں۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں علی تنقص من اعمالھم یعنی اوپر کم ہونے ان کے عملوں کے۔

﴿اَلْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً﴾ وَھِیَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ وَكَذٰلِكَ النَّعَمُ الْاَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ. یعنی آیت ﴿وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونه﴾ یعنی لفظ انعام کا مؤنث بھی آتا ہے اور مذکر بھی اور اسی طرح لفظ نعم کا بھی دونوں طرح سے آتا ہے مذکر بھی اور مؤنث بھی اور الانعام جمع کا لفظ ہے اس کا واحد نعم ہے فی بطونہ میں ضمیر واحد مذکر کا انعام کی طرف پھرتا ہے پس معنی یہ ہیں کہ تم کو چوپایوں میں بوجھ کی جگہ

ہے پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں سے گوبر اور لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا۔

﴿سَرَابِيْلَ﴾ قُمُصٌ ﴿تَقِيْكُمُ الْحَرَّ﴾ وَأَمَّا ﴿سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ﴾ فَإِنَّهَا الدُّرُوْعُ.

یعنی مراد سرابیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سرابیل تقیکم الحر﴾ کرتے ہیں اور مراد سرابیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سرابیل تقیکم باسکم﴾ زرہ ہیں اور معنی ساری آیت کے یہ ہیں کہ بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی کے اور زرہیں جو بچاؤ ہیں لڑائی کے۔

﴿دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ.

یعنی آیت ﴿دخلا بینکم﴾ میں دخلا کے معنی ہیں جو چیز کہ صحیح نہیں پس وہ دخل ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿تتخذون ایمانکم دخلا بینکم﴾ یعنی ٹھہراتے ہو تم اپنی قسمیں مکر درمیان اپنے یعنی دنیا کے مال کھانے کے واسطے جھوٹی قسمیں نہ کھاؤ اور بعض کہتے ہیں کہ دخل کے معنی خیانت ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿حَفَدَةً﴾ مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدة﴾ کے مراد حفدۃ سے مرد کی اولاد ہے یعنی بیٹا اور پوتا۔

فائدہ: اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مرد کی بیوی کی اولاد ہے اور نیز اس سے تیسرا قول مروی ہے یعنی مراد اس سے سسرال ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ حفدہ کے معنی ہیں خادم اور حسن سے روایت ہے کہ حفدہ بیٹے اور پوتے ہیں اور جو تیری مدد کرے گھر والوں یا خادم سے تو تیرا حفدہ ہے اور یہ قول سب اقوال کو جامع ہے۔ (فتح)

اَلسَّكَرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ.

یعنی آیت ﴿ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکرا ورزقا حسنا﴾ میں سکر سے مراد وہ چیز ہے جو حرام ہو اس کے پھلوں سے اور رزق حسن سے مراد وہ چیز ہے جو اللہ نے حلال کی ہے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رزق حسن حلال ہے اور سکر حرام ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ حکم شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور یہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ سورہ نحل مکی ہے اور شعبی سے روایت ہے کہ سکر سے مراد شراب نہیں بلکہ سکر تو منقی کا نچوڑ ہے اور مراد رزق حسن سے کھجور اور انگور ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ ﴿أَنْكَاثًا﴾ هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے صدقہ سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا﴾ یعنی نہ ہو مانند اس عورت کی کہ توڑا اس نے اپنا سوت کاتا محنت کیے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے کہا کہ وہ ایک عورت تھی مکے میں اس کا نام خرقا تھا اس کا دستور تھا کہ اپنا سوت کات کر توڑ ڈالتی تھی۔

فائدہ: اور مقاتل کی تفسیر میں ہے کہ اس کا نام ریطہ ہے بیٹی عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ کی ہے اور اسد بن عبدالعزیٰ کی ماں ہے اور غرر التبیان میں ہے کہ اس کا دستور تھا کہ وہ اور اس کی لونڈیاں فجر سے دوپہر تک سوت کاتا کرتیں پھر ان کو حکم کرتی کہ اس کو توڑ ڈالیں یہی تھا دستور اس کا نہ کاتنے سے باز رہتی تھی اور نہ کاتا ہوا باقی چھوڑتی تھی اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ وہ مثال ہے بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس شخص کے جو اپنا عہد توڑ ڈالے۔ (فتح) اور کہتے ہیں کہ وہ عورت دیوانہ اور وہمی تھی۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيْعُ.

یعنی اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿ان ابراهيم كان امة قانتا لله﴾ کے کہ امتہ کے معنی ہیں نیکی سکھلانے والا اور قانت کے معنی ہیں فرمانبردار یعنی اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنے والا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کوئی تم میں سے پہنچتا ہے خوار تر عمر کو تاکہ سمجھنے کے بعد کچھ نہ سمجھے۔

٤٣٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُوْسٰى أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

۴۳۳۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ آپ دعا کیا کرتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور بدن کی کاہلی سے اور بری اور نکمی عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور دجال کے فتنے وفساد سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں آئے گی۔ (فتح) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مراد اسفل عمر ہے اور عکرمہ

سے منقول ہے کہ جو کوئی قرآن پڑھتا ہے وہ ارذل العمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا یعنی جو کوئی شعور اور ادراک رکھتا ہے وہ ارذل عمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا اور یہ سن بہکنے کا ہے قتادہ نے کہا کہ وہ نوے سال کی عمر ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پچھتر سال کی عمر ہے، پوشیدہ نہ رہے کہ یہ تعیین بہ نسبت بعض کے ہوگی نہ کل کے اور یہ جو کہا کہ زندگی اور موت کے فتنے سے یعنی زمانے زندگی اور موت کے فتنے سے اور وہ ابتدا جان نکالنے کے سے ہے اور لگا تار اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے ان چیزوں مذکورہ سے واسطے ہٹانے کے اپنی امت سے اور تشریع کے واسطے ان کے تا کہ بیان کریں واسطے ان کے صفت ضروری دعاؤں کی جزائے اخیر دے ان کو اللہ ہماری طرف سے ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس کے لائق ہیں۔ (ق و ت)

سُوْرَةُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر کا بیان

٤٣٣٩ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ.

۴۳۳۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم کے حق میں کہا کہ یہ تینوں اول قدیمی سورتوں سے ہیں یا جدّت میں نہایت کو پہنچی ہیں اور وہ قدیمی محفوظ چیزوں سے ہیں۔

فائدہ: اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ وہ سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئی ہے قرآن سے اور یہ کہ واسطے ان کے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے قصوں سے اور پیغمبروں اور اگلی امتوں کی خبروں سے اور یہ حدیث فضائل قرآن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

﴿فَسَيُنْغِضُوْنَ إِلَيْكَ رُؤُوْسَهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَهُزُّوْنَ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿فسينغضون اليك رؤوسهم﴾ کی تفسیر میں کہ اپنے سر ہلاتے ہیں ٹھٹھے سے۔

فائدہ: اور کہا ابن قتیبہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اپنے سر ہلاتے ہیں بطور استبعاد کے یعنی دوسری بار زندہ ہونے کو بعید جانتے ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ نَغَضَتْ سِنُّكَ أَيْ تَحَرَّكَتْ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ کہا جاتا ہے نغضت سنك جبکہ تیرا دانت ہلے۔

﴿وَقَضَيْنَا إِلٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ﴾ أَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُوْنَ وَالْقَضَآءُ

یعنی آیت ﴿وقضينا الى بنى اسرائيل﴾ کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو خبر دی کہ وہ فساد کریں گے۔

عَلٰی وُجُوْہٍ ﴿وَقَضٰی رَبُّكَ﴾ أَمَرَ رَبُّكَ وَمِنْهُ الْحُكْمُ ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ﴾ وَمِنْهُ الْخَلْقُ ﴿فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ﴾ خَلَقَهُنَّ.

فائدہ: یعنی آیت ﴿وقضینا الی بنی اسرائیل﴾ میں قضینا کے معنی ہیں اخبرنا یعنی ہم نے ان کو خبر دی اور لفظ قضا کے کئی معنی ہیں سو آیت ﴿وقضی ربك الا تعبدوا الا اياه﴾ میں قضا ساتھ معنی فرمانے کے ہے یعنی تیرے اللہ نے حکم دیا اور آیت ﴿ان ربك يقضی بينهم﴾ میں قضی ساتھ معنی فیصلہ کے ہے یعنی بیشک رب تیرا فیصلہ کرے گا درمیان ان کے اور آیت ﴿فقضاهن سبع سموات﴾ میں قضی ساتھ معنی پیدا کرنے کے ہے۔

فائدہ: یہ کلام ابوعبیدہ کا ہے اور اس نے قضی کے بعض معنی بیان کیے ہیں اور اس کے اکثر معنی سے اس نے غفلت کی ہے اور بیان کیا ہے ان سب کو اسمٰعیل بن احمد نیسابوری نے کتاب الوجوہ میں سو کہا اس نے کہ لفظ قضی کا قرآن مجید میں پندرہ وجہ سے آیا ہے یعنی پندرہ معنی میں استعمال ہوا ہے ایک فارغ ہونا ہے ﴿فاذا قضيتم مناسككم﴾ یعنی جب تم اپنے حج کی عبادتوں سے فارغ ہو اور دوسرے معنی اس کے امر ہیں ﴿اذا قضی امرا﴾ یعنی جب کسی کام کا حکم کرتا ہے اور تیسرے معنی اس کے مدت کے ہیں ﴿فمنهم من قضی نحبه﴾ یعنی سو بعض نے ان میں سے اپنی مدت پوری کی اور چوتھے معنی اس کے فصل کے ہیں ﴿يقضی الامر بينی وبينكم﴾ یعنی البتہ میرے اور تمہارے درمیان کام فیصل کیا جائے، اور پانچویں معنی اس کے مضی کے ہیں یعنی جاری کرنا ﴿ليقضی الله امرا كان مفعولا﴾ اور چھٹے معنی اس کے ہلاک کرنے کے ہیں ﴿لقضی اليهم اجلهم﴾ اور ساتویں معنی اس کے وجوب کے ہیں ﴿لما قضی الامر﴾ اور آٹھویں معنی اس کے ابرام ہیں یعنی انجام دینا ﴿الا حاجة فی نفس يعقوب قضاها﴾ اور نویں معنی اس کے خبردار کرنے کے ہیں ﴿قضينا الی بنی اسرائيل﴾ اور دسویں معنی اس کے وصیت کے ہیں ﴿وقضٰی ربك الا تعبدوا الا اياه﴾ اور گیارہویں معنی اس کے موت کے ہیں ﴿فوكزه موسٰی فقضی عليه﴾ اور بارہویں معنی اس کے اترنے کے ہیں ﴿فلما قضی عليه الموت﴾ اور تیرھویں معنی اس کے خلق کے ہیں یعنی پیدا کرنا ﴿فقضاهن سبع سماوات﴾ اور چودھویں معنی اس کے فعل کے ہیں ﴿كلا لما يقض ما امره﴾ یعنی حقا لم یفعل اور پندرہویں معنی اس کے عہد کے ہیں ﴿اذا قضينا الی موسی الامر﴾ اور ذکر کیا ہے اس کے غیر نے کہ قدر مکتوب لوح محفوظ میں اور آتا ہے ساتھ معنی وجوب کے ﴿اذ قضی الامر﴾ ای وجب لهم العذاب اور انتہا کے معنی کے ساتھ بھی آتا ہے ﴿فلما قضی زيد منها وطرا﴾ اور ساتھ معنی اتمام کے ہے ﴿ثم قضی اجلا﴾ اور ساتھ معنی کتب کے ہے ﴿اذا قضی امرا﴾ اور کہا زہری نے کہ مرجع قضی کا طرف قطع ہونے چیز کے

اور تمام ہونے اس کے ہے اور ممکن ہے پھیرنا سب معنوں کا طرف اس کی اور قضٰی خود متعدی ہے اور ﴿وقضينا الى بني اسرائيل﴾ میں جو حرف الی کے ساتھ متعدی ہوا ہے تو اس واسطے کہ وہ شامل ہے ﴿اوحينا﴾ کے معنی کو۔ (فتح)

﴿نَفِيْرًا﴾ مَنْ يَّنْفِرُ مَعَهٗ. یعنی نفیرا کے معنی ہیں جو اس کے ساتھ دشمن کی لڑائی میں جائے یعنی لشکر۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا كم اكثر نفيرا﴾ یعنی کیا ہم نے تم کو زیادہ باعتبار لشکر کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ باعتبار عدد اور گنتی کے۔ (فتح)

﴿وَلِيُتَبِّرُوْا﴾ يُدَمِّرُوْا ﴿مَا عَلَوْا﴾. اور تتبیرا کے معنی ہیں تدمیر یعنی ہلاک کریں جس جگہ غالب ہوں پورا ہلاک کرنا اللہ نے فرمایا ﴿وليتبروا ما علوا تتبيرا﴾۔

﴿حَصِيْرًا﴾ مَحْبِسًا مَحْصَرًا. یعنی اور حصیرا کے معنی ہیں قید خانہ۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا جهنم للكافرين حصيرا﴾ یعنی ٹھہرایا ہے ہم نے دوزخ کو قید خانہ واسطے کافروں کے۔

﴿حَقَّ﴾ وَجَبَ. یعنی فحق کے معنی ہیں واجب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فحق عليها القول فدمرناها تدميرا﴾ یعنی پس واجب ہوا اس گاؤں والوں پر وعدہ عذاب کا تب اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر۔

﴿مَيْسُوْرًا﴾ لَيِّنًا. یعنی میسورا کے معنی ہیں نرم۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وقل لهم قولا ميسورا﴾ یعنی کہہ ان سے نرم بات۔

﴿خِطْئًا﴾ إِثْمًا. یعنی خطا کے معنی ہیں گناہ اللہ نے فرمایا ﴿ان قتلهم كان خطا كبيرا﴾ یعنی ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے۔

وَهُوَ اِسْمٌ مِّنْ خَطِئْتَ وَالْخَطَأُ مَفْتُوْحٌ مَّصْدَرُهٗ مِنَ الْاِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنٰى أَخْطَأْتُ. یعنی اور اخطأ اسم ہے باب خطئت سے اور خطا ساتھ زبر خ کے مصدر ہے ساتھ معنی گناہ کے اور خطئت ساتھ معنی اخطأت کے ہے یعنی مجرد اور مزید دونوں ایک معنی کے ساتھ ہیں۔

فائدہ: اختیار کیا ہے طبری نے اس قرأت کو جو زیر خ اور جزم ط کے ساتھ ہے پھر روایت کی ہے اس نے مجاہد سے

بیچ قول اللہ کے خطا کہا خطیئہ یعنی خطا کے معنی گناہ ہیں کہا اس نے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ لوگ اپنی اولاد کو جان بوجھ کر قتل کرتے تھے نہ خطا سے یعنی نہ چوک سے سو اللہ نے ان کو اس بات سے منع کیا اور لیکن قرأت ساتھ فتح کے سو وہ قرأت ابن ذکوان کی ہے اور البتہ جواب دیا ہے علماء نے اس استبعاد سے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے ساتھ اس طور کے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ان کا قتل کرنا صواب نہ تھا کہا جاتا ہے اخطی یخطی جب کہ صواب کو نہ پہنچے اور بہرحال قول ابوعبیدہ کا جس میں بخاری نے اس کی پیروی کی ہے جس جگہ کہا کہ خطئت ساتھ معنی اخطات کے ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ معروف نزدیک اہل لغت کے یہ ہے کہ خطا کے معنی ہیں گناہ کیا اور اخطا جب کہ نہ جان بوجھ کر کرے اور جب کہ نہ صواب کو پہنچے یعنی خطاء کے معنی ہیں جان بوجھ کر کرنا اور اخطاء کے معنی ہیں نہ جان بوجھ کرنا۔ (فتح)

﴿تَخْرِقَ﴾ تَقْطَعَ.

یعنی لن تخرق کے معنی ہیں کہ تو زمین کو نہ کاٹے گا اللہ نے فرمایا ﴿**انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا**﴾ یعنی نہ کاٹے گا تو زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں کو لمبا ہو کر یعنی نہیں کاٹا تو نے زمین کو تا کہ اس کے آخر کو پہنچے کہا جاتا ہے فلاں اخرق من فلاں یعنی فلاں نے فلاں سے زیادہ سفر کیا ہے۔

﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ مَصْدَرٌ مِّنْ نَّاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ.

یعنی نجویٰ مصدر ہے ناجیت فعل سے پس وصف کیا قوم کو ساتھ اس کے (یعنی نجویٰ کے) مانند قول ان کے کی ہم عذاب) اور معنی یہ ہیں کہ آپس میں سرگوشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿**اذ يستمعون اليك واذهم نجوىٰ**﴾ یعنی جب کان لگاتے ہیں طرف تیری اور جب وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں۔

﴿رُفَاتًا﴾ حُطَامًا.

یعنی رفاتا کے معنی ہیں حطام یعنی شکستہ اور اللہ نے فرمایا ﴿**وقالوا اذا كنا عظاما ورفاتا**﴾ یعنی کہا انہوں نے جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور مٹی۔

فائدہ: کہا ابوعبیدہ نے رفاتا کے معنی ہیں حطاما یعنی ہڈیاں چور اور روایت کی ہے طبری نے مجاہد سے کہ رفاتا کے معنی ہیں مٹی۔ (فتح)

﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾ اِسْتَخِفَّ ﴿بِخَيْلِكَ﴾ الْفُرْسَانِ وَالرَّجْلِ وَالرِّجَالُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِّثْلُ صَاحِبٍ وَّصَحْبٍ وَّتَاجِرٍ وَّتَجْرٍ.

یعنی استفزز کے معنی ہیں ہلکا کر اور بخیلک کے معنی ہیں اپنے سواروں سے اور رجل اور رجالہ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد راجل ہے مانند صاحب کی کہ اس کی جمع صحب ہے اور تاجر کی کہ اس کی جمع تجر ہے اللہ نے فرمایا ﴿واستفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم بخيلك ورجلك﴾ یعنی ہلکا کر اور عقل مار دے ان میں سے جس کی عقل مار سکے اپنی آواز سے اور پکار لا ان کے ہلاک کرنے پر اپنے سوار اور پیادے۔

فائدہ: اس کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

﴿حَاصِبًا﴾ الرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ أَيْضًا مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْهُ ﴿حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ يُرْمٰى بِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ وَهُوَ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِّنَ الْحَصْبَآءِ وَالْحِجَارَةِ.

یعنی حاصبا کے معنی ہیں سخت آندھی اور حاصب وہ چیز ہے کہ پھینکے اس کو آندھی اور اسی سے ماخوذ ہے حصب جهنم کہ ڈالا جائے گا اس کو دوزخ میں اور وہ چیز کہ دوزخ میں ڈالی جائے وہ حصب اس کا ہے یعنی جو لوگ اس میں ڈالے جائیں گے وہ حصب اس کا ہے اور کہا جاتا ہے حصب فی الارض یعنی زمین میں گیا اور حصب مشتق ہے حصبا سے جس کے معنی پتھر ہیں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿اويرسل عليكم حاصبا﴾ یعنی یا بھیجے تم پر آندھی اور اللہ نے فرمایا ﴿انكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾ یعنی تم اور تمہارے معبود دوزخ کے پتھر ہیں اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مراد حاصبا سے پتھر ہیں آسمان کے اور سدی کے طریق سے راميا يرميهم بحجارة (فتح) اور مراد اشتقاق سے اصطلاحی اشتقاق نہیں جیسا کہ اشتقاق فعل کا ہے مصدر سے بلکہ مراد محض مناسبت ہے۔

﴿تَارَةً﴾ مَرَّةً وَّجَمَاعَتُهٗ تِيَرَةٌ وَّتَارَاتٌ.

یعنی تارة کے معنی ہیں ایک بار اور یہ واحد ہے اس کی جمع تیر اور تارات ہے اللہ نے فرمایا ﴿ام آمنتم ان يعيدكم فيه تارة اخرى﴾ یعنی یا نڈر ہوئے تم یہ کہ پھیر لے جائے تم کو دریا میں دوسری بار پھر ڈبوئے تم کو بدلہ تمہاری ناشکری کا۔

﴿لَأَحْتَنِكَنَّ﴾ لَأَسْتَأْصِلَنَّهُمْ يُقَالُ احْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اسْتَقْصَاهُ.

یعنی لاحتنکن کے معنی ہیں کہ ان کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا کہا جاتا ہے احتنك فلان یعنی ہلاک کیا فلاں نے جو نزدیک فلاں کے ہے علم سے یعنی اس کے نہایت کو پہنچا اللہ نے فرمایا ﴿لاحتنکن ذریته الا قلیلا﴾ یعنی البتہ میں اس کی اولاد کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا مگر تھوڑوں کی۔

﴿طَآئِرَهٗ﴾ حَظَّهٗ.

یعنی طائرہ کے معنی ہیں نصیب اور حصہ اس کا اللہ نے فرمایا ﴿و کل انسان الزمناه طائره فی عنقه﴾ یعنی جو آدمی ہے جوڑ دیا ہم نے نصیب اس کا اس کی گردن میں یا مراد بری قسمت اس کی ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو لفظ سلطان کا کہ قرآن میں واقع ہے تو مراد اس سے حجت ہے۔

فائدہ: اس سورت میں لفظ قرآن کا دو جگہ واقع ہوا ہے ایک اس آیت میں ہے ﴿واجعل لنا من لدنك سلطانا نصیرا﴾ یعنی ٹھہرا واسطے میرے اپنے پاس سے حجت اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لفظ تسبیح کا قرآن میں واقع ہوا ہے پس وہ نماز ہے۔

﴿وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ﴾ لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا.

اللہ نے فرمایا ﴿ولم یکن له ولی من الذل﴾ یعنی نہیں پکڑا اس نے کسی کو دوست اور مددگار یعنی مدد لینے میں کسی کا محتاج نہیں کہ ذلت کے وقت اس سے مدد لے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات ادب والی مسجد یعنی خانے کعبے کی مسجد سے دور والی مسجد یعنی بیت المقدس تک جو شام میں ہے۔

فائدہ: اس آیت میں اشارہ ہے طرف معراج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اس آیت سے مسجد اقصیٰ تک معلوم ہوا ہے اور بیت المقدس سے آسمان پر جانا مشہور حدیثوں سے ثابت ہوا ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ جو مکے سے بیت المقدس تک جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس واسطے کہ قرآن میں اس کا صاف بیان ہے اور جو بیت المقدس سے آسمان پر چڑھنے کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔

٤٣٤٠ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلِيَآءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرِيْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

۴۳۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا بیت المقدس میں آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی طرف نظر کی سو آپ نے دودھ کا پیالہ لیا کہا جبرائیل علیہ السلام نے کہ سب تعریف ہے واسطے اللہ کے جس نے آپ کو فطری دین کی طرف راہ دکھلائی اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

فائدہ: اس کی شرح سیرۃ النبویہ میں گزر چکی ہے۔

٤٣٤١ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ لَمَّا كَذَّبَتْنِيْ قُرَيْشٌ حِيْنَ أُسْرِيَ بِيْ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ نَحْوَهٗ ﴿قَاصِفًا﴾ رِيْحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ.

۴۳۴۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب مجھ کو معراج کے مقدمے میں قریش نے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا سو اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کیا تو میں نے ان کو اس کے پتے اور نشانیوں سے خبر دینا شروع کیا اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب قریش نے مجھ کو جھٹلایا جب کہ مجھ کو بیت المقدس تک معراج ہوئی مانند اس کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے اور جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھی تھیں وہ مطعم بن عدی تھا اور نسائی نے یہ قصہ دراز روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب مجھ کو مکے میں معراج کی رات کی صبح ہوئی تو مجھ کو اپنے امر کا یقین ہوا اور میں نے پہچانا کہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے سو میں غمناک ہو کر علیحدہ ہو بیٹھا سو اللہ کا دشمن ابو جہل مجھ پر گزرا اور آیا یہاں تک کہ میرے پاس بیٹھ گیا سو اس نے مجھ سے کہا جیسے ٹھٹھا کرتا ہے

کہ کیا کچھ چیز نئی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں! کہا وہ کیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھ کو معراج ہوئی، کہا کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک کہا پھر تو نے ہمارے درمیان صبح کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! ابوجہل نے آپ کو جھٹلانا مناسب نہ جانا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں قوم کو بلاؤں تو اس وقت تکذیب کی شرمندگی سے انکار ہی کر بیٹھیں، کہا کہ اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو ان سے یہ حال بیان کرے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! کہا ابوجہل نے اے گروہ بنی کعب بن لوی کے جلدی آؤ سو مجلسیں اٹھ کر ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ ان کے پاس بیٹھ گئیں۔ ابوجہل نے کہا اپنی قوم سے بیان کر جو تو نے مجھ سے بیان کیا، سو حضرت ﷺ نے ان سے وہ حال بیان کیا سو بعض تالیاں بجانے لگے اور بعض نے تعجب سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور لوگوں میں بعض وہ لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا سو انہوں نے کہا کہ کیا تو مسجد کے پتے ہم سے بیان کر سکتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں ان کے واسطے اس کے پتے بیان کرنے لگا یہاں تک کہ بعض پتے مجھ پر مل گئے سو مسجد میرے سامنے لائی گئی سو میں نے اس کی نشانیاں بیان کیں اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا سو لوگوں نے کہا کہ اس نے مسجد کے پتے تو ٹھیک بتلائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قریش کے کچھ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اپنے ساتھی سے کچھ خبر سنی وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بیت المقدس تک گیا پھر مکے کی طرف پھرا ایک رات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس نے یہ بات کہی؟ لوگوں نے کہا ہاں کہا! بیشک وہ سچا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ﴾ كَرَّمْنَا وَاَكْرَمْنَا وَاحِدٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ ہم نے عزت دی ہے آدم علیہ السلام کی اولاد کو اور کرمنا اور اکرمنا کے معنی ایک ہیں یعنی اصل میں نہیں تو تشدید واسطے مبالغہ کے ہے یعنی کرمنا میں زیادہ مبالغہ ہے کرامت میں۔

﴿ضِعْفَ الْحَيَاةِ﴾ عَذَابَ الْحَيَاةِ ﴿وَضِعْفَ الْمَمَاتِ﴾ عَذَابَ الْمَمَاتِ.

یعنی ضعف الحیاۃ کے معنی ہیں دوگنا عذاب زندگی کا اور دوگنا عذاب موت کا ﴿اذا لاذقناك ضعف الحيوة وضعف الممات ثم لا تجد لك علينا نصيرا﴾ یعنی اس وقت چکھاتے ہم تجھ کو دوگنا عذاب زندگی میں اور دوگنا عذاب مرنے میں پھر نہ پائے تو اپنے واسطے ہم پر مدد کرنے والا۔

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ مراد عذاب دنیا اور آخرت کا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ عذاب آگ کا وصف کیا جاتا ہے ساتھ دوگنا ہونے کے واسطے دلیل قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿عذابا ضعفا من النار﴾ یعنی عذاب دوگنا پس دراصل یوں تھا لاذقناك عذابا ضعفا فی الحیوۃ پھر حذف کیا گیا موصوف اور قائم کی گئی صفت مقام اس کے پھر مضاف کی گئی صفت مانند اضافت موصوف کے۔(فتح)

﴿خِلَافَكَ﴾ وَخَلْفَكَ سَوَآءٌ. خلافك اور خلفك دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی پیچھے تیرے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿واذا لایلبثون خلافك الا قلیلا﴾ یعنی اس وقت نہ ٹھہریں گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا یعنی نہ باقی رہیں گے پیچھے نکلنے تیرے کے مکے سے مگر زمانہ تھوڑا اور اسی طرح ہوا کہ ہجرت سے ایک سال پیچھے جنگ بدر میں ہلاک ہوئے اور جمہور کی قرأت خلفک کی ہے اور ابن عامر کی قرأت خلافک ہے۔

﴿وَنَأٰى﴾ تَبَاعَدَ. یعنی نأی کے معنی ہیں دور ہوا اللہ نے فرمایا ﴿ونأبجانبه﴾ یعنی دور ہوا اپنے بازو سے۔

﴿شَاكِلَتِهٖ﴾ نَاحِيَتِهٖ وَهِيَ مِنْ شَكْلَتِهٖ. یعنی اور شاکلته کے معنی ہیں اپنے طریقے پر اور وہ مشتق ہے شکلته سے یعنی جب کہ تو اس کو قید کرے۔

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اس کے معنی ہیں اپنی طبیعت اور پیدائش پر اور قتادہ سے روایت ہے کہ اپنی نیت پر۔(فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مذہب اس کا ہے جو مشابہ ہے اس کے حال کو گمراہی اور ہدایت میں اور دلیل اس پر قول اللہ کا ہے۔ ﴿فربکم اعلم بمن هو اهدی سبیلا﴾ (ق) اللہ نے فرمایا ﴿قل کل یعمل علی شاکلته﴾ یعنی تو کہہ ہر کوئی عمل کرتا ہے اپنے طریقے پر۔

﴿صَرَّفْنَا﴾ وَجَّهْنَا. یعنی صرفنا کے معنی ہیں ہم نے پیش کیا اور بیان کیا اللہ نے فرمایا ﴿ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل﴾ البتہ پھیر پھیر کر ہم نے بیان کی واسطے لوگوں کے اس قرآن میں ہر مثال۔

﴿قَبِيْلًا﴾ مُعَايَنَةً وَّمُقَابَلَةً وَّقِيْلَ الْقَابِلَةُ لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا. یعنی قبیلا کے معنی ہیں سامنے اور روبرو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او تاتی باللّٰه والملآئکة قبیلا﴾ یعنی لائے تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو اور بعض کہتے ہیں کہ قابلہ بھی اسی سے ماخوذ ہے یعنی جو عورت کہ حاملہ عورت کا بچہ جنواتی ہے اور اس کو قابلہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ جننے والی عورت کے سامنے ہوتی ہے اور وہ اس کے بچے کے

سامنے ہوتی ہے۔

﴿خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ﴾ أَنْفَقَ الرَّجُلُ أَمْلَقَ وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ.

یعنی انفاق سے مراد املاق ہے کہا جاتا ہے انفق الرجل یعنی فقیر ہوا مرد اور خرچ ہوا سب مال اس کا اور نفق الشیء کے معنی ہیں خرچ ہو گئی چیز اللہ نے فرمایا ﴿اذا لامسکتم خشية الانفاق﴾ یعنی اگر اللہ کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ ہوتے تو بیشک تم بخیلی کرتے واسطے ڈر فقر کے یعنی اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور اللہ نے فرمایا ﴿ولا تقتلوا اولادکم خشية املاق﴾ یعنی نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو واسطے خوف فقر کے اور سدی سے روایت ہے کہ واسطے اس ڈر کے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور تم فقیر ہو جاؤ۔

﴿قَتُورًا﴾ مُقَتِّرًا.

اور قتورا کے معنی ہیں مقترا یعنی بخل کرنے والا یعنی فعول اس جگہ ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿وکان الانسان قتورا﴾ یعنی ہے آدمی بخیلی کرنے والا۔

﴿لِلْأَذْقَانِ﴾ مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ.

یعنی اذقان جمع ہے اس کا واحد ذقن ہے اور ذقن کے معنی ہیں ہڈیاں جبڑے کی جہاں داڑھی ہوتی ہے اللہ نے فرمایا ﴿ویخرون للاذقان﴾ یعنی اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْفُورًا﴾ وَافِرًا.

یعنی اور مجاہد نے کہا موفورا کے معنی ہیں وافر یعنی اسم مفعول ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿ان جهنم جزاء كم جزاء موفورا﴾ سو دوزخ ہے تم سب کی سزا اوافر یعنی پوری۔

﴿تَبِيعًا﴾ ثَائِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيرًا.

یعنی تبیعا کے معنی ہیں بدلہ لینے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد مددگار ہے اللہ نے فرمایا ﴿ثم لا تجدوا لك علينا تبيعا﴾ پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے ہم پر

ساتھ اس کے کوئی بدلہ لینے والا۔

﴿خَبَتْ﴾ طَفِئَتْ.

یعنی خبت کے معنی ہیں بجھنے لگے اللہ نے فرمایا ﴿کلما خبت زدناهم سعیرا﴾ یعنی جب دوزخ کی آگ بجھنے لگے گی تو زیادہ کریں گے ہم ان پر بھڑکاؤ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا تُبَذِّرْ﴾ لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لا تبذر کے معنی ہیں نہ خرچ کر باطل میں اللہ نے فرمایا ﴿لا تبذر تبذیرا﴾ یعنی نہ خرچ کر خرچ کرنا باطل میں۔

﴿ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ﴾ رِزْقٍ.

یعنی ابتغاء رحمة کے معنی ہیں رزق اللہ نے فرمایا ﴿واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك﴾ یعنی اور اگر کبھی تو تغافل کرے ان کی طرف سے تلاش میں رزق کے اپنے رب کی طرف سے۔

﴿مَثْبُوْرًا﴾ مَلْعُوْنًا.

یعنی مثبورا کے معنی ہیں ملعون اللہ نے فرمایا ﴿وانی لاظنك یا فرعون مثبورا﴾ یعنی بے شک میں گمان کرتا ہوں تجھ کو اے فرعون پھٹکارا گیا اور مجاہد نے کہا کہ مراد ہلاک ہونے والا ہے۔

﴿لَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ.

یعنی لا تقف کے معنی ہیں مت کہہ اللہ نے فرمایا ﴿ولا تقف ما لیس لك به علم﴾ یعنی نہ کہہ جس کا تجھ کو علم نہیں۔

﴿فَجَاسُوْا﴾ تَيَمَّمُوْا.

یعنی فجاسوا کے معنی ہیں قصد کیا انہوں نے اللہ نے فرمایا ﴿فجاسوا خلال الدیار﴾ یعنی قصد کیا انہوں نے گھروں کے بیچ کا واسطے قتل کے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ معنی اس کے ہیں چلے بیچ گھروں کے اور بعض کہتے ہیں اترے اور بعض کہتے ہیں کہ قتل کیا۔

﴿يُزْجِيْ﴾ اَلْفُلْكَ يُجْرِي الْفُلْكَ.

یعنی یزجی الفلك کے معنی ہیں جاری کرتا ہے کشتیاں، اللہ نے فرمایا ﴿ربکم الذی یزجی لکم الفلك فی

البحر﴾ یعنی تمہارا رب وہ ہے جو جاری کرتا ہے تمہارے واسطے کشتیاں سمندر میں۔

﴿یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ﴾ لِلْوُجُوْهِ.

یعنی ﴿یخرون للاذقان﴾ کے معنی ہیں گرتے ہیں اپنے منہ پر۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا﴾ الْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب ہم نے چاہا کہ ہلاک کریں کوئی بستی تو حکم کیا ہم نے اس کے عیش کرنے والوں کو یعنی جو ہم چاہیں۔

۴۳۴۲ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَيِّ اِذَا كَثُرُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ اَمَرَ.

۴۳۴۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جاہلیت کے وقت کوئی قوم بہت ہو جاتی تھی تو ہم کہتے تھے امر بنو فلان یعنی فلاں کی اولاد بہت ہوئی۔

فائدہ: غرض عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ آیت میں امرنا کے معنی بہت کرنے کے ہیں یعنی ہم نے اس کے عیش کرنے والوں کو بہت کیا۔

بَابُ ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا﴾.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے یہ ہیں اولاد ان کی جن کو اٹھایا ہم نے ساتھ نوح علیہ السلام کے کشتی میں بیشک تھا وہ بندہ شکر کرنے والا۔

۴۳۴۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ الْاَوَّلِيْنَ

۴۳۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا ہاتھ اٹھا کر دیا گیا اور وہ آپ کو خوش لگتا تھا تو آپ نے اس کا گوشت دانتوں سے نوچا پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں اور کیا تم جانتے ہو کہ یہ سردار ہونا میرا کس سبب سے ہے اس کا بیان یوں ہے کہ اللہ قیامت کے دن اگلے پچھلے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا سنائے گا ان کو بلانے والا یعنی اپنی آواز اور چیر نکلے گی ان کو آنکھ (یعنی اس

وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِاٰدَمَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اِنَّكَ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا

دن ہر ہر آدمی کو سب خلقت نظر آئے گی کوئی چیز ان کی اس پر چھپی نہ رہے گی واسطے تیز ہونے نظر کے اور برابر اور صاف ہونے زمین کے سو نہ ہوگی اس میں کوئی چیز کہ پردہ کرے ساتھ اس کے کوئی دیکھنے والے سے اور کان ایسا تیز ہو جائے گا کہ اگر کوئی بولے گا تو سب لوگ اس کی آواز کو سنیں گے) اور قریب ہوگا آفتاب سو پہنچے گا لوگوں کو غم اور رنج سے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور برداشت سو لوگ کہیں گے کہ کیا تم نہیں دیکھتے جو تم کو مصیبت پہنچی کیا تم نہیں دیکھتے جو تمہاری سفارش کرے تمہارے رب کے پاس؟ سو بعض لوگوں بعض کو کہیں گے کہ لازم پکڑو اپنے اوپر آدم علیہ السلام کو سو آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ان سے یوں کہیں گے کہ تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تجھ کو سجدہ کیا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں ہم ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم کو مصیبت پہنچی؟ سو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا غضبناک ہونا کہ کبھی اس سے پہلے ایسا غضبناک نہ ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور البتہ اس نے مجھ کو ایک درخت کے کھانے سے منع کیا تھا سو میں نے اس کی نافرمانی کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے نوح! بیشک تم پہلے رسول ہو زمین والوں کی طرف اور البتہ اللہ نے تمہارا نام بندہ شکر گزار کہا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو

إِبْرَاهِيْمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّيْ قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ أَبُوْ حَيَّانَ فِي الْحَدِيْثِ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا إِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا إِلٰى مُوْسٰى فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُوْسٰى أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ عَلَى النَّاسِ اِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا إِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا إِلٰى عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا عِيْسٰى أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اِشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا إِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا إِلٰى مُحَمَّدٍ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ

نوح علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک شان یہ ہے کہ میری ایک دعا مقبول تھی کہ میں نے اس کے ساتھ اپنی قوم پر بد دعا کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ تم اللہ کے پیغمبر ہو اور سب زمین والوں سے اس کے دلی دوست ہو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں ہم ہیں تو ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہو گا البتہ میں نے تین بار جھوٹ بولا تھا سو ذکر کیا ان کو ابوحیان راوی نے حدیث میں میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے اے موسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تجھ کو اپنی رسالت اور کلام سے لوگوں پر فضیلت دی ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک میں نے ایک جان کو مار ڈالا جس کے مارنے کا مجھ کو حکم نہ تھا یعنی ناحق میری جان خود شفاعت کی مستحق ہے یہ کلمہ تین بار فرمائیں گے تاکید کے واسطے میرے غیر کے پاس جاؤ، عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ

أَنتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَآءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَأَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَآءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَقُوْلُ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِّنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَآءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى.

لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کے اے عیسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو اور اس کی کلام سے پیدا ہوئے ہو جو مریم کی طرف ڈالی گئی یعنی صرف لفظ کن سے پیدا کیا تھا کوئی اس کا باپ نہیں اور اس کی روح ہو اور کلام کیا تم نے ان لوگوں سے جھولے میں لڑکپن میں ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہو گا اور نہیں ذکر کیا راوی نے گناہ کو (اور نسائی کی روایت میں ہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا) میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، سو وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے محمد! تم رسول اللہ اور خاتم الانبیاء ہو اور اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا آپ نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا تو میں اپنے رب کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا پھر کھولے گا اللہ مجھ پر اپنی تعریفوں سے اور اپنی نیک ثناء سے وہ چیز جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی پھر حکم ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے مانگ تجھ کو دیا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں کہوں گا کہ الٰہی! میری امت کو بخش، الٰہی! میری امت کو بخش، الٰہی! میری امت کو بخش، سو حکم ہو گا کہ اے محمد! داخل کر بہشت میں اپنی امت سے جن پر کچھ حساب نہیں بہشت کے دائیں دروازے سے اور وہ لوگوں کے شریک ہیں اس کے سوا اور دروازوں میں پھر فرمایا قسم ہے اس

کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک بہشت کی چوکھٹوں سے دو چوکھٹ کے درمیان فاصلہ جیسے مکہ اور حمیر یا مکے اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی اور وارد کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کہیں گے اے نوح! تو پہلا رسول ہے اہل زمین کی طرف اور اللہ نے تیرا نام بندہ شکر گزار کہا اور یہ جو کہا کہ ذکر کیا ہے ان کو ابو حیان نے حدیث میں تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابو حیان سے نیچے راوی نے اس کو مختصر کیا ہے اور ابو حیان وہ راوی اس کا ہے ابو زرعہ سے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ ضمیر اللہ کے قول انه کان عبدا شکورا میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے اور ابن حبان نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھے نوح علیہ السلام جب کھاتے یا پہنتے تو اللہ کا شکر کرتے سو اللہ نے ان کا نام شکر گزار رکھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور۔

٤٣٤٤ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوُدَ الْقِرَاءَةُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَآبَّتِهٖ لِتُسْرَجَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَّفْرُغَ يَعْنِي الْقُرْاٰنَ.

۴۳۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام پر پڑھنا (زبور کا) سو وہ اپنی سواری کے کسنے کا حکم کرتے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ قرآن کے مصدر قرأت کا ہے نہ یہ قرآن جو اس امت کے واسطے معلوم اور معہود ہے اور اس کی پوری شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کہہ پکارو تم جن کو تم اللہ گمان کرتے ہو اللہ کے سوا سو نہیں اختیار رکھتے کہ تکلیف کھول دیں تم سے اور نہ بدلائیں۔

٤٣٤٥ - حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﴿إِلٰى

۴۳۴۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگ تھے کہ بعض

رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِّنَ الْجِنِّ فَأَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ﴾.

جنات کو پوجتے تھے سو جنات مسلمان ہو گئے اور یہ لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جن کوتم گمان کرتے ہواللہ۔

فائدہ: لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے یعنی بدستور رہے وہ آدمی جو دیو بھوت کو پوجتے تھے دیو، بھوت کی عبادت پر اور جنات اس کے ساتھ راضی نہ تھے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور وہی جنات تھے جو اللہ تک وسیلہ ڈھونڈ نے لگے اور روایت کی طبری نے ساتھ اور وجہ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جو لوگ ان کو پوجتے تھے ان کو ان کے اسلام کی خبر نہ تھی اور یہی ہے معتمد اس آیت کی تفسیر میں اور بہر حال جو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عرب کی کئی قومیں ایک قسم کے فرشتوں کو پوجتے تھے جن کو جنات کہا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں سو یہ آیت اتری سو اگر یہ ثابت ہو تو محمول ہو گی اس پر کہ دونوں فریق کے حق میں اتری نہیں تو سیاق دلالت کرتا ہے اس پر کہ جنات اسلام سے پہلے انسانوں کی عبادت سے راضی تھے کہ آدمی ان کو پوجیں اور یہ صفت فرشتوں کی نہیں اور اسی طرح ہے وہ چیز کہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو فرشتوں اور مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے۔

تنبیہ: مشکل جانا ہے ابن تین نے قول اس کے کو ناسا من الجن اس طور سے کہ انسان جنات کی ضد ہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اس شخص کے قول کی بنا پر ہے جو کہتا ہے کہ وہ ناس سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں حرکت کے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے تقابل کے اس واسطے کہ کہا ناس من الانس وناس من الجن اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مشرک لوگ کہتے تھے کہ ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور فرشتے خود وسیلہ چاہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ الْآيَةَ.

وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ، آخر آیت تک۔

٤٣٤٦ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ هٰذِهِ الْأٰيَةِ ﴿الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ قَالَ كَانَ

۴۳۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں وہ اپنے رب تک وسیلہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض جنات پوجے جاتے تھے سو وہ جنات مسلمان ہو گئے۔

نَاسٌ مِّنَ الْجِنِّ يُعْبَدُوْنَ فَأَسْلَمُوْا.

فائدہ: یہ وہی پہلی حدیث ہے ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور مفعول یدعون کا محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے اُولئك الذين يدعونهم آلهة يبتغون الى ربهم الوسيلة اور قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تدعون ہے ساتھ مثنات فوقانیہ کے اس بنا پر کہ واسطے خطاب کفار کے ہے اور قول اس کا ايهم اقوب معنی اس کے یہ ہیں کہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ ان میں اللہ کے نزدیک تر ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو۔

٤٣٤٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ﴾ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ.

۴۳۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد رؤیا سے اس آیت میں آنکھ سے دیکھنا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں دکھایا گیا اور مراد شجرہ ملعونہ سے جو قرآن میں واقع ہے تھوہر کا درخت ہے۔

فائدہ: نہیں تصریح کی ساتھ چیز مرئی کے یعنی کیا چیز دکھلائی گئی اور سعید بن منصور نے ابو مالک سے روایت کی ہے کہ مراد وہ چیز ہے کہ بیت المقدس کے راہ میں دکھلائی گئی اور میں نے اس کو معراج کی حدیث میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس حدیث کی ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ وہ خواب میں نہ تھا بلکہ بیداری میں تھا اور اس میں ایک اور قول بھی آیا ہے جیسا کہ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکے میں داخل ہوئے سو جب کافروں نے ان کو پھیرا تو بعض کے واسطے فتنہ ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اطلاق لفظ رؤیا کے اس چیز پر کہ دیکھے آنکھ بیداری میں اور یہ جو فرمایا کہ درخت ملعون تھوہر کا درخت ہے تو یہی ہے صحیح اور ذکر کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے چند اوپر دس تابعین سے پھر روایت کی ہے اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مراد شجرہ ملعونہ سے حکم بن ابی العاص اور اس کا بیٹا ہے اور عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خبر دیتا ہے کہ آگ میں ایک درخت ہے اور حالانکہ آگ درخت کو کھا جاتی ہے سو یہ ان کے واسطے فتنہ ہوا اور زقوم فعول ہے زقم سے اور وہ سخت لقمہ ہے اور تمیم کی لغت میں جس کھانے سے قے آئے اس کو زقوم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر ثقیل کھانا زقوم ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ صَلَاةَ الْفَجْرِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ فجر کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کہا مجاہد۔ نے کہ قرآن فجر سے مراد نماز فجر کی ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو طبری نے مجاہد سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دن رات کے فرشتے اس میں جمع ہوتے ہیں۔

٤٣٤٨ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمِيْعِ عَلٰى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ دَرَجَةً وَّتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اِقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾.

۴۳۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس درجے افضل ہے اور جمع ہوتے ہیں فرشتے رات اور دن کے فجر کی نماز میں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ شاید کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں۔

٤٣٤٩ ـ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ اٰدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ إِنَّ النَّاسَ يَصِيْرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًى كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانُ اشْفَعْ يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ

۴۳۴۹۔ آدم بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ بیشک لوگ قیامت کے دن پھریں گے گھٹنوں پر بیٹھے ہر امت اپنے پیغمبر کے ساتھ ہوگی کہیں گے اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! یہاں تک کہ سفارش کی نوبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گی پس یہ دن ہے جس میں اللہ آپ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے گا۔

اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ.

فائدہ: روایت کی ہے نسائی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لوگ قیامت کے دن ایک مقام میں جمع ہوں گے سو پہلے پہل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جائے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے لبیك وسعدیك والخیر دفی یدیك والشر لیس الیك المهدی من هدیت عبدك وابن عبدك وبك والیك ولا ملجأ ولامنجأ منك الا الیك تبارکت وتعالیت سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ شاید تیرا رب تجھ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے اور نہیں ہے مخالفت درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو باب میں ہے اس واسطے کہ یہ کلام گویا مقدمہ ہے شفاعت کا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی ہلال کے طریق سے کہ مقام محمود جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ اور جبرئیل علیہ السلام کے درمیان ہوں گے تو محشر کے لوگ آپ کے اس مقام سے رشک کریں گے اور روایت کی ہے اس نے حسین بن علی کے طریق سے کہ ایک مرد نے اہل علم میں سے مجھ کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھینچی جائے گی زمین جیسے چمڑا کھینچا جاتا ہے، الحدیث۔ اور اس میں ہے کہ پھر مجھ کو سفارش کی اجازت ہو گی تو میں کہوں گا اے رب میرے! تیرے بندوں نے تیری عبادت کی زمین کی اطراف میں کہا پس یہ ہے مقام محمود اور پہلے گزر چکا ہے زکوٰۃ کے بیان میں کہ مراد ساتھ مقام محمود کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کے دروازے کا حلقہ پکڑیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کو حمد کا جھنڈا ملے گا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ عرش پر بیٹھیں گے۔ (فتح) اور یہ جو کہا ان الناس یصیرون یوم القیامة جثی تو اس کے معنی ایک یہ ہیں کہ لوگ پھریں گے قیامت کے دن جماعت جماعت۔

۴۳۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَ الصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۳۵۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جب اذان سنے تو یہ دعا اللهم سے وعدتہ تک پڑھے تو اس کو قیامت میں میری شفاعت پہنچے گی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بخشائیں گے اس دعا کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! اس پوری پکار اور ہمیشہ رہنے والی نماز کے مالک دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور بڑائی اور پہنچا اس کو اس مقام پر جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے۔

فائدہ:اس حدیث کی شرح ابواب الاذان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ يَزْهَقُ يَهْلِكُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا اور یزھق کے معنی ہیں ہلاک ہوتا ہے۔

فائدہ:ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿ان الباطل کان زھوقا﴾ یعنی بھاگنے والا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے یعنی ہلاک ہوا۔

٤٣٥١ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾.

۴۳۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور خانے کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہاتھ کی لکڑی سے چوکنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا کہ آیا دین سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا حق سے اور نہیں ظاہر ہوتا جھوٹ اور نہیں پھرتا۔

فائدہ: صحیح مسلم اور نسائی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داخل ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکے میں فتح مکہ کے وقت تھا اول اس کا فتح مکہ کے قصے میں ہے یہاں تک کہ کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں آئے یہاں تک کہ خانے کعبے کے گرد طواف کیا پھر ان بتوں پر گزرنا شروع کیا اس حال میں کہ کمان کی لکڑی سے ان کو چوکتے تھے اور فرماتے تھے کہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ اور اس حدیث کی شرح جنگ فتح مکہ میں گزر چکی ہے اور حق سے مراد اس آیت میں قرآن ہے اور یا توحید اور یا معجزے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر دلالت کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پوچھتے ہیں تجھ سے روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے۔

فائدہ: پوچھتے ہیں تجھ کو روح سے یعنی روح کی حقیقت سے یا اس کے حدوث یعنی پیدا ہونے سے تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے کہ اس کو کلمہ کن سے پیدا کیا بغیر اس کے کہ اس کا کوئی مادہ اور اصل ہو یہ معنی پہلی تقدیر پر ہیں یا موجود ہے ساتھ ایجاد اور احداث کے یا پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کے علم سے تو کہہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کی

شان سے ہے یعنی اس کا علم خاص اللہ ہی کو ہے کسی اور کو اللہ نے اس پر اطلاع نہیں دی صاحب کشاف نے کہا کہ اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ انہوں نے حقیقت روح کے علم سے سوال کیا تھا، روایت ہے کہ یہود نے کفار قریش سے کہا تھا کہ محمد ﷺ سے اصحاب کہف اور سکندر، ذوالقرنین اور روح کا حال پوچھو اگر ان تین چیزوں کے جواب سے چپ رہے تو وہ پیغمبر نہیں اور روح کے سوا دونوں چیزوں کا جواب دے تو پیغمبر ہے اس واسطے کہ ان کو تورات سے معلوم تھا کہ روح کی حقیقت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا سو حضرت ﷺ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال بتلایا اور روح کو مبہم چھوڑا اور جاننا چاہیے کہ روح کے معنی میں بہت اقوال ہیں چند اقوال کو ذکر کیا جاتا ہے بیضاوی نے کہا کہ مراد وہ امر ہے کہ آدمی اس کے ساتھ زندہ ہے اور مدبر ہے اس کے بدن میں اور بعض کہتے ہیں کہ جسم لطیف ہے شریک ہے جسموں کو صورت ظاہر اور اعضاء ظاہرہ میں کہ اس کے ساتھ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک نور ہے اللہ کے نوروں سے اور ایک زندگی ہے اس کی زندگی سے اور یہ اشعری سے منقول ہے کہ مراد نفس سے ہے کہ باہر سے اندر جاتا ہے اور کہا واقدی نے کہ مختار یہ ہے کہ جسم لطیف ہے کہ اس کے ساتھ زندگی پائی جاتی ہے اور جاننا چاہیے کہ مذہب اہل سنت اور جماعت کا یہ ہے کہ آدمیوں کی روحیں بدنوں سے پہلے پیدا ہوئی ہیں اور تعلق ان کا ساتھ بدنوں کے نیا ہے یا بعد استعداد اور قابلیت ہر بدن کے پیدا ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ روح بھی بدن کے ساتھ مر جاتی ہے یا نہیں؟ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہ مرتی ہے اور نہ پرانی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مر جاتی ہے گویا کہ مراد اس قائل کی یہ ہے کہ حرکتیں قولی اور فعلی کہ زندگی کے وقت میں رکھتا تھا اس سے صادر نہیں ہوتیں اور بعض کہتے ہیں کہ موت کے بعد روح بدن دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور اسی طرح ثواب بھی دونوں کو ہوتا ہے اور نعمت بھی دونوں کو حاصل ہوتی ہے۔ (تیسر القاری)

۴۳۵۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ وَّهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُوْدُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَالَ مَا رَابَكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ فَقَالُوْا سَلُوْهُ فَسَأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَأَمْسَكَ

۴۳۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا کھیتی میں اور آپ کھجور کی چھڑی پر تکیہ کیے تھے کہ اچانک یہود گزرے سو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو تو بعض نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ پیش آئے تم کو ساتھ ایسی چیز کے جس کو تم برا جانو سو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت پوچھی تو حضرت ﷺ چپ رہے ان کو کچھ جواب نہ دیا سو میں نے جانا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو میں اپنی اس جگہ میں کھڑا رہا پھر جب وحی اتر چکی تو

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِيْ فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ أُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾.

آپ ﷺ نے فرمایا یعنی یہ آیت پڑھی کہ پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کی تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر تھوڑا۔

فائدہ: مارابکم بہ راب فعل ماضی ہے ریب سے ساتھ شک کے اور ایک روایت میں حموی کی راب سے ہے ساتھ معنی اصلاح کے ہے اور کہا خطابی نے کہ ٹھیک مارابکم ہے ساتھ تقدیم ہمزہ کے اور ارب کے معنی ہیں حاجت یعنی تم کو اس کی کیا حاجت ہے اور اس کے معنی ظاہر ہیں اگر روایت اس کے مطابق ہو ہاں طبری کی روایت میں اسی طرح ہے یعنی ارب ساتھ معنی حاجت کے اور علم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ واقعہ مدینے کا تھا اور یہ دلالت کرتا ہے کہ نزول اس آیت کا مدینے میں تھا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہم کو کوئی چیز بتلاؤ کہ ہم اس مرد سے پوچھیں یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکے میں تھا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ متعدد ہو نزول ساتھ محمول کرنے سکوت آپ کے اوپر توقع زیادہ بیان کے اگر یہ جائز ہو، نہیں تو جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہود آپ پر گزرے تھے اور محمول ہو گا یہ اختلاف کہ دونوں فریق راہ میں ایک دوسرے سے ملے سو ہر فریق پر صادق آئے گا کہ وہ دوسرے پر گزرا اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو حید میں ہے کہ بعض نے کہا قسم ہے ہم اس سے پوچھیں گے سو ایک مرد ان میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ اے محمد! روح کیا چیز ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ خبر دے ہم کو روح سے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ جس روح کا اس حدیث میں ذکر ہے جس کا انہوں نے سوال کیا تھا اس روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں بہت اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ آدمی کی روح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے روح حیوان کی ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ مراد جبریل علیہ السلام ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پانچواں قول یہ ہے کہ مراد قرآن ہے، چھٹا قول یہ ہے کہ مراد وحی ہے، ساتواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے دن تنہا صف میں کھڑا ہو گا، آٹھواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے گیارہ ہزار پر اور منہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے ستر ہزار زبان ہے اور ہر زبان کے واسطے ہزار بولی ہے اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے یعنی سبحان اللہ کہتا ہے اس کی ہر تسبیح سے اللہ فرشتہ پیدا کرتا ہے جو فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین یعنی سب سے نیچے کی زمین میں ہیں اور اس کا سر عرش کے پائے کے پاس ہے، نواں قول یہ ہے کہ مراد ایک مخلوق ہے جو آدمیوں کی طرح ہے ان کو روح کہا جاتا ہے

کھاتے ہیں اور پیتے ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ آسمان سے مگر کہ اس کے ساتھ اترتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ وہ ایک قسم فرشتوں کی ہے کہ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں، انتہی۔ کلامہ ملخصا اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمع ہوا ہے کلام اہل تفسیر کی سے بیچ معنی لفظ روح کے جو قرآن میں وارد ہے خاص اس آیت میں اور قرآن میں جتنی جگہ میں یہ لفظ واقع ہوا ہے ان میں سے یہ جگہ ہیں ﴿نزل به الروح الامین﴾ ﴿وكذلك اوحينا اليك روحا من امرنا﴾ ﴿يلقي الروح من امره﴾ ﴿ايدهم بروح منه﴾ ﴿يوم يقوم الروح والملآئكة صفا﴾ ﴿تنزل الملائكة والروح﴾ سو مراد اول روح سے جبریل علیہ السلام ہے اور دوسرے سے قرآن ہے اور تیسرے سے وحی اور چوتھے سے قوت اور پانچواں اور چھٹا محتمل ہے واسطے جبریل علیہ السلام کے اور غیر اس کے کی احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ہو اور احتمال ہے کہ کوئی اور ہو اور عیسیٰ علیہ السلام پر روح اللہ کا اطلاق واقع ہوا ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر بھی روح اللہ بولا گیا ہے اور روایت کی ہے ابن اسحاق نے اپنی تفسیر میں ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ روح اللہ سے ہے اور ایک مخلوق ہے اللہ کی مخلوق سے اور صورتیں ہیں جیسے آدمیوں کی صورتیں ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ مگر کہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے اور ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ روح کی تفسیر نہیں کرتے تھے یعنی نہیں معین کرتے تھے کہ مراد آیت میں یہ چیز ہے اور کہا خطابی نے کہ اس آیت میں روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں کئی اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتے سے کہ اس کے واسطے بہت زبانیں ہیں اور اکثر علماء نے کہا کہ اس روح سے پوچھا تھا جس کے ساتھ بدن میں زندگی ہوتی ہے اور کہا اہل نظر نے کہ سوال کیا تھا انہوں نے کیفیت جاری ہونے روح کے سے بدن میں اور آمیز ہونے اس کے سے ساتھ اس کے اور یہی ہے وہ چیز جو خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ راجح یہ بات ہے کہ آدمی کی روح سے پوچھا تھا اس واسطے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا نہیں مانتے اور یہ جانتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہے اور یہ کہ فرشتے روحیں ہیں اور کہا امام فخر الدین رازی نے کہ مختار یہ ہے کہ انہوں نے اس روح سے پوچھا تھا جو سبب زندگی کا ہے اور یہ کہ جواب واقع ہوا ہے احسن وجہ پر اور اس کا بیان یہ ہے کہ سوال روح سے احتمال ہے کہ اس کی ماہیت سے ہو اور یہ کہ وہ ٹھکانا پکڑنے والا ہے یا نہیں اور کیا وہ حال ہے جگہ پکڑنے والی چیز میں یا نہیں اور کیا وہ قدیم ہے یا حادث اور کیا وہ باقی رہتا ہے بعد جدا ہونے اس کے بدن سے یا فنا ہو جاتا ہے اور کیا حقیقت ہے عذاب کرنے اس کے کی اور نعمت دینے اس کے کی اور سوائے اس کے متعلقات اس کے سے کہا اس نے اور نہیں ہے سوال میں وہ چیز جو خاص کرے ایک معنی کو ان معنوں سے مگر ظاہر تر یہ ہے کہ انہوں نے اس کی ماہیت سے سوال کیا تھا اور یہ کہ روح قدیم ہے یا حادث یعنی نیا پیدا اور جواب دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود مغایر ہے واسطے طبیعتوں اور خلطوں کے اور ترکیب ان کی کے سو وہ جوہر ہے بسیط مجرد نہیں پیدا ہوتا مگر ساتھ محدث کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے

''کن،، پس گویا کہ اللہ نے کہا کہ وہ موجود ہے پیدا ہوا ہے ساتھ امر اللہ کے اور پیدا کرنے اس کے کی اور واسطے اس کے تاثیر ہے بیچ فائدہ دینے زندگی بدن کے اور نہیں لازم آتا نہ معلوم ہونے کیفیت خاص اس کی سے نہ ہونا اس کا کہا اس نے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ امر کے بیچ قول اللہ کے ﴿من امر ربی﴾ فعل مانند قول اس کے کی ﴿وما امر فرعون برشید﴾ یعنی فعل اس کا سو جواب یہ ہوگا کہ روح میرے رب کے فعل سے ہے اگر ہو سوال کہ کیا وہ قدیم ہے یا حادث تو جواب یہ ہوگا کہ وہ حادث ہے یہاں تک کہ کہا کہ البتہ چپ اختیار کی ہے اگلے لوگوں نے بحث اور غور کرنے سے ان چیزوں میں اور ایک قوم نے اس میں بحث کی ہے سو ان کے اقوال مختلف ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ نفس ہے جو اندر گھستا ہے اور باہر نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ زندگی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک جسم لطیف ہے داخل ہوتا ہے سارے بدن میں اور بعض نے کہا کہ خون ہے یہاں تک کہ اس میں سو قول تک نوبت پہنچی ہے اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے بعض کلام والوں سے کہ ہر پیغمبر کے واسطے پانچ روحیں ہیں اور ہر ایماندار کے واسطے تین روحیں ہیں اور ہر زندہ کے واسطے ایک روح ہے اور کہا ابن عربی نے کہ اختلاف ہے روح اور نفس میں سو بعض نے کہا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کا غیر ہیں اور یہی حق بات ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں ایک چیز ہیں کہا اور کبھی روح کو نفس بھی کہا جاتا ہے اور بالعکس جیسے کہ روح اور نفس کو دل کہا جاتا ہے اور بالعکس اور کبھی تفسیر کی جاتی ہے روح سے ساتھ زندگی کے یہاں تک کہ متعدی ہوتا ہے یہ طرف غیر عقلاء کی بلکہ طرف بے جان چیز کی بطور مجاز کے اور یہ جو کہا کہ میں اسی جگہ کھڑا رہا تو ایک روایت میں ہے کہ میں ادب کے واسطے آپ سے پیچھے ہٹا تا کہ میرے نزدیک ہونے سے آپ کو تشویش نہ ہو اور یہ جو کہا ﴿من امر ربی﴾ تو کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ جواب اور یہ کہ روح من جملہ امر اللہ ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بیشک خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور نہیں جائز ہے کسی کو سوال کرنا اس سے کہا ابن قیم نے کہ نہیں مراد اس جگہ ساتھ امر کے طلب بالاتفاق اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے مامور ہے اور امر بولا جاتا ہے مامور پر مانند خلق کے مخلوق پر اور اسی قسم سے ہے ﴿ولما جآء امر ربك﴾ اور کہا ابن بطال نے کہ حقیقت روح کی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس حدیث کی دلیل سے اور حکمت بیچ مبہم رکھنے اس کے کی آزمانا خلقت کا ہے تا کہ معلوم کروائے ان کو عاجز ہونا ان کا علم اس چیز کے سے جس کو وہ نہیں پا سکتے یہاں تک کہ بے بس ہو کر علم کو اس کی طرف رد کریں یعنی کہیں اللہ اعلم۔ کہا قرطبی نے کہ حکمت بیچ اس کے ظاہر کرنا عجز آدمی کا ہے اس واسطے کہ جب وہ اپنی ذات کی حقیقت نہیں جانتا باوجود یقین کرنے کے ساتھ وجود اپنے کے تو اللہ کی حقیقت پانے سے عاجز ہونا اس کا بطریق اولیٰ ہوگا اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الروح میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ جس روح سے اس آیت میں سوال ہے مراد اس سے وہ چیز ہے جو اللہ کے اس قول میں واقع ہوئی ہے ﴿یوم یقوم الروح والملآئکة صفا﴾ کہا اس نے اور بہر حال آدمیوں کی روحیں سو نہیں نام رکھا گیا ہے ان کا قرآن میں مگر

نفس اور نہیں دلالت ہے اس میں اس چیز پر جس کو اس نے ترجیح دی ہے بلکہ راجح پہلا قول ہے کہ مراد روح آدمی کی ہے اس واسطے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قصے میں کہ انہوں نے روح سے سوال کیا تھا اور کس طرح عذاب ہوتا ہے روح کو جو بدن میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روح اللہ سے ہے سو یہ آیت اتری کہ پوچھتے ہیں تجھ سے روح کو اور کہا بعض نے کہ نہیں دلالت ہے آیت میں اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو روح کی حقیقت پر اطلاع نہیں دی بلکہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی ہو اور کسی کو بتلانے کی اجازت نہ دی ہو اور قیامت کے علم میں بھی انہوں نے اسی طرح کہا ہے اور جن لوگوں نے روح میں کلام کرنے سے باز رہنا مناسب جانا ان میں سے ہے استاد طائفہ کا ابوالقاسم کہ اس نے کہا کہ اولیٰ باز رہنا اس سے ہے اور ادب سیکھنا ساتھ ادب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر نقل کیا یعنی صاحب عوارق المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی کذا فی الفتح اس نے جنید سے کہ اس نے کہا کہ روح کی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور نہیں اطلاع دی اللہ نے اس پر کسی کو اپنی مخلوق سے سو نہیں جائز ہے عبارت بولنا اس سے زیادہ موجود سے یعنی صرف اتنا کہنا جائز ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود اس کے سوا اور کچھ کہنا جائز نہیں اور اس پر چلی ہے ایک جماعت اہل تفسیر کی اور جس نے اس میں بحث شروع کی ہے اس نے جواب دیا ہے کہ یہود نے تعجیز اور تغلیط کے واسطے سوال کیا تھا اس واسطے کہ اس کا اطلاق بہت چیزوں پر آتا ہے سو ان کے دل میں یہ بات تھی کہ جس چیز کے ساتھ جواب دے گا ہم کہیں گے کہ یہ مراد نہیں سو اللہ نے ان کے مکر کو رد کیا اور جس طرح کہ ان کا سوال مجمل تھا اسی طرح ان کو جواب بھی مجمل ہی دیا اور کہا سہروردی نے کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بحث کرنا منع ہے واسطے ختم کرنے آیت کے ساتھ قول اپنے کے ﴿وما اوتیتم من العلم الا قلیلا﴾ یعنی ٹھہرایا روح کے حکم کو علم کثیر سے جو تم کو نہیں ملا سو اس سے مت پوچھو اس واسطے کہ وہ رازوں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کے کی امر ربی ہونا روح کا ہے عالم امر سے جو عالم ملکوت کا ہے نہ عالم خلق کا جو عالم غیب اور شہادت کا ہے اور بعض متاخر صوفیوں نے روح سے بحث کی ہے اور تصریح کی ہے بعض نے ساتھ پہچاننے حقیقت اس کی کے اور عیب کیا ہے اس نے اس پر جو اس سے باز رہا اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے اپنی کتاب الروح میں محمد بن نصر مروزی سے جو امام ہے اطلاع پانے والا اوپر اختلاف احکام کے اصحاب کے زمانے سے فقہاء امصار کے زمانے تک کہ اس نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ روح مخلوق ہے یعنی پیدا کیا ہوا ہے اور اس کو قدیم کہنا تو صرف بعض غالی رافضیوں اور متصوفہ سے منقول ہے اور اختلاف ہے کہ کیا دنیا کے فنا ہونے کے وقت وہ بھی فنا ہو جائے گا قیامت کے قائم ہونے سے پہلے یا بدستور باقی رہے گا اس میں دو قول ہیں یعنی ایک پہلا اور ایک دوسرا، واللہ اعلم۔ اور واقع ہوا ہے بعض تفسیروں میں کہ حکمت بیچ سوال یہود کے روح سے یہ ہے کہ ان کے پاس تورات میں لکھا تھا کہ آدمی کی روح کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا سو انہوں نے کہا کہ ہم اسے پوچھتے ہیں سو اگر

اس کو بیان کرے تو وہ پیغمبر ہے اور یہی معنی ہیں ان کے اس قول کے کہ نہ لائے ایسی چیز جس کو تم برا جانو یعنی اگر اس نے اللہ کی وحی سے اس کو بیان کر دیا تو اس کا پیغمبر ہونا ثابت ہو جائے گا اور روایت کی ہے طبری نے ابراہیم سے اس قصے میں کہ یہ آیت اتری تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی ایسا ہی لکھا ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مخاطب ساتھ اس آیت کے یہود ہیں لیکن وہ شامل ہے سب خلقت کے علم کو بہ نسبت علم اللہ کے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جس کی طرف میں نے اول باب میں اشارہ کیا ہے کہ یہود نے جب یہ آیت سنی تو کہا کہ ہم کو بہت علم دیا گیا ہے ہم کو توارت ملی ہے سو یہ آیت اتری ﴿لو کان البحر مداد ا لکلمات ربی﴾ یعنی اگر سمندر سیاہی ہوں کہ لکھے تیرے رب کی باتیں تو البتہ ختم ہو جائے سمندر پہلے اس سے کہ ختم ہوں میرے رب کی باتیں، کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ جو کہا الا قلیلا تو یہ استثناء ہے علم سے یعنی مگر علم تھوڑا یا اعطا سے ہے یعنی اعطا تھوڑا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے جائز ہے سوال کرنا عالم سے اس کے کھڑے ہونے اور چلنے کی حالت میں جب کہ یہ اس پر بھاری نہ پڑے اور اس میں بیان ہے ادب اصحاب کے کا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو ظن پر اور توقف کرنا جواب دینے سے ساتھ اجتہاد کے واسطے اس شخص کے جس کو نص کی توقع ہو اور یہ کہ بعض معلومات ایسی ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور یہ کہ امر کبھی وارد ہوتا ہے واسطے غیر طلب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تو نہ پکار قرآن کو اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔

۴۳۵۳ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلّٰى بِأَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ أَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ

۴۳۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آتری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں چھپے تھے یعنی اول اسلام میں جب اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو بھی برا کہتے اور اس کے اتارنے والے کو بھی اور اس کے لانے والے کو بھی سو اللہ نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی اپنی قرائت کو کہ مشرکین سن کر قرآن کو برا کہیں گے اور نہ اس کو اپنے اصحاب سے آہستہ پڑھ اس طور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَآءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾.

سے کہ تو ان کو نہ سنائے اور ڈھونڈ لے درمیان اس کے راہ۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے اور مشرکوں کو سناتے تھے تو مشرکین آپ کو تکلیف دیتے تھے اور تفسیر کیا ہے اس کو باب کی روایت میں ساتھ قول اپنے کے کہ قرآن کو برا کہتے تھے اور سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ قرآن کو پکار کرمت پڑھ کہ ہمارے معبودوں کو تکلیف پہنچتی ہے سو ہم تیرے اللہ کی ہجو کریں گے اور یہ جو کہا کہ نہ بلند کر اپنی نماز کو یعنی اپنی قرأت کو تو طبری کی روایت میں ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ بلند کر اپنی آواز کو ساتھ قرأت قرآن کے پکارنا سخت کہ مشرکین سن کر تم کو تکلیف دیں گے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی نہ پست کر اپنی آواز کو یہاں تک کہ تو خود بھی نہ سن سکے اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔ (فتح)

٤٣٥٤ ـ حَدَّثَنِيْ طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَآئِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَتْ أُنْزِلَ ذٰلِكَ فِي الدُّعَآءِ.

۴۳۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کر پڑھ اور نہ اس کو آہستہ پڑھ، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت دعا کے حق میں اتری کہ نہ بہت پکار کر مانگنا چاہیے اور نہ بہت آہستہ۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور روایت کی ہے یہ حدیث طبری نے ہشام سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ تشہد میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تھے تو کہتے تھے الٰہی! روزی دے ہم کو مال اور اولاد اور ترجیح دی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کہا اس واسطے کہ وہ صحیح تر ہے پھر سند کے ساتھ عطا سے روایت کی کہا کہ ایک قوم نے کہا کہ وہ نماز کے حق میں ہے اور ایک قوم نے کہا کہ وہ دعا کے حق میں اتری، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل کی طرح تاویل آئی ہے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ دعا کے حق میں اتری اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے عطا اور مجاہد اور سعید اور مکحول سے اور نووی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ترجیح دی ہے جیسا کہ طبری نے اس کو ترجیح دی ہے لیکن احتمال ہے کہ دونوں کے درمیان تطبیق دی جائے ساتھ اس طور کے کہ وہ نماز کے اندر دعا میں اتری اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے پاس نماز پڑھتے تھے تو پکار کر دعا مانگتے تھے سو یہ آیت اتری اور اہل تفسیر سے اس باب میں اور بھی بہت قول آئے

ہیں ان میں سے ایک یہ ہے جو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ نماز پڑھ واسطے دکھانے لوگوں کے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی اس کو ان کے ڈر سے نہ چھوڑ دے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ نہ پکار کر پڑھ اپنی قرأت کو یعنی دن میں اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی رات میں اور بعض کہتے ہیں کہ آیت دعا میں ہے اور وہ منسوخ ہے ساتھ آیت ﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیه﴾ کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْكَهْفِ
سورۂ کہف کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ تَتْرُكُهُمْ. یعنی اور کہا مجاہد نے کہ تقرضهم کے معنی ہیں چھوڑ جاتا ہے ان کو یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿تقرضهم ذات الشمال﴾ یعنی چھوڑ جاتا ہے ان کو سورج بائیں طرف۔

﴿وَكَانَ لَهُ ثُمُرٌ﴾ ذَهَبٌ وَّفِضَّةٌ وَّقَالَ غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ. یعنی اللہ کے قول ﴿وکان له ثمر﴾ میں ثمر سے مراد سونا اور چاندی ہے اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ ثمر ساتھ پیش کے جمع ثمر کی ہے ساتھ دو زبر کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اس کے قول جماعة الثمر کے معنی ہیں کہ ثمرة کی جمع ثمار ہے اور ثمار کی جمع ثمر ہے یعنی ثمر ساتھ دو پیش کے جمع الجمع ہے۔ (فتح)

﴿بَاخِعٌ﴾ مُهْلِكٌ. یعنی باخع کے معنی ہیں ہلاک کرنے والا۔

فائدہ: یہ اللہ نے فرمایا ﴿ولعلك باخع نفسك﴾ یعنی شاید تو اپنی جان کو ہلاک کرنے والا ہے۔

﴿أَسَفًا﴾ نَدَمًا. یعنی اسفا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا﴾ میں پچھتانا ہے یعنی اگر نہ ایمان لائیں ساتھ اس بات کے پچھتا کر اور کہا قتادہ نے کہ اس کے معنی ہیں غم ہے۔

﴿اَلْكَهْفُ﴾ اَلْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ. یعنی کہف کے معنی ہیں غار پہاڑ میں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ان اصحاب الکهف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا﴾ یعنی کھوہ اور سرنگ والے ہماری قدرتوں میں عجب تھے۔

وَالرَّقِيْمُ الْكِتَابُ ﴿مَرْقُوْمٌ﴾ مَكْتُوْبٌ مِّنَ الرَّقْمِ. یعنی رقیم کے معنی آیت مذکورہ میں ہیں نوشتہ اور مرقوم کے معنی ہیں لکھا ہوا مشتق ہے رقم سے ساتھ معنی لکھنے کے

فائدہ: رقیم کے معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ غار ہے پہاڑ میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نام

ہے ایک وادی کا درمیان ایلہ اور غضبان کے اور ایلہ نزدیک فلسطین کے ہے اور اصحاب کہف اس وادی میں تھے کعب نے کہا کہ ان کے گاؤں کا نام ہے۔ (ت)

﴿رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا ﴿لَوْلَا أَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا﴾.

یعنی ربطنا علی قلوبھم کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو صبر الہام کیا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وربطنا علی قلوبھم﴾ ﴿لولا ان ربطنا علی قلبھا﴾ یعنی اسی مادے سے ہے اس جگہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے واسطے موافقت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ سورۂ قصص میں ہے۔

﴿شَطَطًا﴾ إِفْرَاطًا.

یعنی شططا کے معنی ہیں زیادتی۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿لقد قلنا اذا شططا﴾ یعنی البتہ کہی ہم نے بات زیادتی کی یعنی حق سے دور۔

اَلْوَصِيْدُ الْفِنَآءُ جَمْعُهٗ وَصَآئِدُ وَوُصُدٌ وَّيُقَالُ الْوَصِيْدُ الْبَابُ ﴿مُؤْصَدَةٌ﴾ مُطْبَقَةٌ اٰصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ.

یعنی معنی وصید کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وکلبھم باسط ذراعیه بالوصید﴾ صحن کے ہیں اور جمع اس کی وصائد اور وصد ہے اور کہا جاتا ہے کہ وصید کے معنی دروازے کے بھی ہیں اور موصدۃ کے معنی ہیں دروازہ بند کیا ہوا اور کہا جاتا ہے اصد الباب واوصدہ یعنی بند کیا اس نے دروازے کو۔

﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾ أَحْيَيْنَاهُمْ.

یعنی بعثنا کے معنی ہیں ہم نے ان کو زندہ کیا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وکذلك بعثناھم لیتساءلوا بینھم﴾ یعنی اسی طرح ان کو زندہ کیا ہم نے تاکہ آپس میں پوچھیں اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے عکرمہ سے کہا کہ اصحاب کہف بادشاہزادے تھے گوشہ گیر ہوئے اپنی قوم سے پہاڑ کے غار میں سو جھگڑا کیا انہوں نے روح اور بدن میں کسی نے کہا کہ قیامت کے دن روح اور بدن دونوں اٹھائے جائیں گے اور کسی نے کہا کہ فقط روح ہی اٹھایا جائے گا اور بدن کو تو زمین کھا جاتی ہے سو اللہ نے ان کو مارا پھر زندہ کیا پھر اس نے باقی قصہ بیان کیا یعنی جو قرآن میں ہے۔ (فتح)

﴿أَزْكٰى﴾ أَكْثَرُ وَيُقَالُ أَحَلُّ وَيُقَالُ أَكْثَرُ رَيْعًا.

اور ازکٰی کے معنی ہیں اکثر یعنی جو شہر والوں کا زیادہ کھانا ہے وہ لائے اور بعض کہتے ہیں کہ ازکٰی کے معنی ہیں زیادہ حلال کھانا اور بعض کہتے ہیں کہ ازکٰی کے معنی

ہیں اکثر لطافت میں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اس کے ہیں زیادہ تر حلال اور ان کا دستور تھا کہ بتوں کے واسطے جانور ذبح کرتے تھے یعنی اس آیت میں ﴿فلینظر ایھا ازکی طعاما﴾ یعنی سو چاہیے کہ غور کرے کہ کون سا کھانا اس شہر کا ستھرا ہے؟۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُكُلَهَا﴾ ثَمَرُهَا. یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اکلھا کے معنی ہیں پھل اس کا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کلتا الجنتین آتت اکلھا﴾ یعنی دونوں باغ لائے اپنا پھل۔

﴿وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ لَمْ تَنْقُصْ. یعنی ولم تظلم کے معنی ہیں نہ گھٹایا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ولم تظلم منه شیئا﴾ یعنی نہ گھٹایا اس میں سے کچھ۔

وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيْمُ اللَّوْحُ مِنْ رَّصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَآئَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِي خِزَانَتِهِ. یعنی اور کہا سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رقیم کے معنی ہیں تختی قلعی کی ان کے حاکم نے ان کے نام اس پر لکھ کر اس کو اپنے خزانے میں ڈال دیا تھا۔

فائدہ: شرح میں یہ عبارت بخاری کے قول الرقیم الکتاب کے ساتھ متصل ہے شاید متن میں یہاں قلم ناسخ سے سہوا لکھی گئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رقیم کو نہ پہچانتا تھا کہ کیا ہے پھر میں نے اس سے پوچھا تو میرے واسطے کہا گیا کہ وہ اس گاؤں کا نام ہے جس سے وہ نکلے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا. یعنی اللہ نے ان کے کانوں پر پردہ ڈالا سو وہ سو گئے یعنی ﴿فضربنا علی آذانهم﴾ کے معنی ہیں کہ وہ سو گئے۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ وَأَلَتْ تَئِلُ تَنْجُوْ. یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ والت تئل کے معنی ہیں نجات پائے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿لن یجدوا من دونه موئلا﴾ یعنی بلکہ ان کے واسطے ایک وعدہ ہے کہ نہ پائیں گے اس سے علاوہ خلاصی کی جگہ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْئِلًا﴾ مَحْرِزًا. یعنی اور کہا مجاہد نے کہ موئلا کے معنی ہیں جگہ پناہ کی۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ موئل مشتق ہے وال یئیل سے مثل ضرب یضرب کے اور یئل ساتھ معنی نجات پانے کے ہے پس موئل ساتھ معنی ملجا کے ہے یعنی پناہ کی جگہ اور اصل موئل کے معنی ہیں مرجع یعنی جگہ پھرنے کی۔ (ت)

﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾ لَا يَعْقِلُوْنَ. یعنی لا یستطیعون کے معنی ہیں نہیں سمجھتے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو۔

٤٣٥٥ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ قَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ.

۴۳۵۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رات کو اس کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تم دونوں تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مختصر ذکر کی اور مقصود باب کا ذکر نہیں یعنی جو خبر حدیث کی اس ترجمہ کے مطابق تھی اس کو ذکر نہیں کیا تو یہ اس کی عادت کی بنا پر ہے کہ مطلب کو چھپا رکھتا ہے اور اشارہ کر دیتا ہے اور یہ اکثر اس کی عادت ہے اس کتاب میں جیسے کہ ناظر پر پوشیدہ نہیں اور اس حدیث کی پوری شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے اور اس میں ذکر ہے آیت مذکورہ کا اور قول حضرت ﷺ کا اس کے آخر میں کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ زیادہ کیا ہے صغانی کے نسخے میں اور ذکر کیا ہے حدیث اور آیت کو اس قول تک اکثر شیء جدلا۔ (فتح)

﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾ لَمْ يَسْتَبِنْ.

یعنی رجما بالغیب کے معنی ہیں کہ ظاہر نہیں ہوا یعنی ان کو معلوم نہیں کہ اصحاب کہف کتنے مرد تھے بن دیکھے پتھر چلاتا ہے۔

فائدہ: اور لوگوں کو اصحاب کہف کی تعداد میں اختلاف ہے بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ تین ہیں چوتھا کتا ہے کہا گیا کہ یہ قول یہود کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نصاریٰ نجران کے سردار کا قول ہے اور کہا نصاریٰ نے کہ پانچ ہیں چھٹا کتا ہے اور ان دونوں قولوں کے پیچھے اللہ نے رجما بالغیب فرمایا اور کہا مسلمانوں نے ساتھ خبر دینے حضرت ﷺ کے کہ سات ہیں آٹھواں کتا ہے۔ (ق)

﴿فُرُطًا﴾ يُقَالُ نَدَمًا.

یعنی فرطا کے معنی ہیں پچھتانا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وکان امرہ فرطا﴾ یعنی تھا کام اس کا پچھتانا، اور کہا ابو عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ فرطا کے معنی ہیں ضائع کرنا اور بے جا خرچ کرنا۔

﴿سُرَادِقُهَا﴾ مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ

یعنی سرادق کے معنی ہیں قناتیں جیسے خیموں کی قناتیں

الَّتِیْ تُطِیْفُ بِالْفَسَاطِیْطِ. ہوتی ہیں اور وہ ایک حجرہ ہے جس کا اردگرد خیموں سے گھیرا گیا ہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انا اعتدنا للظالمین نارا احاط بھم سرادقھا﴾ یعنی ہم نے تیار کی ہے واسطے ظالموں کے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اس کی قناتیں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد سرادق سے آگ کی دیورا ہے۔

﴿یُحَاوِرُهٗ﴾ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ. یعنی یحاورہ مشتق ہے محاورہ سے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وھو یحاورہ﴾ اور وہ اس سے گفتگو کرنے لگا اور محاورہ کے معنی ہیں گفتگو کرنا۔

﴿لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ﴾ أَیْ لٰكِنْ أَنَا ﴿هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ﴾ ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ وَأَدْغَمَ إِحْدَی النُّوْنَیْنِ فِی الْأُخْرٰی. یعنی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لکنا ھو اللہ ربی﴾ اصل میں یوں تھا لکن انا ھو اللہ ربی پھر حذف کیا الف کو اور ادغام کیا ایک نون دوسرے میں۔

﴿زَلَقًا﴾ لَا یَثْبُتُ فِیْهِ قَدَمٌ. اور زلقا کے معنی ہیں جس میں قدم نہ ٹھہرے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فتصبح صعیدا زلقا﴾ یعنی ہو جائے زمین میدان جس میں پاؤں نہ ٹھہرے۔

﴿هُنَالِكَ الْوِلَایَةُ﴾ مَصْدَرُ الْوَلِیِّ. یعنی ولایت اللہ کے قول ﴿ھنالك الولایة﴾ میں مصدر ہے ولی کا یعنی وہاں سب اختیار اللہ کا ہے۔

فائدہ: یعنی ولی مشتق ہے ولایت سے اور جمہور کی قرأت ساتھ فتح واؤ کے ہے اور بعض زیر واؤ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور انکار کیا ہے اس سے ابو عمر اور اصمعی نے اس واسطے کہ جو زیر کے ساتھ ہے اس کے معنی بادشاہی اور سرداری کے ہیں اور وہ اس جگہ ٹھیک نہیں آتے اور بعض نے کہا کہ دونوں کے ایک معنی ہیں خواہ زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے۔ (فتح)

﴿عُقُبًا﴾ عَاقِبَةٌ وَّعُقْبٰی وَعُقْبَةٌ وَّاحِدٌ وَّهِیَ الْاٰخِرَةُ. اور عقبا کے معنی ہیں عاقب یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿خیر عقبا﴾ یعنی بہتر ہے از روئے بدلہ دینے کے اور عقبیٰ اور عقبہ کے ایک معنی ہیں اور وہ آخرت ہے۔

فائدہ: یعنی ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخرت۔

﴿قِبَلًا﴾ وَقُبُلًا وَّقَبَلًا اِسْتِئْنَافًا. یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں سامنے آنا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿او یاتیھم العذاب قبلا﴾ یعنی یا آئے ان کو عذاب سامنے۔

﴿لِیُدْحِضُوْا﴾ لِیُزِیْلُوا الدَّحْضُ الزَّلَقُ. یعنی لیدحضوا کے معنی ہیں تاکہ دور کریں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿لیدحضوا به الحق﴾ یعنی تا کہ دور کریں ساتھ اس کے حق کو اور دحض کے معنی ہیں پھسلنا، کہا جاتا ہے مکان دحض یعنی مکان ہے پھسلانے والا اس میں کسی جانور کا قدم اور کھر نہیں ٹھہر سکتا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾ زَمَانًا وَّجَمْعُهٗ أَحْقَابٌ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو کہ میں ہمیشہ چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤں بہت زمانہ اور حقب کی جمع احقاب ہے۔

فائدہ: مجمع البحرین کی جگہ میں اختلاف ہے روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ وہ فارس اور روم کا سمندر ہے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ دونوں کر اور رس ہیں جس جگہ سمندر میں گرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بحر اردن اور قلزم ہے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ مجمع البحرین طنجہ میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ارمینیہ کا سمندر ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ افریقہ میں ہے اور یہ سخت اختلاف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ سے کہ حقب کے معنی ہیں زمانہ اور ابن منذر نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اسی برس کا ہوتا ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ ستر برس کا ہوتا ہے۔

۴۳۵۶ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى صَاحِبَ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ مُوْسٰى قَامَ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِيْ عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِيْ بِهٖ قَالَ تَأْخُذُ

۴۳۵۶۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں یعنی جو موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا وہ اور ہے اور جو موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں مشہور پیغمبر ہوئے ہیں وہ اور ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن نوف جھوٹا ہے حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو کسی نے پوچھا کہ آدمیوں میں کون بڑا عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا یعنی یوں نہ کہا، واللہ اعلم۔ چونکہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ بیشک میرا ایک بندہ ہے دو سمندروں کے سنگم کے پاس وہ

مَعَكَ حُوْتًا فَتَجْعَلُهُ فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا
فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهُ
فِيْ مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ
يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ حَتّٰى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ
وَضَعَا رُؤُوْسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ
فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ
﴿فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ وَأَمْسَكَ
اللّٰهُ عَنِ الْحُوْتِ جِرْيَةَ الْمَآءِ فَصَارَ عَلَيْهِ
مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ
يُّخْبِرَهُ بِالْحُوْتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا
وَلَيْلَتَهُمَا حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ
مُوْسٰى ﴿لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ
سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوْسٰى
النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَا الْمَكَانَ الَّذِيْ أَمَرَ
اللّٰهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى
الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهِ
إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي
الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ قَالَ فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا
وَّلِمُوْسٰى وَلِفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوْسٰى
﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا
قَصَصًا﴾ قَالَ رَجَعَا يَقُصَّانِ اٰثَارَهُمَا حَتّٰى
انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُّسَجًّى ثَوْبًا
فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنّٰى
بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوْسٰى قَالَ
مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ

تجھ سے زیادہ عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرا اور
اس کا کیسے ملاپ ہو؟ اللہ نے فرمایا کہ تو اپنے ساتھ ایک بھنی
ہوئی مچھلی کو لے پھر اس کو ایک زنبیل یعنی ٹوکری میں رکھ سو
جہاں وہ مچھلی تجھ سے چھوٹ جائے تو وہ اسی جگہ میں ہوگا سو
موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی پھر روانہ
ہوئے اور اپنے خادم یوشع بن نون کو اپنے ساتھ لیا یہاں تک
کہ جب سنگم کے پتھر کے پاس آئے تو دونوں سر ٹیک کر سو
گئے اور مچھلی آب حیات کی تاثیر سے پھڑکی اور اس سے نکل
کر سمندر میں گر پڑی اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ
بنا کر اور اللہ نے جہاں سے مچھلی گئی تھی پانی کا بہاؤ بند کر رکھا
سو وہ طاق سا ہو گیا پھر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو ان کے ساتھی
یعنی یوشع ان سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گئے سو وہ دونوں چلے
جتنا کہ رات اور دن باقی رہا یہاں تک کہ جب دوسرا دن ہوا
تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ لا ہمارے پاس ہمارا
چاشت کا کھانا البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی ،
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب تک اس جگہ
سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے ان کے خادم
نے کہا یہ تو بتلایئے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس تو میں
مچھلی کا قصہ کہنا آپ سے بھول گیا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی
یاد سے مگر شیطان نے اور راہ لی مچھلی نے دریا میں عجیب طرح
یعنی بھنی مچھلی کا زندہ ہو کر دریا میں چلا جانا اور اس کی راہ میں
دریا کے پانی کا خشک ہو جانا عجیب بات ہے کہ کبھی دیکھنے،
سننے میں نہیں آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مچھلی نے تو راہ لی
اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کو تعجب ہوا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا
کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے قدموں پلٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ ﴿إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ يَا مُوْسٰى إِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوْسٰى ﴿سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا أَعْصِيْ لَكَ أَمْرًا﴾ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوْهُمْ أَنْ يَّحْمِلُوْهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ بِالْقَدُوْمِ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى قَوْمٌ قَدْ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُّوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ

نے فرمایا سو وہ دونوں پھرے قدم پر قدم ڈالتے یعنی اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈھتے یہاں تک کہ سنگم کے پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کہا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں؟ یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیسے کہا؟ سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! میں تیرے پاس آیا ہوں تا کہ تو مجھ کو سکھلائے جو اللہ نے تجھ کو علم سکھلایا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا کہ بیشک تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا، اے موسیٰ! اللہ کے بے شمار علم سے مجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو اللہ نے سکھلایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور تجھ کو اللہ کے علم سے ایک علم ہے کہ تجھ کو اللہ نے سکھلایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھ کو ثابت پائے گا اور میں تیرے حکم کے برخلاف نہ کروں گا پھر خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک کہ میں اس کا ذکر نہ کروں پھر دونوں روانہ ہوئے دریا کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے سو ادھر سے ایک کشتی گزری تو کشتی والوں سے تینوں آدمیوں کے چڑھا لینے کی بات چیت کی سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو کرایہ لینے کے بغیر چڑھا لیا پھر جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو کچھ دیر نہ لگی کہ خضر علیہ السلام نے کلہاڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ تو لوگوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی

عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسٰى ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ وَهٰذِهِ أَشَدُّ مِنَ الْأُولٰى ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ﴾ قَالَ مَائِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسٰى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسٰى كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ.

خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ بیشک تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھولے سے کہا معاف کیجیے تنگی نہ پکڑیئے ، راوی نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ایک چڑیا آئی سو کشتی کے کنارے پر بیٹھی پھر اس نے ایک بار سمندر میں چونچ ڈبوئی سو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں ہے میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم سے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑیا نے اس سمندر سے پانی لیا یعنی اللہ کا علم مثل سمندر کے ہے اور ہمارا اور تمہارا علم قطرے کے برابر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں اٹھایا پھر دونوں کشتی سے نکلے سو جس حال میں کہ وہ سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے کہ یکایک خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے سو خضر علیہ السلام نے اس کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑا پھر اس کا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا سو اس کو مار ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں یعنی اس نے کسی کا خون نہ کیا تھا جس کے بدلے تو اس کو مارتا البتہ تجھ سے برا کام ہوا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا بھلا میں نے تجھ سے نہ کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرا عتاب پہلے سے بہت کڑا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں تجھ سے کوئی بات پوچھوں اسکے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا تو نے میرا عذر بہت مانا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے ان لوگوں سے کھانا مانگا تو ان لوگوں نے ان کی مہمانی نہ کی سو دونوں نے ایک دیوار کو پایا

کہ گرنا چاہتی تھی، راوی نے کہا کہ وہ جھک رہی تھی سو خضر علیہ السلام نے اٹھ کر اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ قوم والے ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے سوانہوں نے نہ ہم کو کھانا کھلایا نہ ہماری ضیافت کی اگر تو چاہتا تو دیوار کے سیدھے کر دینے کی مزدوری لیتا، خضر علیہ السلام نے کہا اسی وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں تجھ کو بیان ان تین باتوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قصہ ان کا ہم کو معلوم ہوتا اور اللہ کے کاموں کی حکمتیں بہت لوگوں کو معلوم ہوتیں، کہا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ﴿ورائهم ملك﴾ کی جگہ امامهم ملك پڑھتے تھے اور اس میں صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور اگلی آیت کو یوں پڑھتے تھے واما الغلام فكان كافر او كان ابواه مومنين یعنی اور قرآن میں مشہور قرأت یوں ہے ﴿واما الغلام فكان ابواه مؤمنين﴾ اور پہلی قرأت شاذ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ مَذْهَبًا يَّسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ ﴿وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر جب پہنچے دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں تو بھول گئے اپنی مچھلی کو سو اس نے اپنی راہ لی سمندر میں سرنگ بنا کر اور سربا کے معنی ہیں جگہ جانے کی یعنی راہ اور یسرب کے معنی ہیں چلتا ہے اور اسی باب سے ہے سارب بالنهار جو سورۂ رعد میں واقع ہے یعنی چلنے والا۔

۴۳۵۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ

۴۳۵۷۔ کہا سعید نے کہ البتہ ہم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے ان کے گھر میں جب کہ کہا مجھ سے پوچھو یعنی جو

قَالَ أَخْبَرَنِیْ یَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَّ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهٖ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُهٗ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ بَيْتِهٖ إِذْ قَالَ سَلُوْنِيْ قُلْتُ أَیْ أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآكَ بِالْكُوْفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهٗ نَوْفٌ يَزْعُمُ أَنَّهٗ لَيْسَ بِمُوْسٰى بَنِیْ إِسْرَآئِيْلَ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِیْ قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَأَمَّا يَعْلٰى فَقَالَ لِیْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِیْ أُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتّٰى إِذَا فَاضَتِ الْعُيُوْنُ وَرَقَّتِ الْقُلُوْبُ وَلّٰى فَأَدْرَكَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ أَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِی الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللّٰهِ قِيْلَ بَلٰى قَالَ أَیْ رَبِّ فَأَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَیْ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ عَلَمًا أَعْلَمُ ذٰلِكَ بِهٖ فَقَالَ لِیْ عَمْرٌو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ وَقَالَ لِیْ يَعْلٰى قَالَ خُذْ نُوْنًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَأَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهٗ فِیْ مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا أُكَلِّفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِیْ بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوْتُ قَالَ مَا كَلَّفْتَ كَثِيْرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ﴾

چاہو، میں نے کہا اے ابوالعباس! اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے، کوفہ میں ایک مرد ہے واعظ جو لوگوں پر قصے بیان کرتا ہے اس کو نوف کہا جاتا ہے یعنی اس کا نام نوف ہے وہ گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں، عمرو نے تو مجھ کو کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اور یعلی نے مجھ سے یوں کہا کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغمبر ہے ایک دن انہوں نے لوگوں کو وعظ کیا یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ دے کر چلے سو ایک مرد نے ان کو پایا سو اس نے کہا اے پیغمبر اللہ کے کیا زمین میں کوئی زیادہ تجھ سے عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! تو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ انہوں نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اللہ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! تجھ سے زیادہ عالم بھی ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! وہ کہاں ہے؟ فرمایا دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرے واسطے کوئی نشانی ٹھہرا جس سے میں اس جگہ کو جانوں، یعنی جس جگہ میں ہیں طلب کروں، ابن جریج کہتا ہے سو عمرو نے مجھ سے کہا جس جگہ مچھلی تجھ سے جدا ہو یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا اور یعلی نے مجھ سے کہا کہ اپنے ساتھ مری ہوئی مچھلی لے یعنی بھنی ہوئی مچھلی لے جس جگہ اس میں روح پھونکی جائے یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی اور اپنے خادم سے کہا کہ میں تجھ کو تکلیف نہیں دیتا مگر یہ کہ تو مجھ کو خبر کر دے اس جگہ کی جس جگہ تجھ سے مچھلی جدا ہو اس نے کہا کہ یہ کچھ بڑی بات نہیں سو یہی

يُوشَعَ بْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِيْ ظِلِّ صَخْرَةٍ فِيْ مَكَانٍ ثَرْيَانَ إِذْ تَضَرَّبَ الْحُوْتُ وَمُوْسٰى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا أُوْقِظُهُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُّخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْحُوْتُ حَتّٰى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتّٰى كَأَنَّ أَثَرَهُ فِيْ حَجَرٍ قَالَ لِيْ عَمْرٌو هٰكَذَا كَأَنَّ أَثَرَهُ فِيْ حَجَرٍ وَّحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا ﴿لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا﴾ قَالَ قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هٰذِهٖ عَنْ سَعِيْدٍ أَخْبَرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ عَلٰى طِنْفِسَةٍ خَضْرَآءَ عَلٰى كَبِدِ الْبَحْرِ. قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجًّى بِثَوْبِهٖ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهٖ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ وَقَالَ هَلْ بِأَرْضِيْ مِنْ سَلَامٍ مَّنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيْكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيْكَ يَا مُوْسٰى إِنَّ لِيْ عِلْمًا لَا يَنْبَغِيْ لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِيْ لِيْ أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِلْمِيْ وَمَا عِلْمُكَ فِيْ جَنْبِ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا

مطلب ہے اللہ کے اس قول کا قرآن میں کہ جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون سے یہ زیادتی سعید رضی اللہ عنہ سے نہیں، یعنی ابن جریج نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے خادم کا نام سعید کی روایت میں نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو جس حالت میں کہ وہ پتھر کے سائے میں لیٹے تھے تر جگہ میں کہ اچانک مچھلی پھڑکی اور موسیٰ علیہ السلام سوتے تھے تو ان کے خادم نے کہا کہ میں ان کو نہیں جگاتا یہاں تک کہ جب جاگے تو ان کا خادم ان کو مچھلی کی خبر دینا بھول گیا اور مچھلی پھڑکی یہاں تک کہ دریا میں داخل ہوئی سو اللہ نے اس سے پانی کا بہاؤ بند کر رکھا یہاں تک کہ گویا نشان اس کا پتھر میں ہے، ابن جریج کہتا ہے کہ عمرو نے مجھ سے کہا اور اس طرح جیسے نشان اس کا پتھر میں ہے اور اپنے دونوں انگوٹھے اور ان کے پاس والی دونوں انگلیوں کے درمیان حلقہ کیا البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی، یوشع نے کہا کہ اللہ نے تجھ سے تکلیف دور کی، ابن جریج کہتا ہے کہ یہ زیادتی سعید کی روایت میں نہیں یوشع نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی سو دونوں پھرے تو دونوں نے خضر علیہ السلام کو پایا، ابن جریج کہتا ہے کہ عثمان نے مجھ سے کہا کہ سبز فرش پر دریا کے بیچ میں، کہا سعید نے کپڑا لپیٹے اس کی ایک طرف اپنے دونوں پاؤں کے نیچے کی ہے اور دوسری طرف اپنے سر کے نیچے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا سو اس نے اپنا منہ کھولا اور کہا کہ میری زمین میں سلام نہیں، تو کون ہے؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں، کہا قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! کہا کیا حال ہے تیرا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں آیا ہوں تیرے پاس تا کہ تو مجھ کو سکھلا دے جو اللہ نے تجھ کو سکھلایا ہے راہنمائی سے خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تجھ کو

كَمَا أَخَذَ هٰذَا الطَّآئِرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ إِلٰى أَهْلِ هٰذَا السَّاحِلِ الْاٰخَرِ عَرَفُوْهُ فَقَالُوْا عَبْدُاللّٰهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيْدٍ خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهٗ بِأَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيْهَا وَتِدًا قَالَ مُوْسٰى ﴿أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا ﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ كَانَتِ الْاُوْلٰى نِسْيَانًا وَّالْوُسْطٰى شَرْطًا وَّالثَّالِثَةُ عَمْدًا ﴿قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهٗ قَالَ يَعْلٰى قَالَ سَعِيْدٌ وَّجَدَ غِلْمَانًا يَّلْعَبُوْنَ فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيْفًا فَأَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ بِالسِّكِّيْنِ ﴿قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً ﴿زَاكِيَةً﴾ مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُّرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ فَأَقَامَهٗ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهٗ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾ قَالَ سَعِيْدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهٗ ﴿وَكَانَ وَرَآءَهُمْ﴾ وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّزْعُمُوْنَ عَنْ غَيْرِ سَعِيْدٍ أَنَّهٗ هُدَدُ بْنُ

کفایت نہیں کرتا یہ کہ تیرے ہاتھ میں توارت ہے اور تیرے پاس وحی آتی ہے، اے موسیٰ! بیشک مجھ کو ایک علم ہے کہ تجھ کو لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی وہ سب علم اور بیشک تجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو لائق نہیں کہ میں اس کو جانوں یعنی وہ سارا علم تو ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی اٹھایا اور کہا خضر علیہ السلام نے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم کے پاس مگر اس کے برابر جتنا اس پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی لیا یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے یعنی انہوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں پائیں کہ اس کنارے والوں کو اس دوسرے کنارے والوں کی طرف چڑھا لے جاتے ہیں تو وہ خضر علیہ السلام کو پہچان گئے یعنی اس واسطے کہ وہ لوگ پہلے سے اس کو جانتے تھے کہ یہ بزرگ ہیں سو انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کا بندہ نیک ہے (راوی کہتا ہے کہ ہم نے سعید سے کہا انہوں نے کس کو نیک بندہ کہا؟ اس نے کہا کہ خضر علیہ السلام کو) ہم اس کو کرائے سے نہیں چڑھاتے یعنی بغیر کرایہ کے چڑھا لے گئے سو خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا تاکہ اس کے لوگوں کو ڈبو دے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، کہا مجاہد نے کہ امرا کے معنی ہیں منکر خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ بیشک تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا پہلا سوال بھولے سے تھا اور دوسرا شرط سے اور تیسرا جان بوجھ کر کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر میرا کام مشکل نہ بنا پھر دونوں ایک لڑکے سے ملے خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا، یعلی راوی کہتا ہے کہ سعید نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے لڑکے کھیلتے پائے سو ایک لڑکے کافر معصوم کو

بُدَدَ وَالْغُلَامُ الْمَقْتُوْلُ اسْمُهٗ يَزْعُمُوْنَ جَيْسُوْرَ ﴿مَلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا﴾ فَأَرَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهٖ أَنْ يَّدَعَهَا لِعَيْبِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْا أَصْلَحُوْهَا فَانْتَفَعُوْا بِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ سَدُّوْهَا بِقَارُوْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ بِالْقَارِ ﴿كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾ وَكَانَ كَافِرًا﴾ ﴿فَخَشِيْنَا أَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا﴾ أَنْ يَّحْمِلَهُمَا حُبُّهٗ عَلٰى أَنْ يُّتَابِعَاهُ عَلٰى دِيْنِهٖ ﴿فَأَرَدْنَا أَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا﴾ هُمَا بِهٖ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِيْ قَتَلَ خَضِرٌ وَّزَعَمَ غَيْرُ سَعِيْدٍ أَنَّهُمَا أُبْدِلَا جَارِيَةً وَّأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِيْ عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ.

پکڑ کر لٹایا پھر اس کو چھری سے ذبح کر ڈالا، کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے کہ گناہ نہیں کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو زکیۃ پڑھتے تھے یعنی ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور زاکیہ اسم فاعل کے وزن پر ساتھ معنی مسلمۃ کے ہے یعنی مسلمان جان مانند قول تیرے کے غلاما زکیا یعنی نفس کو بھی زکیہ کہتے ہیں جیسے لڑکے کو زکیہ کہتے ہیں پھر دونوں چلے سو دونوں نے ایک دیورا پائی کہ گرا چاہتی ہے سو خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کر دیا، کہا سعید نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اپنا ہاتھ اٹھایا سو سیدھی ہوگئی، یعلی کہتا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ سعید نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر پھیرا تو وہ سیدھی ہوگئی اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کرنے کی مزدوی لے لیتا، کہا سعید نے مزدوری کہ ہم اس کو کھاتے اور وراءھم کے معنی ہیں کہ ان کے آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو پڑھا ہے امامهم ملك یعنی ان کے آگے ایک بادشاہ تھا گمان کرتے ہیں غیر سعید سے کہ اس بادشاہ کا نام ہدد بن بدد ہے اور جس لڑکے کو خضر علیہ السلام نے مارا تھا گمان کرتے ہیں کہ اس کا نام جیسور ہے ان کے آگے ایک بادشاہ ظالم تھا کہ ہر کشتی درست کو چھین لیتا تھا سو میں نے چاہا کہ جب وہ اس پر گزرے تو اس کو عیب والی ہونے کے سبب سے چھوڑ دے گا اور جب وہ اس سے آگے بڑھیں تو اس کو درست کر کے اس سے نفع اٹھائیں کہتے ہیں یعنی بدلے اصلحوا کے اس کو شیشے سے بند کر کے اس سے فائدہ اٹھائیں اور بعض کہتے ہیں کہ تارکول سے بند کر کے فائدہ اٹھائیں اس کے ماں باپ مسلمان تھے او روہ لڑکا کافر تھا سو ہم ڈرے کہ ان کو عاجز کرے زبردستی یعنی یہ کہ اس کی

محبت ان کو باعث ہو اس پر کہ اس کے دین کی پیروی کریں سو
ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو ان کا رب اس سے بہتر ستھرائی
میں اور قریب تر محبت میں یعنی ان کو اس کے ساتھ زیادہ محبت
ہوگی پہلے لڑکے سے جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور گمان کیا
سعید راوی کے غیر نے کہ اللہ نے ان کو اس کے بدلے لڑکی
دی اور لیکن داؤد سو کہا اس نے بہت راویوں سے کہ وہ لڑکی
ہے یعنی اس نے صرف لڑکی کا نام ہی لیا بدلنے کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے پوچھو تو اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو یہ کہنا جائز ہے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ خود پسندی کا ڈر نہ ہو یا اس کی ضرورت ہو جیسے کہ علم کے بھول جانے کا خوف ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے تو اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو اس کو جائز رکھتا ہے برخلاف اس کے جو اس کو منع کرتا ہے وسیاتی البحث فیہ فی کتاب الادب اور یہ جو راوی نے کہا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا موسیٰ نہیں تو ابن اسحاق کی روایت میں نزدیک نسائی کے ہے کہ سعید نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) نوف کعب احبار سے گمان کرتا ہے کہ جس موسیٰ نے علم کی طلب کی تھی یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ موسیٰ ابن میشا بن افراثیم بن یوسف علیہ السلام ہے اور ابن اسحاق نے مبتداء میں لکھا ہے کہ موسیٰ بن میشا موسیٰ بن عمران سے پہلے بنی اسرائیل میں پیغمبر تھا اور اہل کتاب گمان کرتے ہیں کہ وہی خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا اور یہ جو کہا کہ لیکن عمرو سو اس نے مجھ سے کہا تو مراد ابن جریج کی یہ ہے کہ یہ کلمہ واقع ہوا ہے بیچ روایت عمرو بن دینار کے سوائے روایت یعلی کے اور یہ جو کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے تو یہ محمول ہے اوپر مبالغہ کے بیچ زجر اور تنبیہ کے اس گفتگو سے اور پہلے اس مسئلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر کے درمیان گفتگو ہوئی تھی اور دونوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ پھیری تو اس میں ہے کہ جب واعظ کا وعظ سے سننے والوں میں اثر پیدا ہوا اور ڈریں اور روئیں تو لائق ہے کہ تخفیف کی جائے وعظ میں تا کہ تھک نہ جائیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے اس کو پایا تو یہ چاہتا ہے کہ سائل نے یہ سوال موسیٰ علیہ السلام سے خطبے سے فارغ ہونے کے بعد کیا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ سوال خطبے کے بعد واقع ہوا تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام ابھی مجلس سے جدا نہ ہوئے تھے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس کے تنازع میں ہے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں تھے کہ اچانک ایک مرد ان کے پاس آیا الحدیث اور یہ جو کہا کہ زمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا نہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا غیر ان سے زیادہ عالم نہیں سو مساوی ہونے کا احتمال باقی

ہے اور سفیان کی روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ کہا میں اس روایت میں جزم ہے ساتھ اعلمیت کے واسطے ان کے اور دونوں روایتوں میں فرق ہے اور اکثر روایتوں میں اعلمیت کی نفی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل یہ سوال موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گزرا تھا پھر اس کو منبر پر ذکر کیا اور یہ جو راوی نے کہا کہ **قال لی عمرو وقال لی یعلی** تو اس کا قائل ابن جریج ہے اور یہ جو کہا کہ مچھلی لی تو مسلم میں ابواسحاق کی روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ خرچ راہ کے واسطے نمک دار مچھلی لے اور اس روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ مچھلی بھنی ہوئی تھی اس واسطے کہ زندہ مچھلی کو کوئی نمک نہیں لگاتا اور اس سے پہچانی جاتی ہے حکمت بیچ خاص کرنے مچھلی کے سوائے اور جاندار چیزوں کے اس واسطے کہ اس کے سوا کوئی جانور مردہ نہیں کھایا جاتا اور نہیں وارد ہوتی ٹڈی اس واسطے کہ کبھی وہ نہیں ملتی خاص کر مصر میں اور یہ جو کہا **لیست عن سعید** تو اس کا قائل بھی ابن جریج ہے اور مراد اس کی یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا نام اس کے پاس سعید کی روایت میں نہیں اور احتمال ہے کہ اس نے صورت سیاق کی نفی کی ہے نہ نام کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیچ روایت سفیان کی عمرو بن دینار سے اور یوشع کے نسب کا بیان احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور یہ کہ وہ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں قائم ہوا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا بھانجا تھا اور پہلے قول کی بنا پر جس کو نوف نے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس قصے والا وہ عمران کا بیٹا نہیں پس نہ ہوگا خادم اس کا یوشع بن نون اور یہ جو کہا کہ مچھلی پھڑکی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ مچھلی ٹوکری میں پھڑکی اور اس سے نکل کر سمندر میں گر پڑی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ مچھلی پانی میں پھڑکی اور دونوں معنی کے درمیان کچھ مخالفت نہیں اس واسطے کہ وہ مچھلی دوبار پھڑکی پہلی بار ٹوکری میں پھڑکی پھر جب وہ سمندر میں گری تو پھر پھڑکی سو پہلی بار پھڑکنا اس کا زندہ ہونے کے ابتدا میں تھا اور دوسری بار پھڑکنا اس کا سمندر کی سیر میں تھا جب کہ اس نے دریا میں راہ لی اور اگلے باب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس پتھر کے نیچے ایک نہر ہے اس کو آب حیات کہا جاتا ہے اگر مردے کو اس کے پانی سے کچھ چیز پہنچے تو زندہ ہو جاتا ہے سو مچھلی کو اس نہر کے پانی سے کچھ تراوت پہنچی سو وہ پھڑکی اور ٹوکرے سے سرک کر سمندر میں کود پڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس پانی سے ایک قطرہ اس مچھلی پر پڑا سو وہ زندہ ہوئی اور ٹوکری سے نکل کر دریا میں گر پڑی اور گمان کیا ہے داؤدی نے کہ جس پانی میں مچھلی داخل ہوئی تھی وہ نہر آب حیات کا پانی تھا حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ حدیثیں صریح ہیں اس میں کہ آب حیات کی نہر پتھر کے پاس تھی اور وہ سمندر کا غیر ہے یعنی اور وہ نہر اور تھی اور سمندر اور تھا اور شاید نہر آب حیات کی اگر ثابت ہو نقل بیچ اس کے سند اس شخص کے ہے جو گمان کرتا ہے کہ خضر علیہ السلام نے آب حیات کی نہر سے پانی پیا اور ہمیشہ زندہ رہ گئے اور یہ مذکور ہے وہب بن منبہ وغیرہ سے جو اسرائیلی کتابوں سے نقل کرتے تھے اور ابوجعفر مناوی نے اس باب میں ایک کتاب لکھی ہے اور ثابت کی اس نے یہ بات کہ جو اسرائیلی کتابوں میں سے نقل کیا

جائے اس کا اعتبار نہیں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ جب جاگا تو بھول گیا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کی خبر دینا تو اس کلام میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جب جاگا تو چلا سو بھول گیا مچھلی کا قصہ کہنا اور اسی طرح تعالیٰ کا قول ﴿فنسیا حوتھما﴾ سو بعض کہتے ہیں کہ منسوب کیا گیا نسیان طرف دونوں کی واسطے تغلیب کے اور بھولنے والا صرف ان کا خادم تھا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گیا جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور ذکر کیا ہے ابن عطیہ نے کہ اس نے ایک مچھلی دیکھی اس کی ایک طرف میں کانٹا اور ہڈی اور پتلا چمڑا تھا اور دوسری طرف درست تھی اور اس جگہ والے ذکر کرتے تھے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی کی نسل سے ہے واسطے اشارہ کے طرف اس بات کی کہ جب اس کی ایک طرف کا گوشت کھایا گیا تو بدستور رہی اس میں یہ صفت پھر اس کی نسل میں بھی اور یہ جو کہا ﴿لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا﴾ تو اس روایت میں اختصار ہے اور سفیان کی روایت میں ہے سو دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہا تھا جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی تو داؤدی نے کہا کہ یہ روایت وہم ہے اور شاید اس نے سمجھا ہے کہ نہیں خبر دی تھی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو مگر بعد ایک دن رات کے اور حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ابتدا اس کی اس دن سے ہے جس دن اس کی تلاش کو نکلے تھے اور واضح کرتی ہے اس کو روایت مسلم کی کہ جب دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی یعنی اس میں دن رات کا ذکر نہیں اور سفیان کی روایت مذکورہ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے تھے نہ تھکے تھے اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا یعنی تعجب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہ نمک لگی ہوئی مچھلی نے سمندر میں راہ لی اور یہ جو کہا کہ پھر دونوں پھرے اور خضر علیہ السلام کو پایا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی ہم چاہتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یہی ہے ہماری حاجت اور یاد کیا موسیٰ علیہ السلام نے جو اللہ نے ان کو وصیت کی تھی مچھلی کے امر میں اور یہ جو کہا کہ دونوں پھرے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ نہ خبر دی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو یہاں تک کہ کچھ زمانہ چلے اس واسطے کہ اگر جاگتے ہی ان کو خبر کر دیتا تو اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈنے کے محتاج نہ ہوتے اور سفیان کی روایت میں ہے یہاں تک کہ پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دیکھا کہ ایک مرد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں نے خضر علیہ السلام کو سمندر کے جزیرے میں پایا اور نہیں ہے مخالفت دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ جب دونوں پتھر کے پاس پہنچے تو اس کو تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ اس کو جزیرے میں پایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ خادم نے ان کو مچھلی کی جگہ دکھلائی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اسی جگہ کا مجھ کو حکم ہوا تھا سو اس کو تلاش کرنے لگے سو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مچھلی کی راہ سے پانی ہٹ گیا سو وہ طاق سا ہو گیا سو داخل ہوئے اس میں موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے پیچھے تو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور یہ جو کہا کہ

اپنا کپڑا لپیٹے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے چت لیٹے اور احادیث الانبیاء میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ خضر علیہ السلام کا نام تو اسی واسطے خضر ہوا کہ صاف سفید زمین پر بیٹھے سو وہ ان کے نیچے سے سرسبز ہو گئی اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے جواب میں کہا وعلیکم السلام اور سفیان کی روایت میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیری زمین میں سلام کہاں اور یہ ستفہام استبعاد کا ہے دلالت کرتا ہے کہ اس ملک کے لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے یعنی کسی پیغمبر کے دین پر نہ تھے اور تطبیق دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے سلام کے جواب کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا تھا اور روایت کی ہے عبد بن حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا السلام علیك یا خضر تو خضر علیہ السلام نے کہا وعلیك السلام یاموسٰی ، کہا تجھ کو کیا معلوم ہے کہ میں موسیٰ ہوں؟ کہا کہ معلوم کروایا مجھ کو تیرا نام جس نے تجھ کو میرا نام بتلایا اور یہ اگر ثابت ہو تو یہ دلیل ہے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہے لیکن بعید کرتا ہے اس کے ثابت ہونے کو قول اس کا اس روایت میں جو صحیح میں ہے کہ کہا من انت تو کون ہے؟ کہا میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل کا الحدیث، اور یہ جو کہا کہ اسے موسیٰ! مجھ کو ایک علم ہے کہ لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی سارا وہ علم اور تجھ کو ایک علم ہے کہ نہیں لائق ہے مجھ کو میں اس کو جانوں یعنی سارا وہ علم اور اس کا مقدر کرنا متعین ہے اس واسطے کہ خضر علیہ السلام ظاہر علم سے بقدر حاجت کے پہچانتے تھے اور اسی طرح موسیٰ علیہ السلام بھی باطن علم سے پہچانتے تھے جو ان کو وحی کے طریق سے معلوم ہوتا تھا اور یہ جو کہا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا تو اسی طرح مطلق بولا ہے اس نے وہ صیغہ جو دلالت کرتا ہے اوپر ہمیشہ ہونے نفی کے واسطے اس چیز کے کہ اطلاع دی اس کو اللہ نے اوپر اس کے اس سے کہ موسیٰ علیہ السلام ترک انکار پر صبر نہ کر سکے گا جب کہ دیکھے گا جو شرع کے مخالف ہے اس واسطے کہ یہ شان ہے عصمت اس کی کی اور اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کوئی چیز دیانت کے امروں سے نہ پوچھی بلکہ اس کے ساتھ رہے تا کہ دیکھے اس سے وہ چیز کہ اطلاع ہو اس کو ساتھ اس کے اوپر مرتبے اس کے اس علم میں کہ اس کے ساتھ خاص ہے اور قول اس کا کیف تصبر استفہام ہے سوال سے تقدیر اس کی یہ ہے کہ تو نے کیوں کہا کہ میں صبر نہ کر سکوں گا اور میں صبر کر سکوں گا اور قول موسیٰ علیہ السلام کا ﴿ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لك امرا﴾ بعض نے کہا کہ صبر میں ان شاء اللہ کہا تو صبر کیا اور نافرمانی میں ان شاء نہ کہا سو نافرمانی کی اور اس میں نظر ہے اور گویا کہ مراد ساتھ صبر کے یہ ہے کہ صبر کیا اس کی پیروی سے اور اس کے ساتھ چلنے سے اور سوائے اس کے نہ انکار اس پر اس امر میں جو ظاہر شرع کے مخالف ہے اور یہ جو کہا کہ ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر کا پانی لیا تو اس کی شرح کتاب العلم میں پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس روایت کا یہ ہے کہ چونچ ماری پرندے نے سمندر میں پیچھے قول خضر علیہ السلام کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کے جو متعلق ہے ساتھ علم ان دونوں کے اور روایت سفیان کی تقاضا کرتی ہے کہ واقع ہوا تھا یہ بعد پھاڑنے کشتی کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ

پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا کہا اور ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور سمندر میں ایک بار چونچ ماری سو تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ قول اس کا فاخذ طائر بمنقارہ اس سے پہلے کلام محذوف ہے اور وہ سوار ہونا ان کا ہے کشتی میں اس واسطے کہ سفیان نے کشتی کی تصریح کی ہے اور روایت کی ہے نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ پرندہ کیا کہتا ہے؟ کہا نہیں! کہا کہتا ہے کہ نہیں علم تم دونوں کا اللہ کے علم کے آگے مگر جتنا میری چونچ نے اس سارے سمندر سے گھٹایا اور یہ جو کہا وجدا معابر تو یہ تفسیر ہے واسطے قول اس کے کی رکبا فی السفینة نہ یہ کہ وجد جواب ہے اذا کا اس واسطے کہ وجود معابر کا تھا پہلے سوار ہونے ان کے کشتی میں اور واقع ہوا ہے سفیان کی روایت میں سو دونوں سمندر کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے سو ایک کشتی پر گزرے تو کشتی والوں سے تینوں آدمی کے چڑھانے کے لیے بات چیت کی اور یہ جو کہا کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو نہ خوف میں ڈالا ان کو کسی چیز نے مگر یہ کہ خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ ڈالا اور اس کی جگہ میخ گاڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تختہ اکھاڑتے موسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی نے نہ دیکھا اور اگر کشتی والے اس کو دیکھتے تو اس کو تختہ اکھاڑنے سے روکتے اور ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ حال دیکھا تو سخت غضبناک ہوئے اور اپنے کپڑے مضبوط باندھے اور کہا تو چاہتا ہے کہ کشتی والوں کو ہلاک کر ڈالے؟ تو جانے گا کہ تو ہی پہلے ہلاک ہوگا تو یوشع نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تجھ کو عہد یاد نہیں اور یہ جو کہا کہ خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو مار ڈالا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے اس کا سر اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کاٹ ڈالا اور تطبیق دونوں روایتوں میں یوں ہے کہ پہلے اس کو ذبح کیا پھر اس کا سر کاٹا اور یہ جو کہا زاکیة مسلمة الخ تو یہ تفسیر ہے راوی سے اور یہ اشارہ ہے طرف دونوں قرأت کے یعنی قرأت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ صیغے مبالغہ کے ہے اور قرأت دوسری بلفظ اسم فاعل کے ساتھ معنی مسلمہ کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اطلاق کیا یہ موسیٰ علیہ السلام نے باعتبار ظاہر حال غلام کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام جلدی نہ کرتے تو بہت عجب چیزیں دیکھتے اور یہ جو کہا کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو ایک روایت میں ہے کہ سب مجلسوں میں گھومے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا اور کہتے ہیں کہ یہ گاؤں ایلہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ انطاکیہ تھا اور بعض کہتے ہیں آذربیجان اور ذکر کیا ہے ثعلبی نے کہ چوڑائی اس دیوار کی پچاس ہاتھ تھی سو ہاتھ میں ان کے ہاتھوں سے اور نیز ثعلبی نے ذکر کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اوپر پھاڑنے کشتی کے اور قتل کرنے لڑکے کے اور سیدھے کرنے دیوار کے اور تو نے اپنے آپ کو بھلایا جب کہ تو دریا میں ڈالا گیا اور قبطی کو قتل کیا اور جب تو نے شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلایا ثواب کے واسطے یہ جو کہا کہ اس لڑکے کے ماں باپ مومن تھے اور وہ کافر تھا اور

وہب بن منبہ کے مبتداء میں ہے کہ اس کے باپ کا نام ملاس تھا اور اس کی ماں کا نام رحما تھا اور یہ جو کہا کہ ﴿خیرا منه زكوٰة﴾ تو ذکر کیا ہے لفظ زکوۃ کا واسطے مناسبت ﴿اقتلت نفسا زكية﴾ کے اور معنی رحم کے ساتھ زیر ح کے قرابت کے ہیں اور ساتھ جزم ح کے عورت کی شرم گاہ کو کہتے ہیں اور ساتھ ضمہ را پھر سکون کے رحمت کو کہتے ہیں اور یہ جو ابن جرج نے کہا کہ گمان کیا ہے سعید کے غیر نے کہ ان کو اس لڑکے کے بدلے لڑکی دی گئی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور ابن منذر نے روایت کی ہے کہ اس لڑکی سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے اور ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور یہ وہی پیغمبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تو لوگوں نے اس کو کہا کہ کھڑا کر ہمارے واسطے کوئی بادشاہ کہ ہم اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑیں اور اس پیغمبر کا نام شمعون ہے اور ابن کلبی کی تفسیر میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے بہت پیغمبر پیدا ہوئے کہ اللہ نے ان کے سبب سے بہت امتوں کو ہدایت کی اور بعض کہتے ہیں کہ اس لڑکی کی اولاد سے ستر پیغمبر پیدا ہوئے اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے مستحب ہونا حرص کا اوپر زیادتی علم کے اور سفر کرنا واسطے اس کے اور ملنا مشائخ سے اور اٹھانا تکلیف کا واسطے اس کے اور مدد لینی اس میں تابعداروں اور خادموں سے اور یہ کہ جائز ہے بولنا فتی کا تابع پر اور یہ کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد سے اور مطیع ہونا خادم کا واسطے مخدوم اپنے کے اور عذر پیروی کا اور قبول کرنا ہبہ کا غیر مسلم سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں واسطے کئی معانی کے کہ تنبیہ کی ہے میں نے ان پر پہلے اس سے مانند قول اس کی کے ﴿ما فعلته عن امری﴾ اور مانند پیروی کرنے موسیٰ علیہ السلام پیغمبر کے واسطے اس کے تا کہ اس سے علم سیکھیں اور مانند آگے بڑھنے اس کے کی اوپر قتل کرنے نفس کے واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اس کو بعد اس کے اور سوائے اس کے اور اسی طرح جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز دفع کرنے سخت ضرر کے ساتھ اخف کے اور چشم پوشی کرنے کے بعض منکر چیزوں پر واسطے اس خوف کے کہ اس سے زیادہ تر سخت پیدا نہ ہو اور فاسد کرنے بعض مال کے واسطے اصلاح اکثر اس کے کی مانند خصی کرنے جانور کے واسطے موٹا کرنے کے اور کاٹنے کان اس کے کی واسطے فرق کے اور اس قسم سے ہے مصالحت کرنا ولی یتیم کی بادشاہ سے یتیم کے بعض مال پر واسطے اس ڈر کے کہ اس کا سارا مال لے جائے پس صحیح ہے لیکن اس چیز میں کہ منصوص شرع کے معارض نہ ہو پس نہیں جائز ہے اقدام کرنا اوپر قتل کرنے کسی نفس کے اگرچہ اس سے اندیشہ ہو کہ وہ بہت جانوں کا خون کرے گا پہلے اس سے کہ کوئی چیز اپنے ہاتھ سے کر لے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا خضر علیہ السلام نے یہ اس واسطے کہ اللہ نے اس کو اس پر اطلاع دی، کہا ابن بطال نے کہ خضر علیہ السلام کا یہ کہنا کہ یہ لڑکا کافر تھا وہ باعتبار اس چیز کے ہے کہ رجوع کرے اس کی طرف امر اس کا یعنی اگر بالغ ہونے تک زندہ رہتا تو انجام میں کافر ہوتا اور مستحب ہونا ایسے قتل کا نہیں جانتا ہے اس کو مگر اللہ اور جائز ہے

واسطے اللہ کے یہ کہ حکم کرے اپنی خلقت میں جو چاہے بالغ ہونے سے پہلے اور پیچھے انتہی ، اور احتمال ہے کہ لڑکے ممیز کی تکلیف بالغ ہونے سے پہلے اس شریعت میں جائز ہو پس دور ہو گا اشکال اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خبر دینا ساتھ تھکنے کے اور ملحق ہے ساتھ اس کے درد بیماری وغیرہ سے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ مقدر سے ناراض نہ ہو اور یہ کہ جو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اس کی مدد ہوتی ہے پس نہیں جلدی کرتے اس کی طرف تکلیف اور بھوک برخلاف اس شخص کے جو اللہ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہو جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے جب کہ وہ میقات کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ متوجہ ہونا ان کا اللہ کی بندگی میں تھا سو نہیں منقول ہوا کہ ان کو تکلیف ہوئی ہو یا کھانا مانگا ہو یا کسی کی رفاقت چاہی ہو اور اسی طرح جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے نفس کی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور جب خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے تو اس وقت بھی اپنی ذاتی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور تھک گئے اور اس حدیث میں جواز طلب کرنا قوت کا ہے اور طلب کرنا ضیافت کا اور اس میں قائم ہونا عذر کا ہے ساتھ ایک بار کے اور قائم ہونا حجت کا ساتھ دوسری بار کے اور اس میں حسن ادب ہے ساتھ اللہ کے اور یہ کہ نہ منسوب کیا جائے اس کی طرف جس کا بولنا قبیح ہے اگرچہ سب اللہ کی تقدیر سے اور اس کی پیدائش سے ہے واسطے دلیل قول خضر علیہ السلام کے کشتی کے بارہ میں سو میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کروں اور دیوار کے متعلق کہا کہ تیرے رب نے چاہا اور اسی طرح ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والخير بيديك والشر ليس اليك۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ ﴿عَجَبًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آگے بڑھے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم کو کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر سے تکلیف پائی عجبا تک۔

﴿صُنْعًا﴾ عَمَلًا ﴿حِوَلًا﴾ تَحَوُّلًا.

یعنی صنعا کے معنی ہیں عمل یعنی اس آیت میں ﴿ويحسبون انهم يحسنون صنعا﴾ اور حولا کے معنی ہیں پھرنا یعنی ﴿لا يبغون عنها حولا﴾ میں یعنی نہ چاہیں گے اس جگہ سے پھرنا۔

﴿قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا﴾.

کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے قدموں پلٹے قدموں کا نشان ڈھونڈتے۔

﴿اِمْرًا﴾ وَ﴿نُكْرًا﴾ دَاهِيَةً.

یعنی امرا اور نکرا کے معنی ہیں عجب بات۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ دونوں میں سے کون سا لفظ ابلغ ہے سو بعض کہتے ہیں کہ امرا ابلغ ہے نکرا سے اس

واسطے کہ کہا اس کو بسبب پھاڑ ڈالنے کشتی کے جو نوبت پہنچاتا ہے ہلاک کرنے کی طرف چند جانوں کی اور نکرا بسبب قتل کرنے ایک جان کے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نکرا ابلغ ہے اس واسطے کہ ضرر اس میں فی الحال موجود ہے برخلاف امرا کے کہ اس میں ضرر متوقع ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ کہا اس نے نکرا میں ﴿الم اقل لك﴾ اور امرا میں یہ نہ کہا۔ (فتح)

﴿يَنقَضَّ﴾ يَنقَاضُ كَمَا تَنقَاضُ السِّنُّ.

یعنی ینقض اور ینقاض دونوں کے ایک معنی ہیں جیسے کہا جاتا ہے گرتا ہے دانت۔

﴿لَتَخِذْتَ﴾ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ.

یعنی لتخذت اور اتخذت کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: اور مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو لتخذت پڑھا ہے اور یہ قرأت ابو عمرو کی ہے اور اس کے غیر کی قرأت لاتخذت ہے۔

﴿رُحْمًا﴾ مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِّنَ الرَّحْمَةِ وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيْمِ وَتُدْعٰى مَكَّةُ أُمَّ رُحْمٍ أَيِ الرَّحْمَةُ تَنزِلُ بِهَا.

یعنی رحما مشتق ہے رحم سے جس کے معنی قرابت کے ہیں اور وہ زیادہ ہے مبالغہ میں رحمت سے جس کے معنی نرمی دل کے ہیں یعنی اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے اس کو اکثر اوقات بغیر عکس کے اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مشتق ہے اور بلایا جاتا ہے کہ مکہ ام الرحم یعنی ساتھ ضمہ را اور سکون حا کے یعنی رحمت اس میں نازل ہوتی ہے۔

فائدہ: اور اس میں تقویت ہے واسطے اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو کہ رحم قرابت سے ہے نہ رقت سے۔ (فتح)

٤٣٥٨ ـ حَدَّثَنِيْ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَوْفَ الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ لَيْسَ بِمُوْسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوْسٰى خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ فَقِيْلَ لَهُ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذْ

۴۳۵۸۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا نہیں وہ موسیٰ ساتھی خضر علیہ السلام کا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اس واسطے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے فرمایا کہ موسیٰ بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے تو کسی نے ان سے پوچھا کہ لوگوں میں بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اور اللہ نے

لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحٰى إِلَيْهِ بَلٰى عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِىْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَىْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيْلُ إِلَيْهِ قَالَ تَأْخُذُ حُوْتًا فِىْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوْسٰى وَمَعَهٗ فَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ وَّمَعَهُمَا الْحُوْتُ حَتّٰى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوْسٰى رَأْسَهٗ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِىْ حَدِيْثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِىْ أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُّقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيْبُ مِنْ مَّآئِهَا شَىْءٌ إِلَّا حَيِىَ فَأَصَابَ الْحُوْتَ مِنْ مَّآءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوْسٰى قَالَ ﴿لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا﴾ الْاٰيَةَ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ مَآ أُمِرَ بِهٖ قَالَ لَهٗ فَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَآ إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ﴾ الْاٰيَةَ قَالَ فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِىْ اٰثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِى الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوْتِ فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا وَّلِلْحُوْتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُّسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى قَالَ وَأَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِىْ إِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِىْ مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا

موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ کیوں نہیں میرے بندوں میں ایک بندہ ہے دو سمندروں کے ملنے کی جگہ میں وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا اے رب! اس کی طرف کیسے راہ ملے؟ اللہ نے فرمایا کہ تو ایک مچھلی لے کر ٹوکرے میں رکھ لے سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے جاتی رہے تو اس کو وہیں تلاش کر، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لے کر نکلے اور دونوں کے ساتھ مچھلی تھی یہاں تک کہ (سنگم کے) پتھر کے پاس پہنچے سو دونوں اس کے پاس اترے سو موسیٰ علیہ السلام اپنا سر ٹیک کر سو گئے کہا سفیان نے اور عمرو کی حدیث میں ہے کہا اور پتھر کی جڑ میں ایک چشمہ تھا اس کو آب حیات کا چشمہ کہا جاتا تھا نہیں پہنچتی تھی اس کے پانی سے کوئی چیز (مردہ) مگر کہ زندہ ہو جاتی تھی سو مچھلی کو اس چشمے کے پانی کی تراوت پہنچی کہا سو مچھلی پھڑکی اور ٹوکری سے نکل کر سمندر میں داخل ہوئی سو جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے اخیر آیت تک، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے تو ان کے خادم یوشع نے ان سے کہا یہ تو بتلایئے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اخیر آیت تک، کہا سو دونوں الٹے قدموں پلٹے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے سو دونوں نے سمندر میں طاق سا پایا جہاں سے مچھلی گئی تھی سو موسیٰ علیہ السلام کے خادم کو تعجب ہوا اور مچھلی کو راہ ملی سو جب پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دونوں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا، خضر علیہ السلام نے کہا اور تیری زمین میں سلام کہاں؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل

قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى إِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ بَلٰى أَتَّبِعُكَ قَالَ ﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَفِيْنَةٌ فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوْهُمْ فِيْ سَفِيْنَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُوْلُ بِغَيْرِ أَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِيْنَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُوْرٌ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰى مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِيْ وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْقَارَهُ قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوْسٰى إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰى قَدُوْمٍ فَخَرَقَ السَّفِيْنَةَ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا ﴿لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ﴾ الْآيَةَ فَانْطَلَقَا إِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوْسٰى ﴿أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا إِلٰى قَوْلِهِ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ أَنْ يَنْقَضَّ﴾ فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى إِنَّا دَخَلْنَا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ

کا؟ کہا ہاں! کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس پر کہ تو مجھ کو سکھلائے جو اللہ نے تجھ کو سکھلایا رہنمائی سے؟ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! اللہ نے تجھ کو اپنے بے شمار علم سے ایک ہی علم سکھلایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا اور مجھ کو بھی اللہ نے اپنے علم سے ایک علم سکھلایا ہے کہ تو اس کو نہیں جانتا ، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں میں تیری پیروی کروں گا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا یہاں تک کہ میں تجھ سے اس کا ذکر کروں پھر دونوں روانہ ہوئے کنارے کنارے سمندر کے چلے جاتے تھے سو ادھر سے ایک کشتی گزری سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو اپنی کشتی میں کرایہ کے بغیر چڑھا لیا سو دونوں کشتی میں سوار ہوئے سو ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آ بیٹھی تو اس نے سمندر میں اپنی چونچ ڈبوئی تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں میرا علم اور تیرا علم اور خلقت کا اللہ کے علم سے مگر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں پانی اٹھایا سو کچھ دیر نہ لگی تھی کہ خضر علیہ السلام نے کلہاڑے سے کشتی کو پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ تو کشتی والوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی پھر دونوں چلے سو اچانک دونوں نے ایک لڑکے کو دیکھا جو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا تھا سو خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر کاٹ ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا اللہ کے اس قول تک، سو انہوں نے نہ ہماری ضیافت کی نہ ہم

يُضَيِّفُوْنَا وَلَمْ يُطْعِمُوْنَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوْسٰى صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا.

کو کھانا کھلایا اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کرنے کی مزدوری لیتا؟ کہا خضر علیہ السلام نے اس وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں تجھ کو تاویل ان تینوں باتوں کی جن پر تو صبر نہ کر سکا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تا کہ ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھتے تھے وكان امامهم ملك ياخذ كل سفينة صالحة غصبا واما الغلام فكان كافرا یعنی ورائهم کی جگہ امامهم پڑھتے تھے اور سفینہ کے آگے صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور غلام کے آگے لفظ کافر کا زیادہ کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا ہم بتلائیں تم کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں۔

۴۳۵۹ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِيْ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا﴾ هُمُ الْحَرُوْرِيَّةُ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى أَمَّا الْيَهُوْدُ فَكَذَّبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا النَّصَارٰى فَكَفَرُوْا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوْا لَا طَعَامَ فِيْهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُوْرِيَّةُ ﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ﴾ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيْهِمُ الْفَاسِقِيْنَ.

۴۳۵۹۔ مصعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ کیا ہم بتلائیں تجھ کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں کہ کیا وہ لوگ حروریہ یعنی خارجی ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں وہ یہود ونصاریٰ ہیں، یہود نے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے بہشت سے انکار کیا کہا کہ بہشت میں نہ کھانا ہے نہ پینا اور حروریہ وہ لوگ ہیں جو توڑتے ہیں عہد اللہ کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور سعد ان کا نام فاسقین رکھتے تھے۔

فائدہ: حرورا ایک گاؤں کا نام ہے جس جگہ سے پہلے پہل خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کیا یہی لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ نے یہ آیت

اتاری اور حاکم نے ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہروان والے یعنی خارجی انہیں لوگوں میں سے ہیں اور عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل حرورا ان میں سے ہیں اور شاید یہی سبب ہے پوچھنے مصعب رحمہ اللہ کے کا اپنے باپ کو اس آیت سے اور جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے وہ بعید نہیں اس واسطے کہ لفظ اس کو شامل ہے اگرچہ سبب مخصوص ہے اور نسائی کی روایت میں من بعد میثاقه کے بعد اتنا زیادہ ہے ویقطعون ما امر الله به ان یوصل الی الفاسقین کہا یزید نے اسی طرح میں نے یاد رکھا میں کہتا ہوں اور وہ خود اس کی غلطی ہے یا اس سے نیچے کے راوی کی غلطی ہے اور صواب خاسرون ہے اور یہ جو کہا کہ سعد ان کا نام فاسق رکھتے تھے تو شاید یہی سبب ہے غلطی مذکور کا اور حاکم کی روایت میں ہے الخوارج قوم زاغوا فازاغ الله قلوبهم یعنی خارجی وہ لوگ ہیں جو پھر گئے سو اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا اور یہی ہے وہ آیت جس کے اخیر میں فاسقین ہے اور شاید اختصار کرنے کی وجہ سے یہ غلطی ہوئی اور شاید سعد نے دونوں آیتوں کو اکٹھا ذکر کیا تھا اس کو جو بقرہ میں ہے اور اس کو جو صف میں ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن مردویہ نے مصعب رحمہ اللہ سے کہ ایک خارجی نے سعد کی طرف نظر کی سو کہا کہ یہ کفر کے اماموں سے ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے میں نے کفر کے اماموں سے لڑائی کی تو دوسرے نے کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے عمل اکارت ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔

بَابُ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾ الْآيَةَ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو مٹ گئے عمل ان کے سو نہ کھڑا کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن کوئی ترازو۔

٤٣٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَاللهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَّقَالَ اقْرَءُوْا ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾

۴۳۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حال یوں ہے کہ البتہ بڑا موٹا مرد قیامت کے دن آئے گا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر اس کی قدر نہ ہوگی اور فرمایا کہ اس کی سند قرآن سے پڑھ لو کہ اللہ فرماتا ہے کہ نہ کھڑے کریں گے ہم ان کے واسطے ترازو اور روایت ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے روایت کی مغیرہ سے اس نے ابوزناد سے اس کی مثل۔

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ.

فائدہ: اس سے پہلے باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے اس میں یہ بیان ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتری جن کے عمل اکارت ہوئے اور یہ جو کہا کہ پڑھو تو احتمال ہے کہ اس کا قائل صحابی ہو یا مرفوع ہو مانند باقی حدیث کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ مَرْيَمَ — سورۂ مریم کی تفسیر کا بیان

فائدہ: روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کاف کریم سے ہے اور ہا ہادی سے ہے اور یا حکیم سے اور عین علیم سے اور صاد صادق سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کھٰیٰعٓصٓ قسم ہے اللہ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے اور وہ اس کے ناموں میں سے ہے اور یہی روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ قرآن کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾ اَللّٰهُ يَقُوْلُهُ وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُوْنَ وَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ﴾ يَعْنِيْ قَوْلَهُ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾ اَلْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ أَسْمَعُ شَيْءٍ وَّأَبْصَرُهُ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر ﴿اسمع بھم وابصر﴾ کی کہ اللہ کہے گا ان کو اور وہ آج نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں ظاہر گمراہی میں ہیں یعنی مراد ساتھ قول اس کے کے ﴿اسمع بھم وابصر﴾ کافر لوگ ہیں کہ قیامت کے دن سب چیزوں سے زیادہ سننے والے اور زیادہ دیکھنے والے ہوں گے۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن زیادہ سننے والے اور دیکھنے والے ہوں گے اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ سنیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو سننا اور دیکھیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو دیکھنا۔

﴿لَأَرْجُمَنَّكَ﴾ لَأَشْتِمَنَّكَ.

یعنی لارجمنك کے معنی ہیں کہ البتہ میں تجھ کو برا کہوں گا۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿یا ابراھیم لان لم تنتہ لارجمنك﴾ یعنی اے ابراہیم! اگر تو باز نہ رہے گا تو میں تجھ کو گالی دوں گا۔

﴿وَرِءْيًا﴾ مَنْظَرًا.

یعنی ورءیا کے معنی ہیں دیکھنے والے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وکم اھلکنا من قرن ھم احسن اثاثا ورءیا﴾ یعنی ہم نے ان سے پہلے بہت قرن ہلاک کیے جو بہتر تھے اسباب میں اور نمود میں۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿تَؤُزُّهُمْ أَزًّا﴾ تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ تؤزھم کے معنی ہیں ابھارتے ہیں ان کو گناہوں کی طرف ابھارنا یعنی اس آیت میں ﴿انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین تؤزھم ازا﴾ یعنی ہم نے بھیجا ہے شیطانوں کو کافروں پر کہ ابھارتے ہیں ان کو ابھارنا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِدًّا﴾ عِوَجًا.

یعنی کہا مجاہد نے کہ اِدا کے معنی ہیں کج یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿لقد جئتم شیئا ادا﴾۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وِرْدًا﴾ عِطَاشًا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وردا کے معنی ہیں پیاسے یعنی اس آیت میں ﴿ونسوق المجرمین الی جھنم وردا﴾ یعنی ہانکیں گے ہم گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے۔

﴿أَثَاثًا﴾ مَالًا.

یعنی اثاثا کے معنی ہیں مال۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے ﴿احسن اثاثا ورئیا﴾ کی تفسیر میں کہ زیادہ مال میں اور زیادہ صورت میں۔

﴿إِدًّا﴾ قَوْلًا عَظِيمًا.

یعنی ادا کے معنی ہیں بڑی بات۔

﴿رِكْزًا﴾ صَوْتًا.

یعنی اور رکزا کے معنی ہیں آواز۔

﴿غَيًّا﴾ خُسْرَانًا.

یعنی غیا کے معنی ہیں خسارہ۔

﴿بُكِيًّا﴾ جَمَاعَةُ بَاكٍ.

یعنی بکیا جمع ہے اس کا واحد باك ہے اللہ نے فرمایا ﴿خروا سجدا وبکیا﴾۔

﴿صِلِيًّا﴾ صَلِيَ يَصْلَى.

یعنی صلیا بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ھم اولیٰ بھا صلیا﴾ مصدر ہے صلی یصلی کا ساتھ زیر لام کے ماضی میں اور زبر اس کی کے مضارع میں باب سمع یسمع سے۔

﴿نَدِيًّا﴾ وَالنَّادِي وَاحِدٌ مَجْلِسًا.

یعنی ندیا اور نادی کے معنی ہیں مجلس اللہ کے اس قول میں ﴿احسن ندیا﴾ یعنی کون فرقہ دونوں میں سے ہے نیک مجلس میں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَلْيَمْدُدْ﴾ فَلْيَدَعْهُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ فلیمدد کے معنی ہیں کہ اس کو چھوڑ

دیتا ہے یعنی مہلت دیتا ہے اس کو ایک مدت تک اور وہ ساتھ لفظ امر کے ہے اور مراد ساتھ اس کے خبر ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ڈرا ان کو حضرت کے دن سے یعنی پچھتانے کے دن سے۔

٤٣٥١ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ ثُمَّ يُنَادِيْ يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ﴾ وَهٰؤُلَاءِ فِيْ غَفْلَةٍ أَهْلُ الدُّنْيَا ﴿وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾.

۴۳۵۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائی جائے گی موت مانند صورت مینڈھے سفید اور سیاہ رنگ کی تو کوئی پکارنے والا پکارے گا اے بہشتیو! تو وہ گردنیں دراز کر کے دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہے پھر پکارے گا اے دوزخیو! سو وہ گردنیں دراز کریں گے اور دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ دوزخی کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہوا ہے پھر موت ذبح کی جائے گی پھر کہا جائے گا کہ اے بہشتیو! تم ہمیشہ بہشت میں رہو گے تم کو موت نہیں اور اے دوزخیو! تم ہمیشہ دوزخ میں رہو گے تم کو موت نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ ڈر سنا دے ان کو حسرت کے دن سے جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ غفلت میں ہوں گے اور یہ جو غفلت میں ہیں مراد اس سے اہل دنیا ہیں یعنی اس واسطے کہ آخرت غفلت کا گھر نہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مینڈھا سفید اور سیاہ رنگ کی صورت پر تو حکمت اس میں یہ ہے کہ بہشتیوں اور دوزخیوں کی دونوں صفت کو یعنی سفیدی اور سیاہی کو جمع کیا جائے گا اور اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے بیچ ہے۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے کہ ﴿مابین ایدینا﴾ سے مراد آخرت ہے اور ﴿ما خلفنا﴾ سے مراد دنیا ہے اور ﴿ما بین ذلك﴾ سے مراد وہ چیز ہے جو دو نفخوں کے درمیان ہے۔

٤٣٦٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾.

۴۳۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا چیز منع کرتی ہے تجھ کو یہ کہ تو ہم سے ملاقات کرے زیادہ اس سے کہ ملاقات کرتا ہے سو یہ آیت اتری کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام چالیس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! تو نہیں اترا یہاں تک کہ مجھ کو تیری طرف اشتیاق ہوا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو بھی آپ کا اشتیاق تھا لیکن میں مامور ہوں اللہ کے حکم کا تابع ہوں اور اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ اس سے کہہ کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اور ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ جب قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کا حال پوچھا تو پندرہ دن وحی نہ اتری پھر جب جبرئیل علیہ السلام اترے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے دیر کی تو یہ آیت اتری اور حکایت کی ہے داؤدی نے اس جگہ میں کلام بیچ مشکل جاننے نزول وحی کے قضایا حادثہ میں باوجود اس کے کہ قرآن قدیم ہے اور جواب اس کا واضح ہے میں اس کے ساتھ مشغول نہیں ہوتا لیکن میں نے کتاب التوحید میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تنبیہ: امر کے معنی اس آیت میں اذن کے ہیں ساتھ دلیل سبب نزول مذکور کے اور احتمال ہے کہ مراد حکم ہو یعنی اترتے ہیں ہم ساتھ اللہ کے حکم کے جو اپنے بندوں کو کرتا ہے ساتھ اس چیز کے جو ان پر واجب کی یا حرام کی اور احتمال ہے کہ مراد عام تر ہو نزدیک اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے محمول کرنے لفظ کے کو اپنے سب معنوں پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ بھلا تو نے دیکھا اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

٤٣٦٣ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ

۴۳۶۳۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے خباب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں عاص بن وائل کے پاس آیا اپنے حق کا تقاضا

مَّسْرُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَآئِلٍ السَّهْمِيَّ أَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِّيْ عِنْدَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّيْ لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ لِيْ هُنَاكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيْكَهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَّأَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ.

کرتا تھا جو اس کے ذمہ تھا اس نے کہا میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر ہو یعنی ان کی پیغمبری کو نہ مانے میں نے کہا میں کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو اس نے کہا البتہ میں مر جاؤں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ مجھ کو وہاں مال اور اولاد ملنا ہے سو میں تجھ کو تیرا قرض ادا کر دوں گا سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد روایت کیا ہے اس کو ان پانچ راویوں نے اعمش سے۔

فائدہ: عاص والد ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ صحابی مشہور کا اس کی جاہلیت میں بڑی قدر تھی اس کو مسلمان ہونے کی توفیق نہیں ملی، کہا کلبی نے کہ وہ قریش کے حاکموں سے تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی جب کہ وہ مسلمان ہوئے اور وہ مکے میں مرا ہجرت سے پہلے اور وہ ایک ہے مستہزئین سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے گدھے پر سوار تھا گدھے نے اس کو کانٹے پر ڈالا وہ کانٹا اس کے پاؤں میں لگا اس کا پاؤں سوج گیا پھر اسی سبب سے وہ مر گیا اور اس کا حق اس پر تھا کہ اس نے اس کے واسطے تلوار بنائی تھی، خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لوہار تھا یہ جو کہا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو تو مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر وہ مر کر زندہ ہو تو خباب رضی اللہ عنہ کافر ہو گا لیکن اس کی مراد یہ نہیں کہ جب تو مر کر زندہ ہو گا اس وقت میں کافر ہوں گا اس واسطے کہ اس وقت کفر متصور نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تو جزا کا وقت ہے تو گویا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ میں کبھی کافر نہیں ہوں گا اور نکتہ بیچ تعبیر کرنے اس کے ساتھ بعث کے عار دلانا عاص کا ہے ساتھ اس کے کیونکہ وہ اس کے ساتھ ایمان نہیں لاتا اور ساتھ اس تقدیر کے دور ہو گا اعتراض اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے اس کے اس قول کو سو کہا اس نے معلق کیا ہے کفر کو اور جو کفر کو معلق کرے کافر ہو جاتا ہے اور جواب دیا اس نے ساتھ اس طور کے کہ خطاب کیا اس نے عاص کو ساتھ اس چیز کے کہ اس کا اعتقاد رکھتا تھا پس معلق کیا ساتھ اس چیز کے جو محال ہے اس کے گمان میں اور پہلی تقدیر بے پرواہ کرتی ہے اس جواب سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ قَالَ مَوْثِقًا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار۔

٤٣٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا

۴۳۶۴۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں

سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلِ السَّهْمِيِّ سَيْفًا فَجِئْتُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيَكَ قَالَ إِذَا أَمَاتَنِيَ اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَنِيْ وَلِيْ مَالٌ وَّوَلَدٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ قَالَ مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا وَّلَا مَوْثِقًا.

لوہار تھا سو میں نے عاص بن وائل کے واسطے تلوار بنائی تو میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو میں نے کہا میں محمد ﷺ کے ساتھ کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر زندہ کرے، اس نے کہا کہ جب اللہ نے مجھ کو مارا پھر زندہ کیا اور میرے پاس مال اور اولاد ہوگا (تو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا) سو اللہ نے یہ آیت اتاری بھلا تو نے دیکھا جو کافر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے کیا غیب پر جھانک آیا ہے یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار، نہیں کہا اشجعی نے سفیان سے سیفا اور نہ موثقا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے یوں نہیں یعنی یہ اس کو نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا۔

٤٣٦٥ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ قَالَ فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَذَرْنِيْ حَتّٰى أَمُوْتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَسَوْفَ أُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيْكَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ

۴۳۶۵۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت کے وقت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو میں اس کے پاس آیا تقاضا کرتا تھا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر جائے، میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں کافر ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر زندہ کرے اس نے کہا مجھ کو چھوڑ تا کہ میں مروں پھر زندہ کیا جاؤں سو عنقریب مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے یعنی مر کر جی اٹھنے کے بعد سو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے۔

الْآيَةَ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾.

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَأْتِيْنَا فَرْدًا﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْجِبَالُ هَدًّا﴾ هَدْمًا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور ہم لے لیں گے اس کے مرے پر جو بتاتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا مال اور اولاد سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وتخر الجبال هدا﴾ کے کہ هدا کے معنی ہیں گرنا یعنی گر پڑیں گے پہاڑ گر کر۔

٤٣٦٦ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَّكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهٗ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِيْ لَا أَقْضِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهٖ حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّيْ لَمَبْعُوْثٌ مِّنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيْكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلٰى مَالٍ وَّوَلَدٍ قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَأْتِيْنَا فَرْدًا﴾.

۴۳۶۶۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو میں اس کے پاس تقاضا کرتا آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہیں ادا کروں گا یہاں تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر ہو میں نے کہا کہ میں اس کے ساتھ کبھی کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو اس نے کہا کیا البتہ میں زندہ ہوں گا مرنے کے بعد سو جب میں اپنے مال اور اولاد کی طرف پھروں گا تو تجھ کو ادا کر دوں گا، کہا خباب رضی اللہ عنہ نے سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے، کیا جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک عہد یوں نہیں یعنی یہ اس کو نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا اور لے لیں گے ہم اس کے مرنے کے بعد جو کہتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا۔

فائدہ: بیان کی ہے اس میں بخاری نے حدیث مذکور وکیع کی روایت سے اور سیاق اس کا پورا ہے مانند سیاق ابو معاویہ کے اور لیا جاتا ہے اس سیاق سے جواب اس بات سے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ان آیتوں کو ان ابواب میں کیوں وارد کیا باوجود اس کے کہ قصہ ایک ہے سو شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ وہ سب آیتیں اس قصے میں انزیں ساتھ دلیل اس پچھلی روایت کے اور جو اس کے موافق ہے۔ (فتح)

سُوْرَةُ طٰهٰ

سورۂ طٰہٰ کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ بِالنَّبَطِيَّةِ أَيْ طٰهٰ يَا رَجُلُ.

کہا ابن جبیر نے نبطی زبان میں طہ کے معنی ہیں اے مرد

فائدہ: اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے بیچ تفسیر طہ کے کہا وہ مانند قول تیرے کی ہے اے محمد! حبش کی زبان میں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نام ہے اللہ کے ناموں سے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے تھے اور دوسرا اٹھائے رکھتے تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری طہ یعنی دونوں پاؤں زمین پر رکھ اور روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا تو اللہ کے خوف سے اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہوئے سو اللہ نے فرمایا طہ یعنی اطمینان سے کھڑا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ طہ سورہ کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ.

کہا جاتا ہے جو زبان سے حرف نہ بول سکے یا اس میں لکنت ہو یا صاف نہ بول سکے تو وہ عقدہ ہے یعنی اس کی زبان میں گرہ ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واحلل عقدة من لسانی﴾ یعنی کھول دے گرہ میری زبان سے۔

﴿أَزْرِيْ﴾ ظَهْرِيْ.

یعنی ازری کے معنی ہیں میری پیٹھ اللہ نے فرمایا ﴿اشدد به ازری﴾ یعنی مضبوط کر اس کے ساتھ میری کمر کو۔

﴿فَيُسْحِتَكُمْ﴾ يُهْلِكَكُمْ.

یعنی فیسحتکم کے معنی ہیں تم کو ہلاک کرے گا اللہ نے فرمایا ﴿لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم﴾۔

﴿الْمُثْلٰى﴾ تَأْنِيْثُ الْأَمْثَلِ يَقُوْلُ بِدِيْنِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰى خُذِ الْأَمْثَلَ.

یعنی مثلیٰ تانیث ہے امثل کی اللہ نے فرمایا ﴿ویذھبا بطریقتکم المثلیٰ﴾ یعنی چاہتے ہیں کہ تمہارے عمدہ دین کو دور کریں کہا جاتا ہے پکڑ مثلیٰ کو اور لے امثل کو یعنی دین کو۔

﴿ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا﴾ يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِيْ يُصَلّٰى فِيْهِ.

یعنی اللہ نے فرمایا پھر آؤ تم صف میں کہا جاتا ہے کیا تو آج صف میں آیا تھا یعنی عید گاہ میں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے یعنی صف کے معنی اللہ کے اس قول میں عید گاہ کے ہیں۔

﴿فَأَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ﴾ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ ﴿خِيْفَةً﴾ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ.

یعنی فاوجس کے معنی ہیں اپنے دل میں خوف پایا سو دور ہوئی واؤ خیفہ سے واسطے زیر خ کے۔

فائدہ: یعنی خیفہ در اصل خوفا تھا سو بدل گئی واو ساتھ ی کے واسطے زیر ماقبل کے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فاوجس منهم خيفة﴾۔

﴿فِيْ جُذُوْعِ﴾ أَيْ عَلٰى جُذُوْعِ النَّخْلِ.

یعنی ﴿فی جذوع النخل﴾ کے معنی ہیں میں سولی دوں گا تم کو کھجور کی شاخوں پر۔

﴿خَطْبُكَ﴾ بَالُكَ.

خطبك کے معنی ہیں بالك یعنی کیا حال ہے تیرا اے سامری!۔

﴿مِسَاسَ﴾ مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا.

یعنی مساس مصدر ہے ماسه کا یعنی اللہ کے قول میں ﴿فان لك فی الحياة ان تقول لا مساس﴾ یعنی جا تجھ کو زندگی میں اتنا ہے کہ کہا چھونا ممکن نہیں۔

﴿لَنَنْسِفَنَّهُ﴾ لَنَذْرِيَنَّهُ.

یعنی لننسفنه کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ثم لننسفنه فی اليم نسفا﴾ یہ ہیں پھر پھینکیں گے ہم اس کو دریا میں اڑا کر۔

﴿قَاعًا﴾ يَعْلُوْهُ الْمَآءُ.

یعنی قاعا کے معنی ہیں اس کے اوپر پانی آتا ہے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فيذرها قاعا صفصفا﴾ یعنی پس چھوڑے گا اس کا میدان برابر۔

وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْأَرْضِ.

اور صفصف کہتے ہیں برابر ہموار زمین کو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَوْ زَارًا﴾ أَثْقَالًا ﴿مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ﴾ وَهِيَ الْحُلِيُّ الَّتِيْ اسْتَعَارُوْا مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ مراد ساتھ زینت قوم کے اس آیت میں ﴿او زار من زينة القوم﴾ کے زیور ہے جو انہوں نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔

فائدہ: روایت کیا ہے حاکم نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کے سے کہ قصد کیا سامری نے اس چیز کی طرف کہ قادر ہوا اس پر زیور سے سو اس کو پگھلا کر بچھڑا بنایا پھر مٹی کی مٹھی اس کے پیٹ میں ڈالی پس اچانک وہ بچھڑا تھا کہ اس کے واسطے آواز تھی اور اسی حدیث میں ہے کہ پھر موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی طرف قصد کیا اور اس کو جلا کر پانی میں پھینک دیا سو بچھڑے کے پوجنے والوں میں سے کسی نے اس سے پانی نہ پیا مگر کہ اس کا منہ زرد ہو گیا اور روایت کی ہے نسائی نے حدیث دراز میں جس کو حدیث فتنوں کی کہا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب متوجہ ہوئے موسیٰ علیہ السلام واسطے میقات رب اپنے کے تو ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم مصر سے نکلے اور فرعون کی قوم

کی تمہارے پاس امانتیں اور مانگی چیزیں ہیں اور میں مناسب جانتا ہوں کہ ایک گڑھا کھودا جائے اور جو اسباب ان کا تمہارے پاس ہے اس میں ڈال کر جلایا جائے اور سامری گائے پوجنے والوں میں سے تھا اور بنی اسرائیل کا ہمسایہ تھا سو ان کے ساتھ اٹھایا گیا سو اس نے ایک نشان دیکھا اس میں سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی پھر ہارون علیہ السلام پر گزرا تو ہارون علیہ السلام نے اس سے کہا کہ کیا تو نہیں پھینکتا جو تیرے ہاتھ میں ہے؟ اس نے کہا میں اس کو نہیں پھینکوں گا یہاں تک کہ تو دعا کرے اللہ سے کہ ہو جائے جو میں چاہتا ہوں ہارون علیہ السلام نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک بچھڑا ہو اس کے واسطے پیٹ سے آواز کرے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے واسطے جان نہ تھی یعنی بے جان تھا ہوا اس کی مقعد سے اس کے اندر داخل ہوتی تھی اور اس کے منہ سے نکلتی تھی سو وہ آواز اسی سبب سے تھی تو بنی اسرائیل اس وقت کئی فرقے ہو گئے، الحدیث۔ (فتح)۔

فَقَذَفْتُهَا فَأَلْقَيْتُهَا — یعنی قذفتها کے معنی ہیں ہم نے اس کو ڈالا۔

﴿أَلْقَى﴾ صَنَعَ۔ — یعنی القی کے معنی ہیں بنایا اللہ کے اس قول میں ﴿کذلک القی السامری﴾ یعنی اسی طرح بنایا واسطے ان کے سامری نے۔

﴿فَنَسِيَ﴾ مُوسَى هُمْ يَقُولُونَهُ أَخْطَأَ الرَّبَّ۔ — یعنی اللہ کے قول ﴿فنسی موسی﴾ کے معنی ہیں کہ سامری اور اس کے تابعدار کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام چوک گیا اپنے رب سے کہ اس کو چھوڑ کر اور جگہ گیا۔

﴿لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا﴾ الْعِجْلُ۔ — یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ بھلا یہ نہیں دیکھتے کہ بچھڑا ان کو جواب نہیں دیتا۔

﴿هَمْسًا﴾ حِسُّ الْأَقْدَامِ۔ — یعنی اللہ کے اس قول ﴿فلا تسمع الا همسا﴾ میں همسا کے معنی ہیں کہ آواز اور آہٹ قدموں کی۔

﴿حَشَرْتَنِي أَعْمَى﴾ عَنْ حُجَّتِي ﴿وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا﴾ فِي الدُّنْيَا۔ — یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ کیوں اٹھایا تو نے مجھ کو اندھا یعنی میری حجت سے اور میں تھا دیکھتا یعنی دنیا میں۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿أَمْثَلُهُمْ﴾ أَعْدَلُهُمْ طَرِيقَةً۔ — یعنی اور کہا ابن عیینہ نے اللہ کے اس قول میں ﴿امثلهم طريقة﴾ کہ امثلهم کے معنی ہیں درمیانی راہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَضْمًا﴾ لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ۔ — یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں ﴿فلا يخاف ظلما ولا هضما﴾ هضما کے معنی ہیں کہ نہ ظلم

کیا جائے گا کہ اس کی نیکیوں سے کچھ گھٹایا جائے۔

﴿عِوَجًا﴾ وَادِيًا ﴿وَلَا أَمْتًا﴾ رَابِيَةً.
یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿لا تری فیھا عوجا ولا امتا﴾ عوجا کے معنی ہیں وادی اور امتا کے معنی ہیں بلندی۔

﴿سِيرَتَهَا﴾ حَالَتَهَا ﴿الْأُولٰى﴾.
یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿سیرتھا الاولٰی﴾ سیرت کے معنی ہیں اس کی پہلی حالت۔

﴿النُّهٰى﴾ اَلتُّقٰى.
یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ان فی ذلك لایات لاولی النھی﴾ نُھی کے معنی ہیں تقویٰ یعنی اس میں نشانیاں ہیں واسطے پرہیزگاروں کے۔

﴿ضَنْكًا﴾ اَلشَّقَاءُ.
یعنی ضنکا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿معیشة ضنکا﴾ بدبختی ہیں یعنی گزران میں۔

فائدہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ہے کہ مراد معیشة ضنکا سے عذاب قبر کا ہے اور کہتے ہیں کہ ضنکا کے معنی تنگ ہیں۔ (فتح)

﴿هَوٰى﴾ شَقِيَ.
یعنی ھوی کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿ومن یحلل علیه غضبی فقد ھوی﴾ بد بخت ہوا یعنی جس پر میرا غضب اترا وہ بد بخت ہوا۔

بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ ﴿طُوًى﴾ اِسْمُ الْوَادِيْ.
یعنی مقدس کے معنی ہیں مبارک اللہ کے اس قول میں ﴿انك بالواد المقدس طوی﴾ نام وادی کا ہے۔

﴿بِمَلْكِنَا﴾ بِأَمْرِنَا.
یعنی بملکنا کے معنی ہیں اپنے حکم سے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ما اخلفنا موعدك بملکنا﴾ بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے۔

﴿مَكَانًا سُوًى﴾ مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ.
یعنی مکان سوی کے معنی ہیں کہ اس کی مسافت دونوں کے درمیان برابر ہو اللہ کے اس قول میں ﴿لا نخلفه نحن ولا انت مکا نا سوی﴾ یعنی نہ خلاف کریں اس کو ہم اور نہ تو درمیان شہر کے۔

﴿يَبَسًا﴾ يَابِسًا.
اور یبسا کے معنی ہیں خشک یعنی اللہ کے اس قول میں

﴿فاضرب لهم طريقا في البحر يبسا﴾ یعنی کر واسطے ان کے دریا میں راہ خشک۔

﴿عَلٰی قَدَرٍ﴾ مَوْعِدٍ.

یعنی قدر کے معنی ہیں اپنے وعدے کی جگہ میں اللہ کے اس قول میں ﴿ثم جئت على قدر يا موسٰى﴾۔

﴿لَا تَنِيَا﴾ تَضْعُفَا.

یعنی لا تنیا کے معنی ہیں نہ ضعیف ہو جاؤ اللہ کے اس قول میں ﴿ولا تنيا في ذكري﴾۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے واسطے۔

٤٣٦٧ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَقٰى اٰدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى لِاٰدَمَ اَنْتَ الَّذِيْ أَشْقَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهٗ اٰدَمُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهٖ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَّهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَنِيْ قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى.

۴۳۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملے آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے آدمیوں کو بد بخت کیا اور ان کو بہشت سے نکالا کہا آدم علیہ السلام نے کہ تو ہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی پیغمبری سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو خاص اپنے واسطے چن لیا اور تجھ پر تورات اتاری، موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! کہا کیا تو نے اس گناہ کو پایا کہ اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا میرے پیدا کرنے سے پہلے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! تو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے۔

اَلْيَمُّ الْبَحْرُ.

اور یم کے معنی ہیں سمندر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلٰى مُوْسٰى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی البتہ ہم نے حکم بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو کہ لے نکل میرے بندوں کو رات میں پھر ڈال دے ان کو سمندر میں راہ خشک نہ خطرہ تجھ کو آ پکڑنے کا نہ ڈر پھر پیچھے لگا ان کے فرعون اپنے لشکر لے کر پھر گھیر لیا ان کو پانی نے جو گھیرا اور گمراہ کیا فرعون

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى﴾.

نے اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی۔

٤٣٦٨ ۔ حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وَالْیَهُوْدُ تَصُوْمُ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا هٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ ظَهَرَ فِیْهِ مُوْسٰی عَلٰی فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْهُمْ فَصُوْمُوْهُ.

۴۳۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے تو ان سے اس روزے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم قریب تر ہیں ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے ان سے سو تم بھی عاشورے کا روزہ رکھو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَا یُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰی﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہ نکال دے تم دونوں کو بہشت سے یعنی شیطان سو تو بد بخت ہو جائے۔

٤٣٦٩ ۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا أَیُّوْبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ یَحْیَی بْنِ أَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوْسٰی اٰدَمَ فَقَالَ لَهٗ أَنْتَ الَّذِیْ أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَیْتَهُمْ قَالَ قَالَ اٰدَمُ یَا مُوْسٰی أَنْتَ الَّذِی اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِکَلَامِهٖ أَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی أَمْرٍ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ قَبْلَ أَنْ یَّخْلُقَنِیْ أَوْ قَدَّرَهٗ عَلَیَّ قَبْلَ أَنْ یَّخْلُقَنِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی.

۴۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے سو آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے اپنے گناہ سے لوگوں کو بہشت سے نکالا اور ان کو بد بخت کیا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! تو وہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی کلام اور پیغمبری سے برگزیدہ کیا کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اس کام کے کرنے پر جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا مجھے پیدا کرنے سے پہلے یا فرمایا کہ مقدر کیا تھا اس کو مجھ پر مجھے پیدا کرنے سے پہلے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ

سورۂ انبیاء کی تفسیر کا بیان

۴۳۷۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطٰهٰ وَالْاَنْبِيَآءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ.

۴۳۷۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور طٰہٰ اور انبیاء وہ پہلی پرانی سورتوں سے ہیں اور وہ قدیم سے محفوظ ہیں یعنی یہ پانچوں سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئی ہیں قرآن سے اور واسطے ان کے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے پیغمبروں کے قصوں اور خبروں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بنی اسرائیل تو اصل سورہ بنی اسرائیل ہے سو حذف کیا گیا مضاف اور باقی رہا مضاف الیہ اپنی صورت پر اور اس کی شرح سبحان میں گزر چکی ہے اور زیادہ کیا ہے اس میں جو وہاں مذکور نہیں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ اس نے پانچ سورتیں پے در پے ذکر کیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ وہ سب مکے میں اتریں لیکن ان کی بعض آیتوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کی بعض آیتیں مدنی ہیں اور نہیں ثابت ہوتی اس سے کوئی چیز اور جمہور اس پر ہیں کہ سب آیتیں مکی ہیں اور کم ہے جس نے اس کے برخلاف کہا۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿جُذَاذًا﴾ قَطَّعَهُنَّ.

اور کہا قتادہ نے کہ جذاذا کے معنی ہیں ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فِيْ فَلَكٍ﴾ مِثْلِ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ ﴿يَسْبَحُوْنَ﴾ يَدُوْرُوْنَ.

یعنی اور کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وكل فی فلك يسبحون﴾ کے کہ گھومتے ہیں آسمان میں مانند بیڑے چرخے کی۔

فائدہ: اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ گھومتے ہیں گرد اس کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ آسمان میں مانند چکی کے لوہے کی۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿نَفَشَتْ﴾ رَعَتْ لَيْلًا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نفشت کے معنی ہیں چر گئیں اللہ نے فرمایا ﴿اذنفشت فی غنم القوم﴾ جب چر گئیں اس میں بکریاں ایک قوم کی رات کو۔

﴿يُصْحَبُوْنَ﴾ يُمْنَعُوْنَ.

اور یصحبون کے معنی ہیں منع کی جائیں گی اللہ نے فرمایا ﴿ولا هم منا يصحبون﴾ یعنی اور نہ ان کو کوئی

ہمارے عذاب سے بچائے گا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ ہماری طرف سے مدد نہ کیے جائیں گے۔

﴿أُمَّتُكُمْ أُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ﴾ قَالَ دِيْنُكُمْ دِيْنٌ وَّاحِدٌ.

یعنی اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا دین ایک ہے اللہ نے فرمایا ﴿ان هذه امتكم امة واحدة﴾.

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿حَصَبُ﴾ حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ.

اور کہا عکرمہ نے کہ حصب کے معنی حبش کی زبان میں لکڑیاں ہیں اللہ نے فرمایا ﴿انكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَحَسُّوْا﴾ تَوَقَّعُوْا مِنْ أَحْسَسْتُ.

اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ احسوا کے معنی ہیں جب ان کو توقع ہوئی مشتق ہے احسست سے اللہ نے فرمایا ﴿فلما احسوا باسنا اذا هم منها يركضون﴾ یعنی جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تو اچانک وہ وہاں دوڑنے لگے۔

﴿خَامِدِيْنَ﴾ هَامِدِيْنَ.

یعنی خامدین کے معنی ہیں بجھے پڑے اللہ نے فرمایا ﴿جعلنا هم حصيدا خامدين﴾ یعنی یہاں تک کہ کر دیا ہم نے ان کو کاٹ کر ڈھیر مانند آگ بجھی ہوئی کی۔

وَالْحَصِيْدُ مُسْتَأْصَلٌ يَّقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ.

یعنی حصیدا کے معنی ہیں جڑ سے اکھاڑا گیا واقع ہوتا ہے واحد پر اور تثنیہ پر اور جمع پر۔

﴿لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ﴾ لَا يُعْيُوْنَ وَمِنْهُ ﴿حَسِيْرٌ﴾ وَحَسَرْتُ بَعِيْرِيْ.

اور یستحسرون کے معنی ہیں نہیں تھکتے اور اسی سے ماخوذ ہے حسیر یعنی تھکا ہوا اور حسرت بعیری یعنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکایا اللہ نے فرمایا ﴿لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون﴾.

عَمِيْقٌ بَعِيْدٌ. (الحج:۲۷)

یعنی عمیق کے معنی ہیں دور تنہا۔

نُكِّسُوْا رُدُّوْا.

یعنی نکسوا کے معنی ہیں اوندھے ہوئے اپنے سروں پر اللہ نے فرمایا ﴿ثم نكسوا على رؤوسهم﴾.

﴿صَنْعَةَ لَبُوْسٍ﴾ اَلدُّرُوْعُ.

اور لبوس کے معنی ہیں زرہیں اللہ نے فرمایا ﴿وعلمناه

صنعة لبوس لکم﴾ یعنی سکھایا ہم نے داؤد کو بنانا زرہوں کا۔

﴿تَقَطَّعُوْا أَمْرَهُمْ﴾ اِخْتَلَفُوْا.

یعنی تقطعوا کے معنی ہیں کہ انہوں نے اختلاف کیا اور جدا جدا ہو گئے، اللہ نے فرمایا ﴿وتقطعوا امرهم بينهم﴾.

اَلْحَسِيْسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَّهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ.

یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اور وہ پوشیدہ آواز ہے اللہ نے فرمایا ﴿لا یسمعون حسیسها﴾ یعنی نہ سنیں گے بہشتی آہٹ دوزخ کی۔

﴿اٰذَنَّاكَ﴾ أَعْلَمْنَاكَ ﴿اٰذَنْتُكُمْ﴾ إِذَا أَعْلَمْتَهُ فَأَنْتَ وَهُوَ ﴿عَلٰى سَوَآءٍ﴾ لَمْ تَغْدِرْ.

یعنی آذناك کے معنی ہیں ہم نے تجھ کو خبر کر دی اور آذنتکم اس وقت بولتے ہیں جب تو اس کو خبر کر دے سو تم اور وہ برابر ہیں تو نے دغا نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿فان تولوا فقل آذنتکم علی سواء﴾ یعنی اگر منہ موڑیں تو تو کہہ میں نے خبر کر دی تم کو دونوں طرف برابر۔

فائدہ: جب تو اپنے دشمن کو ڈرائے اور اس کو خبر کر دے اور لڑائی کو اس کی طرف پھینکے یہاں تک کہ تو اور وہ برابر ہوں تو تو نے اس کو خبردار کیا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُوْنَ﴾ تُفْهَمُوْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ تسئلون کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ تم سمجھو۔

﴿اِرْتَضٰى﴾ رَضِيَ.

ارتضی کے معنی ہیں راضی ہوا اللہ نے فرمایا ﴿ولا یشفعون الا لمن ارتضی﴾ یعنی نہیں سفارش کرتے مگر جس کے واسطے وہ راضی ہوا۔

﴿اَلتَّمَاثِيْلُ﴾ اَلْأَصْنَامُ.

یعنی تماثیل کے معنی ہیں بت اللہ نے فرمایا ﴿ما هذه التماثیل التی انتم لها عاکفون﴾.

اَلسِّجِلُّ الصَّحِيْفَةُ.

سجل کے معنی ہیں اعمال نامہ۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر آیت ﴿کطی السجل للکتب﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مانند لپیٹنے اعمال نامہ کی لکھی چیز کو کہا طبری نے معنی اس کے یہ ہیں مانند لپیٹنے صحیفے کی اس چیز پر کہ اس میں لکھی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لام ساتھ معنی من کے ہے یعنی واسطے سب کتاب کے اس واسطے کہ اعمال نامہ لپیٹتا ہے اس کی نیکیوں کو واسطے

اس چیز کے کہ اس میں لکھی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سجل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا نام ہے اور سدی سے روایت ہے کہ سجل فرشتے کو کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایک فرشتہ ہے دوسرے آسمان میں چوکیدار فرشتے ہر جمعرات اور سوموار کے دن اس کی طرف عمل کو اٹھاتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دوہرائیں گے۔

٤٣٧٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٌ مِّنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ إِلَى اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾ ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ أَلَا إِنَّهُ يُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِيْ فَيُقَالُ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿شَهِيْدٌ﴾ فَيُقَالُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

۴۳۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ ہوئے جیسا کہ ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دوہرائیں گے وعدہ لازم ہے ہم پر بیشک ہم کرنے والے ہیں پھر حال یوں ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل ابراهیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا خبردار! تحقیق شان یہ ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے سو ان کو بائیں راہ ڈالا جائے گا سو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میرے اصحاب ہیں؟ تو کہا جائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا نئی راہ نکالی یعنی مرتد ہو گئے سو میں کہوں گا جیسے نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور میں ان پر نگہبان تھا جب تک ان میں رہا اللہ کے قول شہید تک سو کہا جائے گا کہ بیشک یہ لوگ ہمیشہ رہے مرتد اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ

سورۂ حج کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿الْمُخْبِتِيْنَ﴾ الْمُطْمَئِنِّيْنَ.

یعنی کہا ابن عیینہ نے کہ مخبتین کے معنی ہیں اطمینان پکڑنے والے اللہ نے فرمایا ﴿وبشر المخبتين﴾ یعنی خوشی سناؤ اطمینان والوں کو اور مجاہد سے روایت ہے کہ

نماز پڑھنے والے اور ضحاک سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں متواضعین۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ ﴿إِذَا تَمَنّٰى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ أُمْنِيَّتِهٖ﴾ إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ اٰيَاتِهٖ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر امنیتہ کے کہ جب اس نے کچھ بات کی تو شیطان نے اس میں کچھ ملا دیا پھر باطل کرتا ہے اللہ جو شیطان ڈالتا ہے اور پکی کرتا ہے اپنی آیتیں اللہ نے فرمایا ﴿وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللّٰہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللّٰہ آیاته﴾.

فائدہ: کہا ابوجعفر نحاس نے کتاب معانی القرآن میں کہ یہ عمدہ اور بہتر چیز ہے جو کہی گئی اس آیت کی تاویل میں اور اجل اور اعلیٰ تاویل ہے۔

وَيُقَالُ أُمْنِيَّتُهٗ قِرَاءَتُهٗ ﴿إِلَّا أَمَانِيَّ﴾ يَقْرَءُوْنَ وَلَا يَكْتُبُوْنَ.

اور کہا جاتا ہے کہ امنیتہ کے معنی قرأت کے ہیں اور الا امانی کے معنی ہیں پڑھتے ہیں اور لکھتے نہیں۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف جو سورہ بقرہ میں ہے ﴿لا یعلمون الکتاب الا امانی﴾ اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ واسطے شہادت لینے کے اس پر کہ تمنی ساتھ معنی قرأت کے ہے اس واسطے کہ ﴿الا امانی﴾ ساتھ معنی یقرؤن کے ہے اور روایت کی ہے طبری اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں سورہ نجم پڑھی سو جب اس آیت پر پہنچے ﴿افرأیتم اللات والعزی ومناة الثالثة الاخری﴾ تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ لفظ ڈالے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی آواز کے ساتھ یہ لفظ پڑھے تلك الغرانیق العلی و ان شفاعتهن لترتجی تو مشرکوں نے کہا کہ اس دن سے پہلے کبھی اس نے ہمارے بتوں کو بھلائی سے یاد نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا کہا بزار نے اس حدیث کی سند میں کلبی ہے اور کلبی متروک ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ اور نحاس نے اس کو اور سند سے روایت کیا ہے اور اس میں واقدی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق اور طبری وغیرہ نے کئی طریقوں سے اور سب طریق اس کے سوائے طریق سعید بن جبیر کے یا ضعیف ہیں یا منقطع لیکن کثر طرق کی دلالت کرتی ہے کہ اس قصے کی کچھ اصل ہے باوجود اس کے کہ واسطے اس کے دو طریق اور ہیں مرسل ان کے راوی بخاری اور مسلم کی شرائط پر ہیں اور رد کیا ہے اس حدیث کو ابن عربی اور عیاض نے کہا ابن عربی نے کہا بزار نے اس میں بہت روایتیں ذکر کی ہیں لیکن وہ باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں اور کہا عیاض نے کہ

نہیں نکالا اس حدیث کو کسی نے اہل صحت سے اور نہیں روایت کیا اس کو کسی ثقہ نے ساتھ سند سلیم متصل کے باوجود ضعیف ہونے راویوں کے اور مضطرب ہونے روایتوں کے اور منقطع ہونے سند اس کی کے اور کسی مفسر اور تابعی نے اس کو مرفوع نہیں کیا اور اکثر طریقے اس کے ضعیف اور واہی ہیں اور البتہ بیان کیا ہے بزار نے کہ نہیں پہچانی جاتی کسی طریق جائز سے اور اگر یہ بات واقع ہوتی تو بہت مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ سب جرح قدح قواعد پر مبنی نہیں اس واسطے کہ جب طریق بہت ہوں اور مخرج جدا جدا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کے واسطے کوئی اصل ہے اور میں نے ذکر کیا ہے کہ اس کی تین سندیں صحیح کی شرط پر ہیں اور وہ مرسل ہیں حجت پکڑتا ہے ساتھ مثل ان کی کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ مرسل کے اور اسی طرح جو نہیں حجت پکڑتا ساتھ مرسل کے واسطے قوت پانے بعض کے ساتھ بعض کے اور جب یہ مقرر ہوا تو متعین ہوئی تاویل اس چیز کی جو واقع ہوئی ہے بیچ اس کے اس قسم سے کہ بری معلوم ہوتی ہے اور وہ قول اس کا کہ شیطان نے آپ کی زبان پر ڈالا **تلك الغرانيق العلی وان شفاعتهن لترتجيك ه** نہیں جائز ہے محمول کرنا اس کو اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ محال ہے حضرت ﷺ پر کہ زیادہ کریں قرآن میں جان بوجھ کر جو قرآن سے نہیں اور اسی طرح بھولے سے بھی جائز نہیں جب کہ ہو مخالف واسطے اس چیز کے کہ لائے ہیں اس کو توحید سے واسطے مکان عصمت آپ کے کی اور البتہ علماء اس میں کئی راہ چلے ہیں بعض نے کہا کہ جاری ہوئے یہ کلمے آپ کی زبان پر جب کہ آپ کو اونگھ پہنچی اور آپ کو معلوم نہ ہوا پھر جب آپ کو معلوم ہوا تو اللہ نے اپنی آیتوں کو پکا کیا روایت کیا ہے اس کو طبری نے قتادہ سے اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے ساتھ اس طور کے کہ یہ صحیح نہیں اس واسطے کہ ایسا ہونا حضرت ﷺ پر جائز نہیں اور نہیں قدرت شیطان کو آپ پر سونے کی حالت میں اور بعض نے کہا کہ بے بس کیا تھا آپ کو شیطان نے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے بے اختیار ہو کر اس کو کہا اور رد کیا ہے اس کو ابن عربی نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے بطورِ حکایت کے شیطان سے ﴿**وما كان عليكم من سلطان**﴾ یعنی مجھ کو تم پر کچھ قدرت نہ تھی سو اگر شیطان کو اس پر قدرت ہوتی تو کسی کو بندگی کی قوت باقی نہ رہتی اور بعض نے کہا کہ مشرکین جب اپنے بتوں کو ذکر کرتے تھے تو تعریف کرتے تھے ان کی ساتھ اس کے سو یہ بات حضرت ﷺ کی یاد پر معلق رہی پھر جب حضرت ﷺ نے اس کو ذکر کیا تو سہواً یہ بات آپ کی زبان پر جاری ہوئی اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے اور خوب کیا اور بعض نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ نے کافروں کو جھڑکنے کے واسطے یہ کلمات کہے تھے کہا عیاض نے اور یہ جائز ہے جب کہ ہو اس جگہ کوئی قرینہ جو دلالت کرتے مراد پر خاص کر اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا اور بعض نے کہا کہ جب حضرت ﷺ اس قول تک پہنچے ﴿**ومناة الثالثة الاخرىٰ**﴾ تو مشرکین ڈرے کہ کہ اس کے بعد کوئی چیز لائے کہ اس کے ساتھ ان کے بتوں کی مذمت کرے سو جلدی کی انہوں اس کلام کی طرف سو حضرت ﷺ کے تلاوت میں اس کو ملایا موافق عادت اپنی کے ان کے قول میں ﴿**لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه**﴾ اور نسبت

کیا گیا یہ طرف شیطان کی اس واسطے کہ وہ ان کو اس پر باعث ہوا یا مراد ساتھ شیطان کے شیطان آدمیوں کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ غرانیق العلی کے فرشتے ہیں اور کفار کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کو پوجتے تھے پس بیان کیا گیا ذکر کل کا تا کہ رد کیا جائے اوپر ان کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کیا واسطے تمہارے بیٹے ہیں اور واسطے اللہ کے بیٹیاں سو جب اس کو مشرکوں نے سنا تو محمول کیا اس کو جمیع پر اور کہا کہ ہمارے بتوں کی تعظیم کی اور اس کے ساتھ راضی ہوئے پھر اللہ نے دونوں کلموں کو منسوخ کر دیا اور اپنی آیتوں کو پکا کیا اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ آرام کے ساتھ قرآن پڑھ رہے تھے تو شیطان نے آپ کے سکتوں سے ایک سکتے میں گھات لگائی اور بولا ساتھ ان کلموں کے حضرت ﷺ کی سی آواز بنا کر اس طور سے کہ آپ کے قریب والوں نے اس کو سنا اور اس کو آپ کا قول گمان کیا اور شائع کیا اور کہا یہ وجہ بہتر ہے سب وجوہ سے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے گزر چکا ہے کہ تمنی کے معنی تلاوت کے ہیں اور خوب کہا اس تاویل کو ابن عربی نے اور اس سے پہلے کہا کہ یہ نص ہے ہمارے مذہب میں بیچ پاک ہونے حضرت ﷺ کے اس چیز سے کہ نسبت کی گئی ہے طرف آپ کی اور کہا کہ معنی امنیتہ کے ہیں بیچ تلاوت آپ کی کے پس خبر دی اللہ نے اس آیت میں کہ رسولوں میں اللہ کا دستور جاری ہے کہ جب کوئی بات کہتے ہیں تو شیطان اس میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیتا ہے پس یہ نص ہے کہ شیطان نے حضرت ﷺ کے قول میں کچھ ملا دیا تھا اور البتہ سبقت کی ہے اس معنی کی طرف طبری نے واسطے جلالت قدر اس کی کے اور فراخ ہونے اس کے علم کے۔

تنبیہ: اصل یہ سورۃ مکی ہے اور کچھ آیتیں اس کی مدنی ہیں۔ (فتح الباری)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّشِيْدٌ بِالْقَصَّةِ جِصٌّ.

اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿وقصر مشید﴾ اور بہت محل مضبوط کیے گئے ساتھ گچ کے۔

فائدہ: اور قصہ قصر مشید کا ذکر کیا ہے اہل اخبار نے کہ وہ شداد بن عاد کا بنایا ہوا ہے پھر ہو گیا بے کار اور ویران بعد آبادی کے کوئی اس کے پاس نہ جا سکتا تھا کئی میل تک اس واسطے کہ اس میں سے جنوں کی خوفناک آواز سنی جاتی تھی۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَفْرُطُوْنَ مِنَ السَّطْوَةِ وَ يُقَالُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَبْطِشُوْنَ.

یعنی اور کہا اس کے غیر نے بیچ تفسیر قول اللہ کے ﴿یکادون یسطون﴾ کہ یسطون کے معنی ہیں قریب ہیں کہ زیادتی کریں مشتق ہے سطوہ سے اور اس کے معنی ہیں قہر اور غلبہ اور بعض کہتے ہیں کہ یسطون کے معنی ہیں سخت پکڑتے ہیں۔

فائدہ: کہا فراء نے کہ مشرکین قریش جب مسلمانوں کو قرآن پڑھتے سنتے، دیکھتے تھے تو قریب تھے کہ ان کو پکڑ لیں۔

﴿وَهُدُوْا إِلَى الطَّيِّبِ﴾ أُلْهِمُوْا.

یعنی هدوا کے معنی اس آیت میں الہام کے ہیں یعنی الہام ہوا ان کو ستھری بات کا یعنی قرآن کا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِسَبَبٍ﴾ بِحَبْلٍ إِلٰى سَقْفِ الْبَيْتِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سبب کے معنی ہیں رسی اپنے گھر کی چھت کی طرف اللہ نے فرمایا ﴿فليمدد بسبب الى السمآء﴾ یعنی جس کو یہ گمان ہو کہ ہرگز نہ مدد کرے گا پیغمبر کو اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو چاہیے کہ لٹکا دے رسی اپنے گھر کی چھت کی طرف اور اس کے ساتھ پھانسی لے لے۔

﴿تَذْهَلُ﴾ تُشْغَلُ.

تذهل کے معنی ہیں باز رہے اللہ نے فرمایا ﴿يوم تذهل كل مرضعة عما ارضعت﴾ یعنی جس دن باز رہے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلانے والے سے بہ سبب دہشت اس دن کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تو دیکھے لوگوں کو مست ہوئے۔

٤٣٧٢ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا اٰدَمُ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى بِصَوْتٍ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ قَالَ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيْبُ الْوَلِيْدُ ﴿وَتَرَى

۴۳۷۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم! وہ کہے گا حاضر ہوں تیری خدمت میں اور اطاعت میں اے ہمارے رب! سو فرشتہ آواز سے پکارے گا کہ بیشک اللہ تجھ کو حکم کرتا ہے کہ اپنی اولاد سے دوزخ کا حصہ نکال یعنی دوزخیوں کو دوزخ کی طرف روانہ کر، آدم علیہ السلام کہیں گے الٰہی! کس قدر ہے حصہ دوزخ کا؟ اللہ فرمائے گا ہر ایک ہزار سے نو سو اور ننانوے یعنی ہر ہزار آدمی سے ایک بہشتی اور باقی دوزخی سو اس وقت ہر ایک حاملہ اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی اور بوڑھا ہو جائے گا لڑکا اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش اور

النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَآءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿تَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى﴾ وَقَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَقَالَ جَرِيْرٌ وَّعِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ ﴿سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى﴾.

دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو گا سو یہ بات اصحاب پر نہایت سخت گزری یہاں تک کہ ان کے چہرے زرد ہوئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو اس واسطے کہ یاجوج اور ماجوج سے نو سو ننانوے دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہو گا پھر تمہاری مثل اور امتوں میں جیسے کالا بال سفید بیل کے پہلو میں یا جیسے سفید بال سیاہ بیل کے پہلو میں اور البتہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم لوگ بہشتیوں کی چوتھائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے تہائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے آدھے ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا، کہا ابو اسامہ نے اعمش سے تو دیکھے لوگوں کو دیوانے اور حالانکہ نہیں وہ دیوانے یعنی موافقت کی ہے اس نے حفص کی بیچ روایت کرنے اس حدیث کے اعمش سے ساتھ اسناد اس کی کے اور متن اس کے، کہا اس نے ہر ہزار سے نو سو ننانوے یعنی اس نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے برخلاف حفص کے کہ اس میں شک ہے کہ اس نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ہر ہزار سے نو سو ننانوے اور کہا جریر اور عیسیٰ اور ابو معاویہ نے سَکْرٰی وماھم بسَکْرٰی یعنی ان تینوں راویوں نے اس لفظ میں مخالفت کی ہے کہ اس کو سَکْرٰی پڑھا ہے اور جمہور کی قرأت سکارٰی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ شَكٍّ ﴿فَإِنْ أَصَابَهٗ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهٖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور بعض شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر یعنی شک پر پھر اگر اس کو نعمت مل گئی تو چین پکڑتا ہے اور اگر اس کو کوئی بلا پہنچے تو پھرتا ہے الٹا اپنے منہ پر خسارہ پایا دنیا اور آخرت میں

﴿ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ﴾ ﴿أَتْرَفْنَاهُمْ﴾ وَسَّعْنَاهُمْ.

یہی ہے صریح خسارہ اور اترفناھم کے معنی ہیں ہم نے ان کو وسعت دی دنیا اور آخرت میں۔

فائدہ: یہ کلمہ اگلی سورت میں ہے۔

٤٣٧٣ ۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهٗ غُلَامًا وَّنُتِجَتْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَّإِنْ لَّمْ تَلِدِ امْرَأَتُهٗ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سُوْءٍ.

۴۳۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا بیچ تفسیر اس آیت کے بعض وہ شخص ہے جو بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر کہا کہ کوئی مرد مدینہ میں آتا تھا سو اگر اس کی عورت لڑکا جنتی اور اس کی سواری بچہ جنتی تو کہتا یہ دین نیک ہے اور اگر اس کی عورت نہ جنتی اور نہ اس کی سواری جنتی تو کہتا یہ دین برا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر پاتے سال ارزانی اور مینہ اور اولاد کا تو راضی ہوتے ساتھ اس کے اور اگر قحط سالی پاتے تو کہتے ہمارے اس دین میں بھلائی نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اس کو مدینے کی بیماری پہنچتی اور اس کی عورت لڑکی جنتی اور صدقہ اس کو نہ پہنچتا تو شیطان اس کے پاس آتا اور کہتا قسم ہے اللہ کی تجھ کو اس دین میں بدی کے سوا کچھ نہیں پہنچا اور ایک روایت میں ہے اگر اس کا بدن بیمار ہوتا اور اس سے صدقہ روکا جاتا اور اس کو حاجت پہنچتی تو کہتا قسم ہے اللہ کی یہ دین نہیں میں ہمیشہ اپنے مال اور حال میں نقصان اٹھاتا ہوں اور روایت کی ہے ابن مردویہ نے ساتھ سند ضعیف کے کہ یہ آیت ایک یہودی کے حق میں اتری جو مسلمان ہوا تھا سو وہ اندھا ہو گیا اور اس کا مال اور اولاد ہلاک ہوا سو شگون بد لیا اس نے ساتھ اسلام کے سو کہا اس نے کہ میں اپنے دین میں بھلائی کو نہیں پہنچا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی یہ دو مدعی ہیں جھگڑتے ہیں اپنے رب کی شان میں۔

فائدہ: خصمان تثنیہ ہے خصم کا اور وہ بولا جاتا ہے واحد وغیرہ پر اور وہ شخص وہ ہے کہ واقع ہو اس سے جھگڑا۔ (فتح)

٤٣٧٤ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ

۴۳۷۴۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے اس آیت میں کہ اتری یہ آیت دو مدعیوں میں جھگڑتے

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِیْ حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوْا فِیْ يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِیْ هَاشِمٍ وَّقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِیْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِیْ مِجْلَزٍ قَوْلَهٗ.

ہیں اپنے رب میں حمزہ اور اس کے دونوں ساتھیوں اور عتبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے حق میں جب کہ تھے تنہا تنہا صف سے لڑنے کے واسطے نکلے جنگ بدر کے دن، روایت کیا ہے اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے یعنی ساتھ سند اس کی کے اور متن اس کے کے اور کہا عثمان نے جریر سے اس نے منصور سے اس نے ابی ہاشم سے اس نے ابی مجلز سے قول اس کا یعنی موقوف اوپر اس کے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ہلال بن یساف سے کہ اتری یہ آیت ان لوگوں کے حق میں جو جنگ بدر کے دن اکیلے اکیلے صف سے لڑنے کے لیے نکلے۔

٤٣٧٥ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَّجْثُوْ بَيْنَ يَدَیِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ وَّفِيْهِمْ نَزَلَتْ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ﴾ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ بَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِیٌّ وَّحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ.

۴۳۷۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل میں ہی اللہ کے آگے جھگڑے کے واسطے دو زانو ہو کر بیٹھوں گا کہا قیس نے اور انہیں کے حق میں یہ آیت اتری یہ دو مدعی ہیں جو اپنے رب کے حق میں جھگڑتے ہیں کہا قیس نے وہ لوگ وہی ہیں جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے وہ علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ اور عتبہ اور ولید ہے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہ آیت اہل کتاب اور مسلمانوں کے حق میں اتری اور حسن کے طریق سے کہ وہ کافر اور مسلمان ہیں اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ جھگڑنا مسلمان اور کافر کا ہے قیامت کے حق میں اور اختیار کیا ہے طبری نے ان اقوال کو بیچ عام ہونے اس آیت کے کہا اور نہیں مخالف ہے یہ اس چیز کو کہ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے تھے وہ دو گروہ تھے مسلمان اور کافر اس واسطے کہ آیت جب کسی سبب میں اترے تو نہیں منع ہے یہ کہ ہو عام اس سبب کی نظیر میں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ

سورۂ مومنون کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿سَبْعَ طَرَآئِقَ﴾ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ.

کہا ابن عیینہ نے کہ سبع طرائق کے معنی ہیں سات آسمان اللہ نے فرمایا ﴿ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق﴾ یعنی البتہ ہم نے پیدا کیے اوپر تمہارے سات آسمان۔

﴿لَهَا سَابِقُوْنَ﴾ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

یعنی سابقون کے معنی ہیں سبقت کی ہے واسطے ان کے نیک بختی نے اللہ نے فرمایا ﴿هم لها سابقون﴾ یعنی سبقت کی ہے واسطے ان کے سعادت نے یعنی پس اسی واسطے اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔

﴿قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ خَآئِفِيْنَ.

یعنی ﴿قلوبهم وجلة﴾ کے معنی ہیں ڈرنے والے۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا یا حضرت! اللہ کے اس قول میں ﴿قلوبهم وجلة﴾ کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ﴾ بَعِيْدٌ بَعِيْدٌ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿هيهات هيهات﴾ کے معنی ہیں دور ہے دور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿هيهات هيهات لما توعدون﴾ یعنی دور ہے دور ہے جو تم وعدے دیئے جاتے ہو۔

﴿فَاسْأَلِ الْعَآدِّيْنَ﴾ الْمَلَآئِكَةَ.

یعنی اللہ کے اس قول میں عادین سے مراد فرشتے ہیں اللہ نے فرمایا ﴿قالوا لبثنا يوما او بعض يوم فسئل العادين﴾ یعنی کہا کفار نے ٹھہرے ہم ایک دن یا کچھ دن سے سو پوچھ فرشتوں سے۔

﴿لَنَاكِبُوْنَ﴾ لَعَادِلُوْنَ.

یعنی لناکبون کے معنی ہیں پھرنے والے اللہ نے فرمایا ﴿ان الذين لا يؤمنون بالآخرة عن الصراط لناكبون﴾ یعنی جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو وہ سیدھی راہ سے پھرنے والے ہیں۔

﴿كَالِحُوْنَ﴾ عَابِسُوْنَ.

کالحون کے معنی بدشکل ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وهم فيها كالحون﴾ یعنی کافر آگ میں بدشکل ہو رہے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے حاکم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کہ بھون ڈالے گی ان کو آگ سوسکڑ جائے گی اس کے اوپر کی لب اور ڈھیلی ہو جائے گی نیچے کی لب۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مِنْ سُلَالَةٍ﴾ اَلْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ.

یعنی سلالة کے معنی ہیں بچہ اور نطفہ، اللہ نے فرمایا ﴿ولقد خلقنا الانسان من سلالة﴾ یعنی پیدا کیا ہم نے انسان کو خلاصہ مٹی سے۔

فائدہ: نہیں مراد ہے تفسیر سلالۃ کی سے ساتھ ولد کے کہ وہ مراد ہے آیت میں بلکہ وہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ سلالہ کا مشترک ہے درمیان ولد اور نطفہ کے اور اس چیز کے کہ کھینچی جاتی ہے دوسری چیز سے اور یہی اخیر معنی مراد ہیں آیت میں اور نہیں ذکر کیا اس کو واسطے بے پرواہی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اور واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ یہ لفظ مذکور چیزوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ (فتح)

وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُوْنُ وَاحِدٌ.

اور جنة اور جنون کے معنی ایک ہیں اللہ نے فرمایا ﴿ام يقولون به جنة﴾ یعنی کیا کہتے ہیں اس کو جنون ہے۔

وَالْغُثَآءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَآءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهٖ.

یعنی غثاء کے معنی ہیں جھاگ اور جو پانی کہ اوپر آئے اور جس کے ساتھ نفع نہ اٹھایا جائے اللہ نے فرمایا ﴿فجعلناهم غثاء﴾ یعنی کیا ہم نے ان کو جھاگ۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ

سورۂ نور کی تفسیر کا بیان

﴿مِنْ خِلَالِهٖ﴾ مِنْ بَيْنِ اَضْعَافِ السَّحَابِ.

یعنی من خلاله کے معنی ہیں بادل کے پردوں سے اللہ نے فرمایا ﴿فترى الودق يخرج من خلاله﴾ یعنی تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے۔

﴿سَنَا بَرْقِهٖ﴾ وَهُوَ الضِّيَآءُ.

سنا برقه کے معنی ہیں روشنی اس کی اللہ نے فرمایا ﴿يكاد سنا برقه يذهب بالابصار﴾ قریب ہے کہ بجلی کی چمک اس کی آنکھیں لے جائے۔

﴿مُذْعِنِيْنَ﴾ يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِيْ مُذْعِنٌ.

مذعنین کے معنی ہیں عاجزی کرنے والے جھکنے والے کہا جاتا ہے عاجزی کرنے والے کو مذعن اور کہا زجاج نے

کہ اذعان کے معنی ہیں بندگی میں جلدی کرنا اللہ نے فرمایا ﴿وان یکن لھم الحق یاتوا الیه مذعنین﴾ یعنی اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو آئیں اس کی طرف عاجز ہو کر۔

﴿أَشْتَاتًا﴾ وَشَتّٰى وَشَتَاتٌ وَّشَتٌّ وَّاحِدٌ.

یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا﴾۔

وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ الْمِشْكَاةُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ.

یعنی کہا سعد بن عیاض نے کہ مشکوٰۃ کے معنی ہیں طاق حبش کی زبان میں اللہ نے فرمایا ﴿کمشکوٰۃ فیھا مصباح﴾ مانند طاق کی کہ اس میں چراغ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا﴾ بَيَّنَّاهَا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ انزلنا کے معنی ہیں ہم نے اس کو بیان کیا۔

فائدہ: بیناھا فرضناھا کے معنی ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ سُمِّيَ الْقُرْاٰنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِأَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ مِّنَ الْاُخْرٰى فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ سُمِّيَ قُرْاٰنًا.

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ نام رکھا گیا قرآن واسطے جمع ہونے سورتوں کے اور نام رکھا گیا سورہ اس واسطے کہ وہ جدا کی گئی ہے دوسرے سے سو جب بعض سورتوں کو بعض کے ساتھ جوڑا گیا تو نام رکھا گیا قرآن یعنی جوڑا گیا۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ تَأْلِيْفَ بَعْضِهٖ إِلٰى بَعْضٍ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ فَإِذَا جَمَعْنَاهُ وَأَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ أَيْ مَا جُمِعَ فِيْهِ فَاعْمَلْ بِمَا أَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهٖ قُرْاٰنٌ أَيْ تَأْلِيْفٌ وَّسُمِّيَ الْفُرْقَانَ لِأَنَّهٗ يَفْرُقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ مَا قَرَأَتْ بِسَلًا قَطُّ أَيْ لَمْ تَجْمَعْ فِيْ بَطْنِهَا وَلَدًا.

اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿انا علینا جمعه﴾ یعنی مراد ساتھ اس آیت کے جوڑنا بعض قرآن کا طرف بعض کی اور مراد ساتھ ﴿فاذا قرأناہ﴾ کے یہ ہے کہ جب ہم اس کو جمع کریں اور جوڑیں تو پیروی کر اس چیز کی کہ جمع کی گئی ہے بیچ اس کے سو عمل کر ساتھ اس چیز کے کہ حکم کیا ہے اللہ نے تجھ کو ساتھ اس کے اور باز رہ اس چیز سے کہ منع کیا ہے اللہ نے تجھ کو اس سے اور کہا جاتا ہے نہیں واسطے شعر اس کے کے قرآن یعنی اس کا شعر جڑا ہوا نہیں اور نام رکھا گیا ہے قرآن کا فرقان اس واسطے کہ وہ جدائی کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے اور کہا جاتا ہے واسطے

عورت کے ما قرأت سلی قط یعنی اس نے کبھی اپنے
پیٹ میں بچے کو جمع نہیں کیا۔

فائدہ: حاصل اس سب کلام کا یہ ہے کہ قرآن اس کے نزدیک قرأ سے ہے ساتھ معنی جمع کے نہ قرأ سے ساتھ معنی تلاکے۔

وَيُقَالُ فِيْ ﴿فَرَّضْنَاهَا﴾ أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَآئِضَ مُخْتَلِفَةً وَّمَنْ قَرَأَ ﴿فَرَضْنَاهَا﴾ يَقُولُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنْ بَعْدَكُمْ.

اور فرضناھا کے معنی ہیں ہم نے اس کو اتارا اس میں فرائض مختلف ہیں اور جو اس کو تخفیف کے ساتھ پڑھتا ہے وہ کہتا ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ فرض کیا ہم نے تم پر اور تم سے پچھلوں پر یعنی قیامت تک۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا﴾ لَمْ يَدْرُوْا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ ﴿أُولِي الْإِرْبَةِ﴾ مَنْ لَّيْسَ لَهٗ أَرَبٌ وَّقَالَ طَاوُسٌ هُوَ الْأَحْمَقُ الَّذِيْ لَا حَاجَةَ لَهٗ فِي النِّسَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَّا يُهِمُّهٗ إِلَّا بَطْنُهٗ وَلَا يَخَافُ عَلَى النِّسَآءِ.

یعنی کہا مجاہد نے اللہ کے قول ﴿او الطفل الذین لم یظھروا﴾ کے معنی ہیں نہیں جانتے کیا ہے شرمگاہ عورتوں کی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے لڑکپن سے اور کہا شعبی نے کہ اولی الاربۃ کے معنی ہیں جس کو حاجت نہ ہو اور کہا طاؤس نے کہ وہ احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہ ہو اور کہا مجاہد نے کہ أولی الاربۃ وہ ہے جس کو کھانے کے سوا کچھ مقصود نہ ہو اور نہ خوف کیا جائے عورتوں پر یا لڑکے پر جو نہیں واقف ہوئے عورتوں کی شرم گاہ پر واسطے کم عمر ہونے کے۔

فائدہ: یہ مشتق ہے ظہور سے ساتھ معنی ظاہر ہونے کے یا ظہور سے ساتھ معنی غلبے کے یعنی حد بلوغت کو نہیں پہنچے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ عیب لگائیں اپنی عورتوں کو اور نہ ہوں ان کے پاس گواہ سوائے ان کی جان کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار بار گواہی دے ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ سچا ہے۔

٤٣٧٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا

۴۳۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قوم بنی عجلان کا سردار تھا سو اس نے کہا کہ تم کس طرح کہتے ہو اس مرد کے حق میں

أَتٰى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُوْلُوْنَ فِيْ رَجُلٍ وَّجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَتٰى عَاصِمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ فَسَأَلَهٗ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَآءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ وَّجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَأَمَرَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِّمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْا فَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَآءَتْ

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کا تو تم اس کو مار ڈالو گے؟ (یعنی ولی مقتول کے اس کے قصاص میں) یا کیا کرے؟ (یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے؟) میرے واسطے حضرت ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھو، سو عاصم رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! اس کا کیا حکم ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا تو عویمر رضی اللہ عنہ نے عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا اور عیب کیا، کہا عویمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی میں باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھوں، سو عویمر رضی اللہ عنہ لے آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایک مرد نے اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو مار ڈالو گے یا کس طرح کرے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں قرآن اتارا، سو حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا حکم دیا ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں نام لیا سو عویمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لعان کیا پھر کہا یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا، یعنی اب میں اس کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا، سو اس نے اس کو طلاق دی سو ہوا لعان کرنا سنت واسطے پچھلوں کے دو لعان کرنے والوں میں پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اگر جنے وہ لڑکا سیاہ رنگ کالی آنکھوں والا بڑے کولھوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو میں نہیں گمان کرتا عویمر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے اس پر سچ کہا اور اگر وہ بچے جنے سرخ رنگ جیسے وہ بھمن کے رنگ کا ہے تو میں نہیں گمان کرتا عویمر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے

بِهٖ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَآءَتْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِىْ نَعَتَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلٰى أُمِّهٖ.

اس پر جھوٹ بولا سو اس نے بچہ جنا اس صفت پر کہ حضرت ﷺ نے بیان کی تھی تصدیق کرنے عویمر رضی اللہ عنہ کے سے یعنی اس نے اس زانی کی صورت کا بچہ جنا تو وہ اس کے بعد اپنی ماں کی طرف نسبت کیا جاتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللعان میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں بار یہ گواہی دیں کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو۔

٤٣٧٧ ـ حَدَّثَنِىْ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأٰى مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُضِيَ فِيْكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيْرَاثِ أَنْ يَّرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا.

۴۳۷۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو پائے تو کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو قتل کرو گے یا کس طرح کرے؟ سو اللہ نے ان دونوں کے حق میں اتارا جو قرآن میں لعان کا مذکور ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم کیا، سو دونوں نے لعان کیا اور میں حضرت ﷺ کے پاس موجود تھا سو جدا کیا اس نے عورت کو سو ہوئی سنت یہ کہ جدائی کی جائے درمیان دو لعان کرنے والوں کے اور وہ عورت حاملہ تھی سو اس شخص نے اس کے حمل سے انکار کیا کہ یہ میرا حمل نہیں اور اس عورت کا بیٹا اس کی طرف منسوب کیا جاتا تھا پھر جاری ہوئی سنت میراث میں یہ کہ وہ لڑکا اپنی ماں کا وارث ہو اور اس کی ماں اس کی وارث ہو جو اللہ نے اس کے واسطے مقرر کیا ہے۔

فائدہ: اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس جگہ اس چیز پر جو راجح ہے بیچ سبب اترنے آیتوں لعان کے سوائے احکام اس کے کے اور میں اس کو اپنے باب میں ذکر کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہٹاتا ہے اس سے مار کو یہ کہ گواہی دے چار بار ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ جھوٹا ہے۔

۴۳۷۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا رَأٰى أَحَدُنَا عَلٰى امْرَأَتِهٖ رَجُلًا يَّنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَّالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّيْ لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِيْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَآءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَآئِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوْهَا وَقَالُوْا إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ

۴۳۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی عورت کو شریک سے حرام کاری کا عیب لگایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لا یا حد ماری جائے گی تیری پیٹھ پر، ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! جب کوئی اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے یعنی حرام کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈتا پھرے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہی فرمانے لگے کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ میں حد ماری جائے گی سو ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ بیشک میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں سو البتہ اتارے گا اللہ جو میری پیٹھ کو حد سے بچائے سو جبرئیل علیہ السلام اترا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں اتریں جو لوگ اپنی عورتوں کو حرام کاری کا عیب لگاتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ اللہ کے اس قول تک پہنچے اگر وہ سچا ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور اس عورت کو بلا بھیجا سو ہلال رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے گواہی دی یعنی پانچ بار اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے کہ بیشک اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں کوئی توبہ بھی کرنے والا ہے پھر وہ عورت کھڑی ہوئی سو اس نے گواہی دی یعنی چار بار پھر جب پانچویں گواہی کی نوبت ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا کہ بیشک یہ پانچویں گواہی واجب کرنے والی ہے یعنی تفریق کو تمہارے درمیان یا عذاب کو اگر جھوٹ بولے گی یعنی اگر تو جھوٹی ہے تو مت کہہ سو وہ عورت تھم گئی اور

قَوْمِيْ سَآئِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوْهَا فَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَآءَ فَجَآءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَأْنٌ.

ہٹی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ پلٹ جائے گی یعنی اپنے گناہ کا اقرار کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہ کروں گی سو بدستور اس نے پانچویں گواہی بھی دی اور حضرت ﷺ نے فرمایا دیکھتے رہو اس عورت کو اگر وہ جنے سیاہ چشم لڑکا بھارے کولھوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو وہ لڑکا شریک کا ہے سو اس نے اسی رنگ کا لڑکا جنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم اس پر جاری نہ ہو گیا ہوتا تو میں اس عورت پر کچھ حکم کرتا یعنی اس پر حد قائم کرتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جبرئیل علیہ السلام اترا اور آپ پر یہ آیتیں اتاریں کہ جو لوگ عیب لگاتے ہیں اپنی عورتوں کو آخر تک تو اسی طرح ہے اس روایت میں کہ لعان کی آیتیں ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور سعد کی حدیث میں جو پہلے گزری یہ ہے کہ وہ عویمر کے حق میں اتریں اس واسطے کہ حدیث مذکور میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم اتارا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا اور اماموں کو اس جگہ میں اختلاف ہے بعض نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ وہ عویمر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور بعض نے اس کو ترجیح دی ہے کہ وہ ہلال کے حق میں اتریں اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ پہلے یہ معاملہ ہلال رضی اللہ عنہ کے واسطے واقع ہوا اور اسی وقت عویمر رضی اللہ عنہ کے آنے کا اتفاق ہوا سو دونوں کے حق میں اتریں ایک وقت میں اور البتہ میل کی ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف اور سبقت کی ہے اس کی طرف خطیب نے سو کہا اس نے کہ شاید ایک وقت میں ان دونوں کے آنے کا اتفاق ہوا اور نہیں مانع یہ کہ قصے متعدد ہوں اور نزول ایک ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں گواہی یہ ہے کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ مرد سچا ہے۔

٤٣٧٩ - حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا رَمٰى امْرَأَتَهٗ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ

۴۳۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے وقت اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت دی سو اس کے بچے سے انکار کیا کہ میرا نہیں سو حضرت ﷺ نے دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو دونوں نے لعان کیا جیسا اللہ نے فرمایا پھر حکم دیا بچے کا واسطے عورت کے اور دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کرا دی۔

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا كَمَا قَالَ اللهُ ثُمَّ قَضٰى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

فائدہ: اس کی شرح لعان میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسِبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾.

أَفَّاكٌ كَذَّابٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ لائے ہیں طوفان تم ہی میں ایک جماعت ہیں تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کو ان میں پہنچتا ہے جو اس نے کمایا گناہ اور جس نے اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔

افاك کے معنی ہیں بڑا جھوٹا۔

٤٣٨٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ﴾ قَالَتْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ.

۴۳۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس نے اٹھایا طوفان کا بڑا بوجھ، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول ہے سردار منافقوں کا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿الْكَاذِبُوْنَ﴾.

باب ہے کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو لائق نہیں کہ منہ پر لائیں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار گواہ پھر جب نہ لائے گا وہ تو وہ لوگ اللہ کے یہاں ہیں جھوٹے۔

فائدہ: یہی ہے معروف کہ مراد ساتھ قول اللہ کے ﴿والذی تولی کبرہ﴾ وہ عبداللہ بن ابی ہے اور ساتھ اسی کے متفق ہیں روایتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو بہتان کے قصے میں اس سے مروی ہیں جیسا کہ اگلے باب میں ہے اور آئندہ آئے گا بیان اس شخص کا جو اس کے برخلاف کہتا ہے پھر بیان کی ہے بخاری نے حدیث افک کی ساتھ درازی کے لیث کے طریق سے اور نیز بیان کیا ہے اس کو ساتھ درازی کے شہادات میں فلیح کے طریق سے اور مغازی میں صالح کے طریق سے اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں اس کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے پہلے اس کو جہاد میں روایت کیا ہے پھر شہادات میں پھر تفسیر میں پھر ایمان میں اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں بھی۔ (فتح)

٤٣٨١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

۴۳۸۱۔ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہا خبر دی مجھ

اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيثِ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَّإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضٍ الَّذِي حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهٖ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ اٰذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ اٰذَنُوْا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا

کو عروہ اور سعید اور علقمہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی حدیث سے جب کہ کہا طوفان باندھنے والوں نے ان کے حق میں جو کہا سو اللہ نے ان کو ان کے بہتان سے پاک کیا اور ان کی پاکی بیان کی، زہری کہتا ہے اور ہر ایک نے حدیث کا ایک ٹکڑا مجھ سے بیان کیا اور ان کی بعض حدیث بعض کو سچا کرتی ہے اگرچہ بعض ان میں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اس کو بعض سے جو حدیث کہ بیان کی مجھ سے عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جنگ (یعنی بنی مصطلق میں جس کا ارادہ کیا) سو میرا نام نکلا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی بعد اترنے حکم پردے کے سو مجھ کو کجاوے میں اٹھاتے تھے اور اسی میں اتارتے تھے سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ سے فارغ ہوئے اور ہم پلٹ کر مدینے کے قریب پہنچے تو ایک رات کوچ کی خبر دی سو میں اس وقت اٹھ کر جائے ضرورت کو چلی یہاں تک کہ لشکر سے باہر گئی یعنی تا کہ تنہا حاجت روا کروں سو جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوئی تو میں اپنے کجاوے کی طرف متوجہ ہوئی یعنی جس جگہ میں اتری تھی سو اچانک میں نے دیکھا کہ میرا ہار یمنی نگینوں کا ٹوٹ کر گر پڑا سو میں اسی جگہ میں اس کی تلاش کو پھر گئی اور اس کی تلاش میں مجھ کو دیر ہو گئی اور جو لوگ میرے کجاوے کسنے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار

قَضَيْتُ شَأْنِيْ أَقْبَلْتُ إِلٰى رَحْلِيْ فَإِذَا عِقْدٌ لِّيْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ وَحَبَسَنِي ابْتِغَآؤُهٗ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَرْحَلُوْنَ لِيْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِي الَّذِيْ كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّيْ فِيْهِ وَكَانَ النِّسَآءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا تَأْكُلُ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوْا فَوَجَدْتُّ عِقْدِيْ بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَّلَا مُجِيْبٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِيْ كُنْتُ بِهٖ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِيْ مَنْزِلِيْ غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَّرَآءِ الْجَيْشِ فَأَدْلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ فَرَأٰى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَّآئِمٍ فَأَتَانِيْ فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَاٰنِيْ وَكَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ وَاللّٰهِ مَا كَلَّمَنِيْ كَلِمَةً وَّلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهٖ حَتّٰى أَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِئَ عَلٰى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا

ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں اس میں ہوں اور عورتیں اس وقت نہایت دبلی تھیں موٹی نہ تھیں جو کم کھاتی تھیں اس واسطے کجاوے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا جب کہ انہوں نے اس کو اٹھایا اور میں لڑکی کم عمر تھی سو وہ اونٹ کو اٹھا کر روانہ ہوئے سو مجھ کو لشکر چلے جانے کے بعد ہار ملا ان کی جگہ میں آئی اور حالانکہ وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ جواب دینے والا سو میں نے قصد کیا اپنی جگہ کا جس میں میں تھی اور میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب مجھ کو نہ پائیں گے تو پلٹ کر میرے لینے کو آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں اپنی جگہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند آئی تو میں سو گئی اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے تھا وہ پچھلی رات کو روانہ ہوا سو اس نے میری جگہ میں صبح کی سو اس نے ایک سوتے آدمی کا وجود دیکھا سو وہ میرے پاس آیا اور مجھ کو پہچانا جب کہ مجھ کو دیکھا اور اس نے مجھ کو پردے کے اترنے سے پہلے دیکھا تھا سو اس نے افسوس سے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا میں اس کی آواز سے جاگ پڑی سو میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانکا قسم ہے اللہ کی نہ اس نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے اس کی کوئی بات سنی سوائے انا للہ الخ کہنے اس کے کی یہاں تک کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور اس کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھا یعنی تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آسانی سے سوار ہوں اور سوار ہونے کے وقت ان کے چھونے کی حاجت نہ پڑے سو میں اس پر سوار ہوئی سو وہ میری سواری کو لے کر چلا یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچے اس کے بعد کہ اترے سخت گرمی میں یعنی دوپہر کے وقت سو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا یعنی تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور بانی مبانی اس

الْجَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوْا مُوْغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيِّ ابْنَ سَلُوْلَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَّالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَا أَعْرِفُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ أَرٰى مِنْهُ حِيْنَ أَشْتَكِيْ إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَاكَ الَّذِيْ يَرِيْبُنِيْ وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقَهْتُ فَخَرَجَتْ مَعِيْ أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلٰى لَيْلٍ وَّذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَّتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ بُيُوْتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّبَرُّزِ قِبَلَ الْغَآئِطِ فَكُنَّا نَتَأَذّٰى بِالْكُنُفِ أَنْ نَّتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَّهِيَ ابْنَةُ أَبِيْ رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَّأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِيْ وَقَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ

تہمت کا عبداللہ بن ابی ابن سلول ہوا پھر ہم مدینے میں آئے اور میں مدینے میں آ کر بیمار ہوگئی اور ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ بہتان باندھنے والوں کی بات کا چرچا کرتے تھے اور مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور مجھ کو اپنی بیماری میں یہ شک پڑتا تھا کہ جو مہربانی حضرت ﷺ مجھ پر بیماری میں کیا کرتے تھے وہ اب میں آپ سے نہیں پہچانتی یعنی ویسی مہربانی اس بیماری میں نہ تھی صرف اتنا تھا کہ حضرت ﷺ میرے پاس اندر آتے اور سلام کرتے پھر فرماتے کہ اس عورت کا کیا حال ہے پھر پلٹ جاتے سو یہ نہ ہونا مہربانی کا مجھ کو شک میں ڈالتا تھا اور مجھ کو بدی کی کچھ خبر نہ تھی یہاں تک کہ مجھ کو افاقہ ہوا سو میں مسطح کی ماں کے ساتھ جائے ضرور کے واسطے میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے پاخانے کی جگہ تھی اور نہ نکلتی تھیں ہم مگر راتوں رات اور یہ حال ہمارے گھروں کے پاس جائے پاخانے بننے سے پہلے تھا اور ہمارا دستور پہلے عربوں کا دستور تھا کہ پاخانے کے واسطے میدان کی طرف جاتے تھے ہم گھروں کے پاس جائے پاخانہ بننے سے ایذا پاتے تھے سو میں مسطح کی ماں کے ساتھ چلی اور وہ بیٹی ابورہم کی ہے اور اس کی ماں صخر کی بیٹی ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے اور اس کا بیٹا مسطح رضی اللہ عنہ ہے پھر میں فراغت کر کے مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کے ساتھ اپنے گھر کو آئی سو مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کا پاؤں اپنی چادر میں الجھا (ایک روایت میں ہے کہ اس کا پاؤں کانٹے یا ہڈی پر پڑا) تو اس نے کہا کہ ہلاک ہو مسطح یعنی اس نے اپنے بیٹے کو بددعا دی میں نے کہا تو نے برا کہا کیا تو برا کہتی ہے ایسے شخص کو جو جنگ بدر میں موجود تھا؟ اس نے کہا اے نادان عورت! کیا تو نے نہیں سنا جو اس نے کہا؟ میں نے کہا

أَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ أَيْ هَنْتَاهُ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ قَالَتْ قُلْتُ وَمَا قَالَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا فَأَخْبَرَتْنِيْ بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِيْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلٰى بَيْتِيْ وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيْكُمْ فَقُلْتُ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ اٰتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِيْنَئِذٍ أُرِيْدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّيْ يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِيْ عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَآئِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتّٰى أَصْبَحْتُ أَبْكِيْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَّأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهٖ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَآءَةِ أَهْلِهٖ وَبِالَّذِيْ يَعْلَمُ لَهُمْ فِيْ نَفْسِهٖ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا ایسا ایسا کہا، سو اس نے مجھ کو بہتان باندھنے کی خبر دی سو مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی طرف پھری اور حضرت ﷺ میرے پاس اندر آئے پھر فرمایا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میرا اس وقت ارادہ یہ تھا کہ میں اس خبر کو ان کی طرف سے تحقیق کروں، حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی سو میں نے اپنی ماں سے کہا اے ماں! کیا بات ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں؟ اس نے کہا، اے بیٹی! تو مت گھبرا سو قسم ہے اللہ کی کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جو اپنے خاوند کی پیاری ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ وہ اس کو اکثر تہمت لگاتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اللہ پاک ہے کیا لوگ اس بات کی گفتگو کرتے ہیں، سو میں اس رات تمام رات روتی رہی صبح تک نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی یہاں تک کہ میں نے صبح کی جب وحی کے اترنے میں بہت دیر ہوئی تو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے میرے چھوڑ دینے میں مشورہ پوچھا، سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ پر اشارہ کیا جو اس کو معلوم تھا آپ کے گھر والوں کی پاک دامنی سے اور جو اس کو معلوم تھا اپنی جی میں اہل بیت کی دوستی سے یعنی اس نے حضرت ﷺ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی بیان کی سو کہا کہ یا حضرت! آپ کی بیوی ہیں نہیں جانتا میں مگر نیک اور لیکن علی رضی اللہ عنہ سو انہوں نے کہا یا حضرت! اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں ہیں اور اگر حضرت ﷺ

أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَّأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَّإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ بَرِيْرَةُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَّأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهٗ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهٗ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَّلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَّمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ

لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو بلایا سو فرمایا کہ اے بریرہ! کبھی تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے؟ کہا بریرہ رضی اللہ عنہا نے قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا میں نے اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس سے میں اس پر عیب گیری کروں زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی سے اس دن انصاف چاہا سو حضرت ﷺ نے منبر پر فرمایا اے گروہ مسلمانوں کے کون ایسا ہے جو میرا بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا میرے اہل بیت کو پہنچی؟ یعنی میری بیوی کو سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک وہ تو میری بیوی کے پاس کبھی نہیں جاتا تھا میرے ساتھ کے بغیر تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا یا حضرت! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر تہمت کرنے والا اوس یعنی ہماری قوم سے ہو تو میں اس کی گردن ماروں اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہو اور وہ قوم خزرج کا سردار تھا اور وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اس کو قوم کی حمیت اور عار نے غصہ دلایا سو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور تجھ کو اس کے مارنے کا کچھ مقدور نہیں پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہو اور وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی ہے سو اس نے سعد بن

كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهٖ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ فَتَثَاوَرَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا أَنْ يَّقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَّلَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَآءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَأَنَا أَبْكِيْ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى إِلَيْهِ فِيْ شَأْنِيْ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ

عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی بقا کی البتہ ہم اس کو مار ڈالیں گے یعنی اگرچہ خزرج سے ہو جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس کا حکم کریں اور تم ہم کو اس سے منع نہیں کر سکتے سو بیشک تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے سو دونوں گروہ اوس اور خزرج غصے سے ایک دوسرے کی طرف اٹھے یہاں تک کہ قصد کیا کہ آپس میں لڑیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چپ ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں اس دن اسی حال میں رہی نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ مجھ کو نیند آتی تھی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی اور میں دو رات اور ایک دن روتی رہی نہ مجھ کو نیند آتی تھی اور نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور میرے ماں باپ گمان کرتے تھے کہ رونا میرے جگر کو پھاڑ دالنے والا ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جس حالت میں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روتی تھی تو ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دی سو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس حالت میں کہ ہم تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اندر آئے اور اسلام کر کے بیٹھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہ بیٹھے تھے جب سے میرے حق میں کہا گیا جو کہا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ اسی حال میں رہے آپ کو میرے حق میں کچھ وحی نہ ہوئی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جب بیٹھے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ

بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِی اللّٰهَ وَتُوبِیْ إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِیْ حَتّٰى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِیْ أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِیْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّیْ أَجِيْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا أَدْرِیْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ إِنِّیْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِیْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّیْ بَرِيْئَةٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّیْ بَرِيْئَةٌ لَّا تُصَدِّقُوْنِیْ بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّیْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَّتُصَدِّقُنِّیْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِیْ يُوْسُفَ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِیْ قَالَتْ وَأَنَا حِيْنَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّیْ بَرِيْئَةٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِیْ بِبَرَاءَتِیْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِیْ شَأْنِیْ وَحْيًا يُّتْلٰى وَلَشَأْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ

اے عائشہ! مجھ کو تیری ایسی ایسی بات پہنچی سو اگر تو گناہ سے پاک ہوگی تو اللہ تیری پاکی بیان کرے گا یعنی اس کے ساتھ وحی اتارے گا قرآن ہو یا غیر اس کا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہے تو مغفرت مانگ اللہ سے اور اس کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اس پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات تمام کی تو میرے آنسو بند ہوئے یہاں تک کہ میں نے اس سے ایک قطرہ نہ پایا تو میں نے اپنے باپ سے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں؟ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا میں نہیں جانتی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میں نے کہا اور میں لڑکی کم عمر تھی بہت قرآن نہ پڑھتی تھی قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ نے یہ بات سنی یہاں تک کہ آپ کے جی میں جم گئی اور آپ نے اس کو سچ جانا سو اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس گناہ سے بری ہوں تو آپ مجھ کو اس میں سچا نہیں جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور آپ کے درمیان سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اور کوئی مثل نہیں پاتی کہ اس نے کہا فصبر جمیل یعنی اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی مددگار ہے پھر میں منہ پھیر کر اپنے بچھونے پر لیٹی اور مجھ کو اس وقت معلوم تھا کہ میں عیب سے

يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَآءِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ مِّنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِيْ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ بَرَّأَكِ فَقَالَتْ أُمِّيْ قُوْمِيْ إِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ﴾ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآءَتِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا

پاک ہوں اور یہ کہ بیشک اللہ میری پاکی بیان کرنے والا ہے میرے پاک ہونے کے سبب سے لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میرے حق میں قرآن اتارے گا جو قیامت تک پڑھا جائے گا اور میں اپنے جی میں اپنے آپ کو حقیر تر جانتی تھی اس سے کہ میرے حق میں اللہ قرآن اتارے اور قرآن میں کلام کرے لیکن مجھ کو امید تھی کہ حضرت ﷺ کو سوتے خواب آئے گا جس کے ساتھ اللہ مجھ کو اس تہمت سے پاک کرے گا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو قسم ہے اللہ کی نہ حضرت ﷺ وہاں سے اٹھے اور نہ کوئی گھر والوں سے باہر نکلا یعنی جو اس وقت حاضر تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ پر وحی اتری سو عادت کے موافق آپ کو بخار کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکنے لگا سخت سردی کے دن میں بہ سبب بوجھ اس چیز کے کہ آپ پر اتاری جاتی سو جب وہ شدت حضرت ﷺ سے دور ہوئی اس حال میں کہ آپ ہنستے تھے سو پہلے پہل آپ نے یہ بات کی کہ اے عائشہ! اللہ نے تو تیری پاکی بیان کی سو میری ماں نے مجھ سے کہا کہ اٹھ کر حضرت ﷺ کا شکریہ ادا کر، میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں آپ کا شکر نہیں کرتی اور آپ کا احسان نہیں مانتی اور میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی جس نے میری پاکی بیان کی اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان ایک جماعت ہے تم میں سے سو جب اللہ نے میری پاکی میں یہ قرآن اتارا تو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے (اور حالانکہ وہ مسطح پر اپنی قرابت اور اس کی محتاجی کے سبب سے خرچ کیا کرتے تھے یعنی کچھ اللہ کے لیے اس کو دیا کرتے تھے) قسم ہے اللہ کی کہ میں مسطح رضی اللہ عنہ کو کبھی کچھ نہ دوں گا اس

تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِيْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِيْ فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ.

کے بعد کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جو کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ قسم نہ کھائیں فضیلت والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں قرابت والوں کو اور محتاجوں کو اور مہاجرین کو اللہ کے راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جو چیز کہ مسطح کو اللہ کے لیے دیا کرتے تھے وہ پھر اس کی طرف جاری کی اور کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اس سے کبھی بند نہیں کروں گا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھتے تھے سو فرمایا اے زینب! تجھ کو کیا معلوم ہے؟ اس نے کہا یا حضرت! میں اپنے کان اور آنکھ پر نگاہ رکھتی ہوں یعنی سو نہیں منسوب کرتی میں اس کی طرف جو نہ میں نے سنا نہ دیکھا مجھ کو نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہی تھی جو مجھ سے برابری چاہتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے سو بچایا اس کو اللہ نے ساتھ پرہیز گاری کے یعنی ساتھ نگہبانی کرنے کے اپنے دین پر اور اس کی بہن حمنہ رضی اللہ عنہا اس کے واسطے جھگڑنے لگی اور چرچا کرنے لگی ساتھ قول طوفان باندھنے والوں کے تاکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ کم ہو اور اس کی بہن کا مرتبہ بڑھے سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں جو ہلاک ہوئے تہمت باندھنے والوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا تو یہ قول زہری کا ہے یعنی بعض حدیث کا اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ کہا زہری نے ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ٹکڑا اس حدیث کا اور میں نے جمع کی ہے واسطے تیرے سب وہ چیز جو انہوں نے مجھ سے بیان کی اور یہ جو کہا کہ بعض حدیث ان کی سچا کرتی ہے بعض کو تو یہ مقلوب ہے اور مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کو سچا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ اپنے ظاہر پر ہو اور مراد یہ ہو کہ بعض حدیث ہر ایک کی ان میں سے دلالت کرتی ہے اوپر صدق راوی کے بیچ باقی

حدیث اپنی کے واسطے حسن سیاق اس کے کی اور عمدگی حفظ اس کے کی اور یہ جو کہا اگرچہ بعض راوی زیادہ تر یاد رکھنے والے ہیں بعض سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ بعض راوی ان چاروں میں سے زیادہ تر تمیز کرنے والے ہیں بیچ سیاق حدیث کے بعض سے اس کے اکثر یاد رکھنے کی جہت سے نہ یہ کہ بعض بعض سے مطلق اضبط ہیں اسی واسطے کہا زیادہ تر یاد رکھنے والے اس کو یعنی حدیث مذکور کو خاص اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ساری حدیث ان سب سے مروی ہے نہ یہ کہ وہ ساری حدیث ہر ایک سے مروی ہے اور یہ جو کہا عروہ عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت تو نہیں ہے یہ مراد کہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے اپنے نفس سے بلکہ معنی اس کے قول کے عن عائشہ یعنی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے بیچ قصے افک کے پھر اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرنا شروع کی سو کہا کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے تو اس میں مشروع ہونا قرعہ کا ہے اور رد ہے اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے اور یہ جو کہا بعد اترنے پردے کے یعنی بعد اترنے حکم پردے کے اور مراد حجاب کرنا عورتوں کا ہے مردوں کے دیکھنے سے یعنی مردوں سے پردہ کریں تاکہ مرد عورتوں کو نہ دیکھ سکیں اور اس سے پہلے ان کو اس بات سے روک نہ تھی اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا مانند تمہید کی ہے واسطے سبب کے بیچ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مستور کجاوے میں یہاں تک کہ نوبت پہنچائی اس نے طرف اٹھانے ان کے کی اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور ان کو گمان تھا کہ وہ اس میں ہیں برخلاف اس کے کہ پہلے پردے سے تھیں سو شاید عورتیں اس وقت سواریوں کی پشت پر سوار ہوتی تھیں بغیر کجاوے کے یا سوار ہوتی تھیں کجاوے میں بغیر پردے کے سو نہ واقع ہوتا تھا واسطے ان کے جو واقع ہوا بلکہ ان کا اونٹ کسنے والا پہچانتا تھا کہ سوار ہوئی ہیں یا نہیں اور یہ جو کہا کہ میں کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اس میں اتاری جاتی تھی تو ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب میرے اونٹ کو کستے تھے تو میں کجاوے میں بیٹھ جاتی تھی پھر کجاوے کو نیچے سے پکڑ کر اونٹ کی پیٹھ پر رکھ دیتے تھے اور کجاوہ ایک محمل ہوتا ہے اس کے واسطے قبہ ہوتا ہے جو کپڑوں وغیرہ سے ڈھانکا جاتا ہے پھر اونٹ کی پشت پر رکھا جاتا ہے اس میں عورتیں سوار ہوتی ہیں تاکہ ان کے واسطے پردہ ہو اور یہ جو کہا کہ کجاوے کے اٹھانے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے پر مقرر تھے وہ ان کا نہایت ادب کرتے تھے اور کجاوے کا پردہ بالکل نہیں کھولتے تھے اس لیے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ وہ اس میں ہیں اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور شاید انہوں نے سوچا کہ وہ سوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ میں لڑکی کم عمر تھی تو یہ اس واسطے کہ وہ ہجرت کے بعد شوال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئیں اور وہ اس وقت نو برس کی تھیں اور جنگ مریسیع چھٹے سال ہجری میں تھی شعبان میں تو گویا اس وقت پوری پندرہ برس کی نہ ہوئی تھیں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ باوجود دبلی ہونے کے کم عمر تھیں پس یہ ابلغ ہے واسطے ہلکا ہونے ان کے کی اور اسی وجہ سے ان کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس لفظ کے یعنی میں کم عمر تھی طرف بیان عذر اپنے کے اس چیز میں کہ کی حرص سے ہار پر اور سنگی ہونے ان کے سے ہار کے ڈھونڈنے پر اس حال میں اور نہ خبر دینے ان کے سے اپنے گھر والوں کو ساتھ اس کے اور یہ بہ سبب کم عمر ہونے ان کے ہے اور نا تجربہ کاری ان کی کے برخلاف اس کے کہ اگر کم عمر نہ ہوتیں تو اس کے انجام کو سمجھ جاتیں اور نیز یہ ان کے واسطے ہار کے گم ہونے میں واقع ہوا کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی کہ میرا ہار گر پڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روکا بغیر پانی پر یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہار ملا اور اس کے سبب سے تیمم کی آیت اتری پس ظاہر ہوا تفاوت حال اس شخص کا جو تجربہ کار ہو اور جو تجربہ کار نہ ہو اور یہ جو کہا کہ نہ کوئی وہاں بلانے والا اور نہ جواب دینے والا سو اگر کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی اور کو اپنے ساتھ کیوں نہ لیا تا کہ ان کو تنہا ہونے کی وحشت سے امن ہوتا اور جب ان کو ہار کے ڈھونڈنے میں دیر لگی تھی تو اپنی سہیلی کو بھیج دیتیں تا کہ ان کا انتظار کریں اگر کوچ کا ارادہ کریں اور جواب یہ ہے کہ یہ منجملہ اس چیز سے ہے کہ مستفاد ہوتی ہے قول اس کے سے کہ میں کم عمر تھی اس واسطے کہ ان کو ایسا تجربہ نہ تھا اور اس کے بعد ان کا یہ حال ہوا کہ جب باہر نکلتی تھیں تو کسی کو اپنے ساتھ لے کر نکلتی تھیں اور صفوان رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے رہا کرتا تھا تا کہ تیر اور تھیلی وغیرہ گری پڑی چیز کو اٹھا لائے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے انا للہ الخ پڑھنے سے جاگی تو تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن اسحاق نے کہ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور شاید بھاری پڑی اس پر وہ چیز جو جاری ہوئی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یا ڈرا یہ کہ واقع ہو جو واقع ہوا یا اکتفا کیا اس نے ساتھ پکار کر کہنے انا للہ الخ کے تا کہ ان کے ساتھ اور کلام کرنے کی حاجت نہ پڑے اور یہ جو کہا کہ مجھ سے کلام نہ کرتا تھا تو تعبیر کی ہے اس نے ساتھ لفظ مضارع کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ وہ بدستور چپ رہا اس واسطے کہ اگر ماضی کے صیغے کے ساتھ تعبیر کرتیں تو سمجھا جاتا اس سے خاص ہونا نفی کا ساتھ حالت جاگنے کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس سے انا للہ الخ کے سوا کوئی کلمہ نہیں سنا تو یہ مقید ہے ساتھ حالت بٹھانے اونٹ کے پس نہیں منع کرتا یہ کلام کرنے کو اونٹ بٹھانے سے پہلے اور پیچھے اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو کس سبب سے پیچھے رہی؟ اور کہا کہ سوار ہو اور میرا حال پوچھا اور یہ جو کہا کہ ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا تو اشارہ کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بہتان میں کلام کیا اور لیکن نام ان کے پس صحیح روایتوں میں عبداللہ بن ابی اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم ہیں اور زیادہ کیا ہے ان میں ابو الربیع نے عبداللہ اور ابو احمد کو جو دونوں جحش کے بیٹے ہیں اور ابن مردویہ کے نزدیک ابن سیرین کے طریق سے آیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ نہ خرچ کروں گا ان دو یتیموں پر جو ان کے پاس تھے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کلام ناشائستہ کی تھی ایک ان میں سے مسطح ہے، انتہی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے مسطح کے رفیق کا نام معلوم نہیں ہوا اور یہ جو کہا کہ لوگ بہتان باندھنے والوں کے قول میں چرچا کرتے تھے تو ابن اسحاق کی

روایت میں ہے کہ یہ بات حضرت ﷺ کو اور میرے ماں باپ کو پہنچی اور وہ میرے واسطے کچھ ذکر نہیں کرتے تھے اور یہ جو مسطح کی ماں نے کہا کہ ہلاک ہوا مسطح تو احتمال ہے کہ مسطح کی ماں نے یہ کلمہ جان بوجھ کر کہا ہوتا کہ پہنچے طرف اخبار عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس چیز کے کہ کہا گیا ان کے حق میں اور وہ غافل ہے اور احتمال ہے کہ اللہ نے اتفاقا اس کی زبان پر یہ کلمہ جاری کیا ہوتا کہ بیدار ہو عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی غفلت سے جو اس کے حق میں کہا گیا ار یہ جو کہا کہ مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب مجھ کو بہتان باندھنے والوں کی تہمت کی خبر پہنچی تو میں نے قصد کیا کہ اپنے آپ کو کنوئیں میں گراؤں اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں نے کہا کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ اس کو تہمت لگاتی ہیں تو اس کلام میں اس کی ماں کی سمجھ سے وہ چیز ہے جس پر زیادتی نہیں اس واسطے کہ اس نے معلوم کیا کہ یہ بات اس پر بھاری پڑے گی سو آسان کیا اس پر اس بات کو ساتھ اس طور کے کہ اس کو معلوم کروایا کہ وہ اس بات کے ساتھ منفرد نہیں اس واسطے کہ آدمی پیروی کرتا ہے ساتھ غیر اپنے کے اس چیز میں کہ واقع ہوتی ہے اس کے واسطے اور داخل کی اس نے اس میں وہ چیز جس سے اس کا دل خوش ہو کہ وہ فائق ہے خوبصورتی میں اور یہ اس قسم سے ہے کہ خوش لگتا ہے عورت کو کہ اس کے ساتھ صفت کی جائے باوجود اس چیز کے کہ اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی حمنہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ کہ باعث اس کو اس پر یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی بہن کی سوکن تھیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی زینب رضی اللہ عنہا ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہی تھی جو مرتبے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی مشابہت چاہتی تھی اور یہ جو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہے یعنی اس کو پاس رکھیے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کی بیوی ہے یعنی عفیفہ ہے جو آپ کے لائق ہے اور احتمال ہے کہ کہا ہو واسطے پاک ہونے کے مشورے سے اور رائے کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا پھر نہ کفایت کی ساتھ اس کے بلکہ خبر دی ساتھ اعتقاد اپنے کے سو کہا کہ نہیں جانتے ہم مگر نیک اور بیوی کو اہل کہنا شائع ہے اور جمع کا لفظ بولنا واسطے تعظیم کے ہے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورتیں اس کے سوا بہت ہیں تو ایک روایت میں ہے کہ اس کو طلاق دیجیے اور دوسری سے نکاح کیجیے اور یہ کلام جو علی رضی اللہ عنہ نے کیا تو باعث ہوئی اس کو اس پر ترجیح جانب حضرت ﷺ کی واسطے اس چیز کے کہ دیکھی بے قراری اور غم حضرت ﷺ کے سے بسبب اس بات کے کہ کہی گئی اور حضرت ﷺ نہایت غیرت کرنے والے تھے سو علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ جب آپ اس کو چھوڑ دیں گے تو جو آپ کو غم اس کے سبب سے حاصل ہوا ہے وہ دور ہو جائے گا یہاں تک کہ ثابت ہو پاکی ان کی پھر ممکن ہو گا رجوع کرنا ان سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے اختیار کرنا اس ضرر کا جو دونوں میں ہلکا ہو واسطے دور ہونے اشدان کے، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ یہی ہے مصلحت حضرت ﷺ کے حق میں اس واسطے کہ دیکھا کہ حضرت ﷺ بے قرار ہیں سو خرچ کی انہوں نے کوشش اپنی خیر خواہی میں واسطے

ارادے خاطر حضرت ﷺ کے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ نہیں جزم کیا علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف چھوڑ دینے ان کے اس واسطے کہ انہوں نے اپنے قول کے پیچھے یہ بات کہی کہ آپ لونڈی سے پوچھیے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی سو سپرد کیا انہوں نے امر کو طرف رائے حضرت ﷺ کے سو گویا کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ جلدی راحت چاہتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اگر آپ اس کا ارادہ نہیں رکھتے تو اس بات کی تحقیق کیجیے یہاں تک کہ آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی معلوم ہو اس واسطے کہ ان کو تحقیق معلوم تھا کہ نہ خبر دے گی آپ کو بریرہ رضی اللہ عنہا مگر ساتھ اس چیز کے کہ جو اس کو معلوم ہو اور وہ نہیں جانتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مگر محض پاک دامنی اور علت بیچ خاص ہونے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورے کے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے نزدیک بجائے بیٹے کے تھے کہ آپ نے ان کو لڑکپن سے پرورش کیا تھا پھر نہ جدا ہوئے ان سے بلکہ زیادہ ہوا جوڑ ان کا ساتھ نکاح کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پس اسی واسطے تھے وہ خاص ساتھ مشورے کے واسطے زیادہ اطلاع ہونے کے حضرت ﷺ کے احوال پر اکثر غیر ان کے سے اور عام کاموں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر اصحاب سے مشورہ لیتے تھے اور اسی طرح اسامہ رضی اللہ عنہ سو وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں بیچ طول ہونے ملازمت کے اور زیادہ ہونے خصوصیت اور محبت کے اسی واسطے اصحاب کہتے تھے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے محبوب ہیں اور خاص کیا اس کو سوائے ماں باپ اس کے کی اس واسطے کہ وہ بھی علی رضی اللہ عنہ کی طرح جوان تھے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ اس سے عمر میں بڑے تھے اور یہ اس واسطے ہے کہ جو جوان کے ذہن کی صفائی ہوتی ہے وہ دوسرے کے نہیں ہوتی اور اس واسطے کہ وہ بوڑھے سے جلدی جواب دیتا ہے کہ بوڑھا اکثر اوقات انجام کو سوچتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا تو ایک روایت میں ہے کہ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں سو اس کو نہ چھپا تو اس نے کہا بہت خوب! فرمایا کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی چیز دیکھی ہے جس سے پاک دامنی میں شک پڑے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لونڈی سے پوچھ، علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اور کہا کہ اگر تو سچ نہ کہے گی تو تجھ کو ماروں گا اس نے سوائے نیکی کے کچھ نہ کہا پھر علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اس کو سخت مارا اور کہا کہ آپ سے سچ کہہ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی برائی معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے تو ایک روایت میں ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جب سے اس کے پاس ہوں مگر یہ کہ میں آٹا گوندھتی ہوں اور اس کو کہتی ہوں کہ اس آٹے کو دیکھتی رہ یہاں تک کہ میں آگ جلاؤں سو وہ غفلت کرتی ہے اور بکری آ کر کھا جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پاک تر ہے سونے سے یعنی سونے کی طرح عیب سے پاک ہے اور اگر اس نے کیا ہے جو لوگ کہتے ہیں تو البتہ اللہ آپ کو خبر کر دے گا سو لوگوں نے اس کی فقاہت سے تعجب کیا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس دن عبداللہ بن ابی سے

انصاف چاہا تو کہا خطابی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ کون ایسا ہے جو قائم ہو ساتھ عذر اس کے کی کہ اس نے میرے گھر والوں پر بری تہمت لگائی ہے اور کون ایسا ہے کہ قائم ہو ساتھ عذر میرے کے جب کہ میں اس کو اس تہمت باندھنے کی سزا دوں اور یہ جو کہا کہ تجھ کو اس کے مارنے پر مقدور نہیں تو نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ معنی اس کے قول کے کذب لا تقلته یہ ہیں کہ حضرت ﷺ تجھ کو اس کے مارنے کا اختیار نہیں دیں گے اسی واسطے تو اس کے مارنے پر قادر نہیں ہوگا اور اس کا باعث یہ ہے جو ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ سعد نے کہا کہ تو نے یہ بات اس واسطے کہی ہے کہ تو نے معلوم کیا کہ وہ خزرج سے ہے یعنی تجھ کو حضرت ﷺ کی مدد مقصود نہیں بلکہ تمہارے دلوں میں ہماری طرف سے قدیمی کینہ ہے اس کے سبب سے تو نے یہ بات کہی، ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کو میری مراد خوب معلوم ہے کہا ابن تین نے کہ یہ جو ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اوس سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماریں گے تو یہ اس واسطے کہ اوس قوم اس کی ہے اور نہیں کہی اس نے یہ بات بیچ حق خزرج کے واسطے اس چیز کے کہ تھی درمیان اوس اور خزرج کے کینہ اور عداوت سے پہلے اسلام کے سو دور ہوئی وہ عداوت ساتھ اسلام کے اور کچھ باقی رہی بحکم عار کے سو کلام کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ حکم عار کے اور انکار کیا اس سے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان میں حکم کریں اور حالانکہ وہ قوم اوس سے ہیں اور نہیں ارادہ کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے راضی ہونا ساتھ اس چیز کے کہ منقول ہوئی عبداللہ بن ابی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا یعنی نہیں گزری اس سے کوئی چیز کہ متعلق ہو ساتھ کھڑا ہونے کے عار حمیت سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مراد نہیں کہ وہ منافقوں میں سے ہے اور یہ جو اُسید رضی اللہ عنہ نے معاذ بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو منافق ہے تو مازری نے اسید کے قول سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ واقع ہوا ہے یہ اسید سے بطور غصے اور مبالغہ کے بیچ زجر سعد رضی اللہ عنہ کے جھگڑنے سے یعنی مراد اس کی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو جھڑکنا تھا کہ عبداللہ بن ابی کی طرف سے نہ جھگڑے اور اس کی مراد وہ نفاق نہیں جو ظاہر میں ایمان لانا اور باطن میں کافر رہنا ہے اور شاید حضرت ﷺ نے اسی وجہ سے اس پر انکار نہ کیا پس مراد اس کی یہ ہے کہ تو منافقوں کا سا کام کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میرے باپ نے میرے پاس صبح کی یعنی آئے وہ دونوں اس جگہ میں جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کے گھر سے نہ یہ کہ وہ ان کے پاس سے اپنے گھر کی طرف پھر گئی تھیں اور یہ جو کہا کہ میں دو رات اور ایک دن روتی رہی یعنی ایک وہ رات جس میں مسطح کی ماں نے ان کو یہ خبر دی اور ایک وہ دن جس میں حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اگلی رات اور یہ جو کہا کہ میرے آنسو بند ہوئے کہا قرطبی نے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ جب غم اور غضب سے ایک چیز آدمی کو پکڑ لیتی ہے تو آنسو بند ہو جاتے ہیں واسطے زیادہ ہونے گرمی مصیبت کے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ حضرت ﷺ کو میری طرف سے جواب دو تو بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے باوجود اس کے کہ سوال واقع ہوا ہے باطن امر سے اور صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ جن کو اس پر اطلاع نہیں تھی لیکن کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس سے باطن میں ایسی کوئی چیز واقع نہیں ہوئی جو ظاہر کے مخالف ہو پس گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو پاک کرو جس طرح چاہو اور تم کو اعتماد ہے کہ میں سچ کہتی ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواب دیا اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اپنے قول کے کہ میں نہیں جانتا کیا کہوں اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت متبع تھے سو انہوں نے ایسا جواب دیا جو معنی میں اس کو اس کے سوال کے مطابق ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بہت قرآن نہیں پڑھتی تھی تو یہ تمہید ہے واسطے عذر ان کے کی کہ اس وقت ان کو یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا اور ایک روایت میں یعقوب علیہ السلام کا نام صریح آچکا ہے لیکن وہ روایت بالمعنی ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم نے اس کو سچا جانا تو یہ قول ان کا بطور مقابلے کے ہے اگرچہ اس کی حقیقت مراد نہیں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی مبالغہ سے بیچ تحقیق کرنے کے اور وہ اپنے پاک دامن ہونے کے سبب سے اعتقاد کرتی تھیں کہ لائق ہے کہ جو اس طوفان کو سنے وہ اس کو قطعی جھوٹ جانے لیکن عذر ان کا اس سے یہ ہے کہ انہوں نے چاہا کہ قائم کریں حجت کو ان لوگوں پر جنہوں نے اس میں کلام کیا اور نہیں کافی ہے اس میں مجرد نفی اس کی جو انہوں نے کہا اور چپ رہنا اوپر اس کے بلکہ متعین ہوئی تحقیق کرنا واسطے رد شبہ ان کے یا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس تہمت کو سچا جانا لیکن جن لوگوں نے ان کو نہ جھٹلایا وہ بھی تغلیباً ان کے ساتھ جوڑے گئے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی تو عذر اس کا ان کے مطلق بولنے میں غضبناک ہونا ان کا ہے ان سے کہ انہوں نے طوفان اٹھانے والوں کے جھٹلانے کی طرف کیوں جلدی نہ کی باوجود اس کے کہ چال چلن کا نیک ہونا ان کے نزدیک ثابت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف افراد اللہ کے ساتھ قول اپنے کے کہ وہی ہے جس نے میری پاک دامنی اتاری پس مناسب ہوا مفرد کرنا ساتھ حمد کے فی الحال اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر نہ کریں اور یہ جو کہا کہ اللہ نے دس آیتیں اتاریں تو کہا زمخشری نے کہ نہیں واقع ہوئی قرآن میں تشدید سے کسی گناہ میں جو واقع ہوئی افک کے قصے میں ساتھ مختصر عبارت کے اور بہت معنی کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر وعید شدید کے اور عتاب بلیغ کے اور زجر سخت کے اور اس پر کہ یہ بات بہت بڑی اور بری ہے ساتھ مختلف طریقوں اور مضبوط سلیقوں کے کہ ہر ایک ان میں سے کافی ہے اپنے باب میں بلکہ نہیں واقع ہوئی وعید بت پرستوں کی مگر ساتھ اس چیز کے کہ کم ہے اس سے اور نہیں ہے یہ سب مگر واسطے ظاہر کرنے بلندی مرتبے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پاک کرنے اس شخص کے جو آپ سے کچھ تعلق رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ وہی تھی جو مجھ سے برابری چاہتی تھی یعنی طلب کرتی تھی بلندی اور رفعت سے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو میں طلب کرتی تھی یا اعتقاد کرتی تھی کہ میری قدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہے اور اصحاب سنن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے ان کو تہمت لگائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب

پر حد قائم کی اور اس کا بیان حدود میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے کہ جائز ہے روایت کرنا حدیث کی ایک جماعت سے ساتھ تلفیق کے یعنی کچھ کسی راوی سے لی اور کچھ کسی سے اور ساری کو اجمال کے ساتھ روایت کرے یعنی ایک کی روایت کو دوسرے کی روایت سے جدا نہ کرے اور یہ کہ جائز ہے قرعہ ڈالنا یہاں تک کہ عورتوں کے درمیان بھی اور ان کو سفر میں اپنے ساتھ لے جانا ہو تو اس میں بھی اور یہ کہ جائز ہے سفر کرنا ساتھ عورتوں کے یہاں تک کہ جہاد میں بھی اور یہ کہ جائز ہے حکایت کرنا اس چیز کی کہ واقع ہے واسطے مرد کے فضیلت سے اگرچہ اس میں بعض لوگوں کی مدح ہو اور بعض کی مذمت جب کہ شامل ہو یہ دور کرنے وہم نقص کے کو حکایت کرنے والے سے جب کہ ہو پاک عیب سے وقت قصد خیر خواہی اس شخص کے کہ پہنچے اس کو یہ تاکہ نہ واقع ہو اس چیز میں کہ واقع ہوا بیچ اس کے وہ شخص جو پہلے گزرا اور یہ کہ غیر کو گناہ میں پڑنے سے بچانے کے واسطے کوشش کرنا اولیٰ ہے ترک کرنے اس کے سے کہ وہ گناہ میں پڑے اور حاصل ہونا اجر کا واسطے موقوع فیہ کے یعنی جس کو تہمت لگائی گئی اور اس میں استعمال کرنا تمہید کا ہے اس چیز میں کہ محتاج ہے طرف اس کی کلام سے اور یہ کہ کجاوہ قائم مقام گھر کے ہے عورت کے پردہ کرنے میں اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا عورت کا کجاوے میں اونٹ کی پیٹھ پر اگرچہ یہ اس پر مشکل ہو جب کہ اس کو اس کی طاقت ہو اور یہ کہ جائز ہے خدمت اجنبی کی واسطے عورت کے پردے کے پیچھے سے اور یہ کہ جائز ہے پردہ کرنا واسطے عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ جدا ہو بدن سے اور یہ کہ جائز ہے متوجہ ہونا عورت کا واسطے قضائے حاجت اپنی کے تنہا بغیر اذن خاص اپنے خاوند کے بلکہ واسطے اعتماد کے اذن عام پر جو مستند ہو طرف عام کی اور یہ کہ جائز ہے زیور پہننا عورت کا سفر میں ساتھ ہار کے اور مانند اس کی کے اور نگاہ رکھنا مال پر اگرچہ قلیل ہو واسطے وارد ہونے نہی کے اضاعت مال سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار نہ موتیوں کا تھا اور نہ جواہر کا اور اس میں نحوست ہے حرص کی اوپر مال کے اس واسطے کہ اگر وہ اس کی تلاش میں دیر نہ کرتیں تو البتہ جلدی پلٹ آتیں جب اس کی تلاش میں قدر حاجت سے زیادہ رہیں تو یہ ماجرا واقع ہوا اور قریب ہے اس سے قصہ دو جھگڑنے والوں کا جب کہ اٹھایا گیا علم شب قدر کا یعنی تعیین اس کی ان کے سبب سے اس واسطے کہ انہوں نے قدر ضرورت پر کفایت نہ کی بلکہ زیادہ ہوئے جھگڑنے میں یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو ان کی آوازوں کے بلند ہونے سے یہ ماجرا واقع ہوا اور یہ کہ موقوف ہے کوچ کرنا لشکر کا امام کی اجازت پر اور یہ کہ جائز ہے مقرر کرنا کسی آدمی کو لشکر میں سے ساقہ (ساقہ اس شخص کو کہتے ہیں جو لشکر سے پیچھے رہے تاکہ گری پڑی چیز کو اٹھا لائے) جو امین ہو کہ تھکے ماندے کو چڑھا لائے اور گری پڑی چیز کو اٹھا لائے اور سوائے اس کے مصالح سے اور یہ کہ لائق ہے کہ مصیبت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کہے اور یہ کہ عورت اپنے منہ کو اجنبی مرد سے ڈھانک لے اور فریاد رسی کرنا عاجز درماندے کی اور چھڑانا ضائع کا اور قدر

والے کی تعظیم کرنا اوران کو سواری میں مقدم کرنا اور تکلیف اٹھانا واسطے اس کے اور اجنبی کے ساتھ خوب ادب سے پیش آنا خاص کر عورتوں کو خاص کر خلوت اور تنہائی میں اور چلنا آگے عورت کے تا کہ برقرار رہے دل اس کا اور با امن ہو اس چیز سے کہ وہم کی جاتی ہے نظر کرنے اس کے سے واسطے اس چیز کے کہ قریب ہے کہ کھل جائے عورت سے وقت چلنے کے اور اس میں مہربانی کرنا مرد کی ہے عورت پر اور خوش گزران کرنا ساتھ اس کے اور کمی کرنا اس میں وقت مشہور ہونے اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے نقص کو اگرچہ نہ محقق ہو اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ بوجھے وہ عورت حال کے متغیر ہونے کو پس عذر کرے یا اقرار کرے اور یہ کہ نہیں لائق ہے بیمار والوں کو کہ بیمار کو خبر دیں اس چیز کی کہ اس کے باطن کو ایذا دے تا کہ اس سے اس کی بیماری زیادہ نہ ہو جائے اور اس میں سوال کرنا ہے بیمار سے کہ اس کا کیا حال ہے؟ اور اشارہ ہے طرف مراتب ہجران کی ساتھ کلام اور مہربانی کے یعنی اس کے ساتھ کلام اور مہربانی نہ کرنا اور جب سبب ثابت ہو تو بالکل کلام کرنا چھوڑ دے اور اگر اس میں ظن ہو تو کم کرے اور اگر مشکوک فیہ یا محتمل ہو تو خوب ہے کم کرنا کلام کا نہ واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ کہی گئی بلکہ تا کہ نہ گمان کیا جائے ساتھ ساتھی اس کے کی نہ پرواہ کرنا ساتھ اس چیز کے کہ کہی گئی ہے اس کے حق میں اور یہ کہ جب عورت کسی حاجت کے واسطے باہر نکلے تو کسی کو ساتھ لے جو اس کی غم خواری کرے یا خدمت کرے لیکن ایسے شخص کو ساتھ لے جس سے اس کو امن ہو اور اس میں ہٹانا مسلمان کا ہے مسلمان سے عیب کو خاص کر اس شخص سے جو اہل فضل ہو اور ہٹانا اس شخص کا جو ان کو ایذا دے اگرچہ اس سے کسی قسم کا تعلق رکھتا ہو اور اس میں بیان ہے زیادتی فضیلت اہل بدر کا یعنی جو اصحاب جنگ بدر میں حاضر تھے اور اطلاق سبّ وشتم سب کا بری دعا پر اور اس میں بحث کرنا ہے امر قبیح سے جب مشہور ہو جائے اور پہچاننا صحت اور فساد اس کے کا ساتھ کھولنے راز اس شخص کے جس کے حق میں کہا گیا کہ کیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی چیز ایسی واقع ہوئی ہے جو اس کے مشابہ ہو یا اس سے قریب ہو اور استصحاب اس شخص کا جو تہمت لگایا گیا ساتھ برائی کے جب کہ اس سے پہلے نیکی کے ساتھ مشہور ہو جب نہ ظاہر ہو اس سے ساتھ دریافت کرنے کے جو اس کے مخالف ہو اور اس میں فضیلت قوی ہے واسطے ام مسطح رضی اللہ عنہا کے اس واسطے کہ اس نے اپنے بیٹے کو درست نہ رکھا بسبب عیب لگانے اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلکہ قصد کیا اس کے برا کہنے کا اور اس میں قوی کرنا ہے ایک دو احتمالوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں جو آپ نے بدر والوں کے حق میں فرمایا ان اللہ قال لھم **اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم** یعنی اللہ نے ان سے کہا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ میں تم کو بخش چکا اور یہ کہ راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ گناہ ان سے واقع ہوتے ہیں لیکن وہ مقرون ہیں ساتھ مغفرت کے واسطے فضیلت دینے ان کے کی غیروں پر بسبب اس جنگ عظیم کے اور مرجوح ہونا دوسرے قول کا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان کو نگاہ رکھا ہے پس نہیں واقع ہوتا ان سے کوئی گناہ تنبیہ کی ہے اس پر شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اور اس میں مشروعیت سبحان اللہ کہنے کی ہے وقت

سننے اس چیز کے جو سامع کے اعتقاد میں جھوٹ ہو اور توجیہ اس کی اس جگہ یہ ہے کہ اللہ پاک ہے یہ کہ حاصل ہو واسطے قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آلودگی پس مشروع ہے ذکر کرنا اس کا ایسی جگہ میں ساتھ پاکی کے اور یہ کہ موقوف ہے نکلنا عورت کا اپنے گھر سے اپنے خاوند کی اجازت پر یعنی اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگرچہ اپنے ماں باپ کے گھر کی طرف جانا ہو اور اس میں بحث کرنا ہے بات کہی گئی سے اس شخص سے جو مقول فیہ کو بتلائے اور توقف کرنا خبر واحد میں اگرچہ سچی ہو اور طلب کرنا ترقی کا مرتبہ ظن سے طرف مرتبے یقین کے اور یہ کہ خبر واحد جب کہ آگے پیچھے کچھ کچھ آئے تو یقین کا فائدہ دیتی ہے واسطے دلیل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے تاکہ میں ماں باپ کی طرف سے اس خبر کی تحقیق کروں اور یہ کہ نہیں موقوف ہے یہ کسی عدد معین پر اور اس میں مشورہ لینا مرد کا ہے اپنے خواص سے جو اس کے ساتھ قرابت وغیرہ کے سبب سے پناہ پکڑتا ہو اور خاص کرنا اس شخص کا جس کی رائے کے صحیح ہونے کا تجربہ ہو چکا ہو اگرچہ اس کا غیر قریب تر ہو اور بحث کرنا حال اس شخص کے سے جس کو تہمت لگائی گئی اور حکایت کرنا اس کی واسطے کھولنے حال اس کے کی اور اس کو غیبت نہیں کہا جاتا اور اس میں استعمال کرنا ہے **لا نعلم الا خیرا** کا تزکیہ میں اور یہ کہ یہ کافی ہے اس شخص کے حق میں جس کی عدالت پہلے سے معلوم ہو اس شخص سے جو اس کے پوشیدہ راز سے واقف ہو اور اس میں ثابت رہنا ہے شہادت میں اور سمجھنا امام کا وقت پیدا ہونے امر مشکل کے اور مدد لینے خاصوں سے اجنبیوں پر اور تمہید عذر کے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کیا جاتا ہو اس کی سزا کا یا اس کی جھڑک کا اور مشورہ لینا اعلیٰ آدمی کا اس شخص سے جو اس سے کم درجہ ہو اور خدمت لینا اس شخص سے جو غلامی میں نہیں اور یہ کہ جو کسی کے حال سے پوچھا جائے پس بیان کرنا چاہے جو اس میں عیب ہے تو چاہیے کہ پہلے اس کا عذر بیان کرے اگر اس کو جانتا ہو جیسے بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جب کہ اس کو آٹے سے سو جانے کا عیب لگایا سو اس کے پہلے یہ بات ذکر کی کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے حکم کرتے واسطے نفس اپنے کے مگر بعد اترنے وحی کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصے میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہ کیا پہلے اترنے وحی کے اور یہ کہ حمیت اللہ اور اس کے رسول کی مذمت نہیں کی جاتی اور اس حدیث میں فضیلتیں بہت ہیں واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کے ماں باپ کے اور واسطے صفوان رضی اللہ عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ ناحق والوں کی مدد کرنے سے آدمی بدنام ہو جاتا ہے نیک نام نہیں رہتا اور جواز سبّ وشتم اس شخص کا جو تعرض کرے واسطے باطل والوں کے اور نسبت کرنا اس کا طرف اس چیز کی جو اس کو بری لگے اگرچہ درحقیقت وہ چیز اس میں موجود نہ ہو لیکن جب واقع ہو اس سے وہ چیز جو اس کے مشابہ ہو تو جائز ہے بولنا اس چیز کا اوپر اس کے واسطے تشدید کے اس کے حق میں اور بولنا جھوٹ کا خطا پر اور قسم ساتھ لفظ عمر اللہ کے اور بجھانا جوش فتنے کا اور بند کرنا اس کے ذریعہ کا اور فضیلت ایذا اٹھانے کی اور اس میں دور ہونا ہے اس شخص سے جو رسول کے مخالف ہو اگرچہ قرابت والا اور بھائی بند

ہو اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے قول سے یا فعل سے وہ قتل کیا جائے اس واسطے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ مطلق بولا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہیں کیا اور اس میں موافقت کرنا ہے اس شخص کی جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو ساتھ آہ مارنے اور غمناک ہونے اور رونے کے اور اس میں ثابت رہنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے ان امور میں اس واسطے کہ نہیں منقول ہے ان سے اس قصے میں باوجود دراز ہونے حال کے بیچ اس کے مہینہ بھر ایک کلمہ یا اس سے کم مگر جو ان سے حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں کہا گیا ہے ہم کو یہ جاہلیت یعنی کفر کی حالت میں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کہا جائے ہم کو اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو اسلام کے ساتھ عزت دی اور اس میں شروع کرنا کلام کا ہے ساتھ تشہد اور حمد اور ثناء کے اور کہنا اما بعد کا اور توقیف اس شخص کی کہ نقل کیا گیا ہے اس سے گناہ اوپر اس چیز کے کہ کہی گئی ہے بیچ اس کے بعد بحث کے اس سے اور یہ کہ قول کذا وکذا کفایت کی جاتی ہے ساتھ اس کے احوال سے جیسے کہ کفایت کی جائے ساتھ اس کے اعداد سے اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ اعداد کے اور اس میں مشروع ہونا توبہ کا ہے اور یہ کہ وہ قبول کی جائے معترف کنارہ کش مخلص سے اور یہ کہ مجرد اعتراف اس میں کافی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اقرار کرنا ساتھ اس چیز کے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس سے اگرچہ معلوم ہو کہ وہ اس میں تصدیق کیا جائے گا بلکہ لازم ہے اس پر یہ کہ سچ کہے یا چپ رہے اور یہ کہ صبر کی عاقبت خوب ہوتی ہے اور رشک کیا جاتا ہے صاحب اس کا اور اس میں مقدم کرنا بڑے کا ہے کلام میں اور توقف کرنا اس شخص کا کہ مشتبہ ہو اس پر امر کلام میں اور اس میں بشارت دینا ہے اس شخص کو جس کو تازہ نعمت ہاتھ آئے یا اس سے کوئی سختی دور ہو اور اس میں ہنسنا اور خوش ہونا ہے نزدیک اس کے اور اس میں ہے کہ جب سختی نہایت کو پہنچے تو اس کے بعد کشائش ہوتی ہے اور فضیلت ہے اس شخص کی جو اپنا کام اللہ کے سپرد کرے اور یہ کہ جو اس پر قوی ہو اس کا غلم اور درد ہلکا ہو جاتا ہے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر خرچ کرنے کے اللہ کی راہ میں خاص کر بیچ سلوک کرنے برادری کے اور واقع ہونا مغفرت کا واسطے اس شخص کے جو نیکی کرے ساتھ اس شخص کے کہ برا کیا ہو ساتھ اس کے یا درگزر کرے اس شخص سے اور یہ کہ جو قسم کھائے کہ فلاں بات نہ کرے گا تو مستحب ہے اس کو توڑنا قسم کا اور یہ کہ جائز ہے شہادت لینا قرآن کی آیتوں سے حادثوں میں اور پیروی کرنا اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے واسطے بڑے لوگوں کے پیغمبروں وغیرہ سے اور اس میں سبحان اللہ کہنا ہے وقت تعجب کے اور مذمت غیبت کی اور مذمت سننے اس کے کی اور جھڑکنا اس شخص کا جو اس کو لائے خاص کر اگر وہ متضمن ہو مسلمان کی تہمت کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی اس سے اور مذمت مشہور کرنے بے حیائی کے اور حرام ہونا شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی میں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل اوپر تمہارے اور رحمت اس کی البتہ تم اس بات کی

فِيمَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾.
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَلَقَّوْنَهُ﴾ يَرْوِيهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ ﴿تُفِيضُونَ﴾ تَقُولُونَ.

وجہ سے جس میں تم نے خوض کیا بڑا عذاب بھیجتا۔
اور مجاہد نے کہا تلقونہ کے معنی ہیں بعض تمہارا بعض سے روایت کرتا ہے تفیضون کے معنی ہیں تم کہتے ہو۔

٤٣٨٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ أُمِّ رُومَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا.

۴۳۸۲۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ روایت کرتا ہے ام رومان رضی اللہ عنہا سے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا جب عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا گیا تو غش کھا کر گر پڑی تھیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں سے اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اس کو ہلکی بات اور وہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے۔

٤٣٨٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ.

۴۳۸۳۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا پڑھتی تھیں ﴿اذ تَلِقُونَه بالسنتكم﴾ یعنی ساتھ کسرہ لام کے اور تخفیف قاف مضمومہ کے ولق سے جس کے معنی ہیں جھوٹ بولنا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو لائق نہیں کہ منہ پر لائیں یہ بات، اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے۔

٤٣٨٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيلَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ ائْذَنُوا لَهُ

۴۳۸۴۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی ان کے مرنے سے تھوڑا سا پہلے اور وہ موت کی سختی سے بیہوش تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ڈرتی ہوں کہ میری تعریف کرے جو خود پسندی کا موجب ہو یعنی اس خیال سے اجازت دینے میں توقف کیا سو کہا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں اور مسلمانوں کے بزرگوں میں سے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِينَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَآءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنٰى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نِسْيًا مَّنْسِيًّا.

کہ اس کو اجازت دو یعنی سو وہ اجازت لے کے اندر آئے سو کہا کیا حال ہے تیرا؟ کہا بہتر ہے اگر میں پرہیز گاروں سے ہوں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری عاقبت بہتر ہو گی ان شاء اللہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا اور تیری پاک دامنی آسمان سے اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نکلنے کے بعد ابن زبیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے (یعنی پس موافق پڑا پھرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے آنے کو) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاس اندر آئے سو انہوں نے میری تعریف کی اور میں چاہتی ہوں کہ ہو جاتی بھولی بسری۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا حال ہے تیرا؟ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اب تیرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے کے درمیان کچھ دیر نہیں مگر یہ کہ روح بدن سے نکلے اور یہ جو کہا کہ تیرا عذر آسمان سے اترا تو یہ اشارہ ہے طرف قصے افک کی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے تیری پاک دامنی سات آسمان کے اوپر سے اتاری یعنی قرآن میں لائے اس کو جبرئیل علیہ السلام سو نہیں زمین پر کوئی مسجد مگر کہ وہ اس میں پڑھا جاتا ہے رات کو اور دن کو۔

فائدہ: نہیں ذکر کی اس جگہ خاص وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ اس آیت کے جو ترجمہ میں مذکور ہے صریح اگرچہ داخل ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے عموم میں کہ تیرا عذر آسمان سے اترا اس واسطے کہ یہ آیت اعظم اس چیز سے ہے کہ متعلق ہے ساتھ اقامت عذر ان کے کی اور پاکی ان کی کے راضی ہو اللہ ان سے اور اس قصے میں دلالت ہے اوپر وسیع ہونے علم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور بڑے ہونے مرتبے ان کے کے درمیان اصحاب اور تابعین کے اور دلالت ہے اوپر تواضع عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور فضیلت ان کی کے اور کوشش کرنے ان کے کے امر دین میں اور یہ کہ نہیں داخل ہوتے تھے اصحاب امہات المؤمنین پر مگر ساتھ ان کی اجازت کے اور مشورہ دینا چھوٹے کا بڑے کو جب کہ دیکھے اس کو کہ پھرا ہے وہ اس چیز کی طرف کہ اولیٰ خلاف اس کا ہے اور تنبیہ اوپر رعایت جانب اکابر کے اہل علم اور دین سے اور یہ کہ نہ چھوڑا جائے جس کے وہ مستحق ہیں واسطے کسی معارض کے کہ کم ہو اس سے مصلحت میں۔ (فتح)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

قاسم سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی اور پہلی حدیث کی طرح ذکر کیا اور نسیا منسیا کا ذکر نہیں کیا۔

اسْتَأْذَنَ عَلٰى عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نِسْيًا مَّنْسِيًّا.

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ أَبَدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی۔

٤٣٨٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ أَتَأْذَنِيْنَ لِهٰذَا قَالَتْ أَوَ لَيْسَ قَدْ أَصَابَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِيْ ذَهَابَ بَصَرِهٖ فَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَّا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ وَّتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُّحُوْمِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لٰكِنْ أَنْتَ.

۴۳۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر ان کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی مسروق کہتا ہے میں نے کہا کہ کیا تم اس کو اجازت دیتی ہو؟ یعنی (اور حالانکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے طوفان اٹھایا اور اللہ نے فرمایا کہ جس نے اٹھایا بڑا بوجھ اس طوفان کا اس کے واسطے عذاب ہے بڑا) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا اس کو بڑا عذاب نہیں پہنچا ؟ کہا سفیان راوی نے کہ مراد اس کی آنکھوں کا اندھا ہونا ہے یعنی حسان رضی اللہ عنہ اخیر عمر میں اندھے ہو گئے تھے، کہا حسان رضی اللہ عنہ نے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں کہ عفیفہ ہیں کامل عقل نہیں تہمت کی جاتیں ساتھ کسی چیز شک والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی شکم ہوتی ہیں غافل عورتوں کے گوشت سے یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن تو اس طرح نہیں کہ تو نے غیبت کی اور اہل افک کے ساتھ ہوا۔

فائدہ: غافل اس عورت کو کہتے ہیں جو بدی سے غافل ہو اور مراد پاکی بیان کرنا اس کی ہے لوگوں کی غیبت سے ساتھ کھانے گوشت ان کے کی غیبت سے اور مناسبت تسمیہ غیبت کی ساتھ کھانے گوشت کے یہ ہے کہ گوشت پردہ ہے ہڈی پر پس گویا کہ غیبت کرنے والا کھولتا ہے اس چیز کو جو ہے اس شخص پر جس کی غیبت کی گئی پردے سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْأٰيَاتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور بیان کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

٤٣٨٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ

۴۳۸۶۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آیا سو اس نے غزل پڑھی اور کہا

عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلٰى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَّا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ وَّتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُّحُوْمِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لَسْتَ كَذَاكَ قُلْتُ تَدَعِيْنَ مِثْلَ هٰذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ﴾ فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عفیفہ ہیں کامل العقل نہیں تہمت لگائی جاتیں ساتھ کسی چیز شک والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی پیٹ ہوتی ہیں غافل عورتوں کے گوشت سے کہا تو اس طرح نہیں ہے میں نے کہا تم ایسے کو اجازت دیتی ہو کہ تمہارے پاس اندر آئے اور حالانکہ اللہ نے طوفان اٹھانے والے کے حق میں یہ آیت اتاری اور جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس کا اس کے واسطے ہے عذاب بڑا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور کون سا عذاب ہے سخت تر اندھے ہونے سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور تھا وہ جواب دیتا کافروں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ. وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کو ہے دکھ کی مار دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور رحمت اس کی اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان ہے اور اللہ نے فرمایا اور قسم نہ کھائیں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں ناتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِيْ ذُكِرَ. وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيْبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِيْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ذکر کیا گیا میرے حال سے جو ذکر کیا گیا اور حالانکہ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی تو کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں خطبہ پڑھنے کو سو اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد مجھ کو مشورہ دو ان لوگوں

أُنَاسٍ أَبَنُوْا أَهْلِيْ وَايْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ مِنْ سُوْءٍ وَأَبَنُوْهُمْ بِمَنْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا يَدْخُلُ بَيْتِيْ قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِيْ سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ائْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِّنْ رَهْطِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ كَذَبْتَ أَمَا وَاللّٰهِ أَنْ لَّوْ كَانُوْا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقُهُمْ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ وَمَعِيْ أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ أَيْ أُمِّ تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا أَتَسُبِّيْنَ ابْنَكِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيْكِ فَقُلْتُ فِيْ أَيِّ شَأْنِيْ قَالَتْ فَنَقَرَتْ لِيَ الْحَدِيْثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللّٰهِ فَرَجَعْتُ إِلٰى بَيْتِيْ كَأَنَّ الَّذِيْ خَرَجْتُ لَهٗ لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيْلًا وَّ لَا كَثِيْرًا وَّ وُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْنِيْ إِلٰى بَيْتِ أَبِيْ فَأَرْسَلَ مَعِيَ

کے حق میں جنہوں نے میرے گھر والوں کو تہمت لگائی اور قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنے گھر والوں پر کچھ برائی اور انہوں نے ان کو تہمت لگائی ہے ساتھ اس شخص کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کچھ برائی کبھی اور نہ داخل ہوتا تھا میرے گھر میں کبھی مگر کہ میں موجود ہوں اور نہیں غائب ہوا میں کسی سفر میں مگر کہ میرے ساتھ غائب ہوا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو ہم ان کی گردنیں ماریں پھر ایک مرد قوم خزرج سے کھڑا ہوا اور حسان رضی اللہ عنہ کی ماں اس مرد کی قوم سے تھی سو اس نے کہا تو جھوٹا ہے خبردار اگر تہمت لگانے والے اوس کی قسم سے ہوتے تو تو ان کی گردنیں مارنا نہ چاہتا تھا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں فساد ہو اور مجھ کو تب بھی خبر نہ ہوئی پھر جب اس دن کی شام ہوئی تو میں اپنی بعض حاجت کے واسطے ام مسطح کے ساتھ نکلی سو وہ گر پڑی اور کہا ہلاک ہوا مسطح میں نے کہا اے ماں اپنے بیٹے کو بد دعا دیتی ہے وہ چپ رہی پھر دوسری بار گری اور کہا ہلاک ہوا مسطح، میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے بیٹے کو برا کہتی ہے؟ یعنی پھر بھی وہ چپ رہی پھر تیسری بار گری سو اس نے کہا ہلاک ہوا مسطح سو میں نے اس کو منع کیا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو بد دعا نہیں دیتی مگر تیرے سبب سے میں نے کہا میری کس بات میں سو اس نے مجھ سے بات بیان کی یعنی مجھ کو تہمت کی خبر کی میں نے کہا یہ بات تحقیق ہے اس نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی سو میں اپنے گھر کی طرف پھری گویا جس چیز کے واسطے میں نکلی تھی نہ اس سے تھوڑا پاتی ہوں نہ بہت یعنی غم سے جائے ضرورت کی حاجت باقی نہ رہی اور مجھ کو بخار ہو گیا

الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُّ أُمَّ رُوْمَانَ
فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ
فَقَالَتْ أُمِّي مَا جَآءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ فَأَخْبَرْتُهَا
وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيْثَ وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ
مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّيْ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّفِيْ
عَلَيْكِ الشَّأْنَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ
حَسْنَآءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَآئِرُ إِلَّا
حَسَدْنَهَا وَقِيْلَ فِيْهَا وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا
مَا بَلَغَ مِنِّيْ قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِيْ قَالَتْ
نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ
أَبُوْ بَكْرٍ صَوْتِيْ وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ
فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّيْ مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا
الَّذِيْ ذُكِرَ مِنْ شَأْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ
أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ أَيْ بُنَيَّةُ إِلَّا رَجَعْتِ إِلٰى
بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِيْ فَسَأَلَ عَنِّيْ
خَادِمَتِيْ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا
عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ
الشَّاةُ فَتَأْكُلَ خَمِيْرَهَا أَوْ عَجِيْنَهَا وَانْتَهَرَهَا
بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اصْدُقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَسْقَطُوْا لَهَا بِهِ
فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا
إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّآئِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ

تو میں نے حضرت ﷺ سے کہا مجھ کو اپنے باپ کے گھر بھیج دیجیے حضرت ﷺ نے میرے ساتھ غلام کو بھیجا میں گھر کے اندر داخل ہوئی سو میں نے ام رومان کو نیچے پایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اوپر گھر کے پڑھتے تھے سو میری ماں نے مجھ سے کہا اے بیٹی! تو کس سبب سے آئی ہے؟ میں نے اس کو خبر دی اور اس سے بہتان کی بات ذکر کی اور اچانک میں نے دیکھا کہ نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی یعنی جس قدر وہ بات لوگوں سے مجھے پہنچی اس قدر میری ماں سے نہ پہنچی میری ماں نے کہا اے بیٹی! اس بات سے مت گھبرا یعنی تحقیق شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی کم ہے ہونا عورت خوب صورت کا پاس کسی مرد کے کہ اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ اس پر حسد کرتی ہیں اور اس کی عیب جوئی کرتی ہیں میں نے کہا اور میرے باپ نے بھی اس کو جانا ہے اس نے کہا ہاں! اور حضرت ﷺ نے بھی؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے بھی اور میرے آنسو جاری ہوئے اور میں روئی سو ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے باپ نے میری آواز سنی اور حالانکہ وہ گھر کے اوپر قرآن پڑھتے تھے سو اترے اور میری ماں سے کہا کیا حال ہے اس کا؟ اس نے کہا پہنچی اس کو وہ چیز جو اس کے حال سے ذکر کی گئی سو ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بیٹی! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں مگر کہ تو اپنے گھر کی طرف پلٹ جائے یعنی جس جگہ میں اپنے ماں باپ کے گھر سے رہتی تھی اور حضرت ﷺ میرے گھر میں آئے اور میری خادمہ سے میرا حال پوچھا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کوئی عیب مگر یہ

الْأَحْمَرِ وَبَلَغَ الْأَمْرُ إِلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِىْ قِيْلَ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ شَهِيْدًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَاىَ عِنْدِىْ فَلَمْ يَزَالَا حَتّٰى دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِىْ أَبَوَاىَ عَنْ يَّمِيْنِىْ وَعَنْ شِمَالِىْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوْءًا أَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِىْ إِلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهٖ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَهِىَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَحْيِ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ إِلٰى أَبِىْ فَقُلْتُ لَهٗ أَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا أَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ إِلٰى أُمِّىْ فَقُلْتُ أَجِيْبِيْهِ فَقَالَتْ أَقُوْلُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ يُجِيْبَاهُ تَشَهَّدْتُّ فَحَمِدْتُّ اللّٰهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ قُلْتُ أَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّىْ لَمْ أَفْعَلْ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَشْهَدُ إِنِّىْ لَصَادِقَةٌ مَّا ذَاكَ بِنَافِعِىْ عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهٖ وَأُشْرِبَتْهُ قُلُوْبُكُمْ وَإِنْ قُلْتُ إِنِّىْ قَدْ فَعَلْتُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّىْ لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُوْلُنَّ قَدْ بَاءَتْ بِهٖ عَلٰى نَفْسِهَا وَإِنِّىْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لِىْ وَلَكُمْ

کہ وہ سویا کرتی ہے یہاں تک کہ بکری آ کر آٹا کھا جاتی ہے اور آپ کے بعض اصحاب نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ حضرت ﷺ سے سچ کہہ یہاں تک کہ افک کی بات اس سے کھولی یعنی پہلے اس لونڈی نے گمان کیا کہ وہ اس سے گھر والوں کا حال پوچھتے ہیں پھر جب انہوں نے اس کے واسطے تصریح کی تو اس نے کہا سبحان اللہ اور نہیں جانا میں نے اس سے مگر جو جانتا ہے سنار سرخ سونے کی ڈلی پر یعنی جس طرح کہ نہیں جانتا ہے سونار سرخ سونے سے مگر خالص ہونا عیب سے اسی طرح نہیں جانتی میں اس سے مگر خالص ہونا عیب سے اور پہنچی یہ خبر اس مرد کو جس کو کہا گیا سو اس نے کہا سبحان اللہ قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا یعنی حرام کاری نہیں کی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی سو ہمیشہ رہے وہ پاس میرے یہاں تک کہ حضرت ﷺ میرے پاس آئے اس حال میں کہ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے پھر داخل ہوئے اور میرے ماں باپ میرے دائیں بائیں بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ نے اللہ کی حمد اور ثناء کی پھر فرمایا چنانچہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد اے عائشہ! اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی یا ظلم کیا تو اللہ کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ایک انصاری عورت آئی سو وہ دروازے پر بیٹھنے والی ہے سو میں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ کیا آپ اس عورت سے نہیں شرماتے کہ ذکر کریں کچھ چیز جو لائق نہیں؟ سو حضرت ﷺ نے وعظ کیا تو میں نے اپنے باپ کی طرف دیکھا کہ حضرت ﷺ کو جواب دو اس نے کہا میں کیا جواب دوں پھر

مَثَلًا وَّالْتَمَسْتُ اسْمَ يَعْقُوْبَ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ وَأُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهٖ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَإِنِّيْ لَأَتَبَيَّنُ السُّرُوْرَ فِيْ وَجْهِهٖ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِيْنَهٗ وَيَقُوْلُ أَبْشِرِيْ يَا عَائِشَةُ فَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَآءَتَكِ قَالَتْ وَكُنْتُ أَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِيْ أَبَوَايَ قُوْمِيْ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُهٗ وَلَا أَحْمَدُكُمَا وَلٰكِنْ أَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِيْ أَنْزَلَ بَرَآءَتِيْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا أَنْكَرْتُمُوْهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ أَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِدِيْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا وَّأَمَّا أُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ فِيْهِ مِسْطَحٌ وَّحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَّالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ يَسْتَوْشِيْهِ وَيَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَحَلَفَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ لَّا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ ﴿وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ﴾ يَعْنِيْ مِسْطَحًا إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ

میں نے اپنی ماں کی طرف دیکھا میں نے کہا حضرت ﷺ کو جواب دو، اس نے کہا میں کیا جواب دوں سو جب دونوں نے حضرت ﷺ کو کچھ جواب نہ دیا تو میں نے تشہد پڑھا سو میں نے اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر میں نے کہا حمد اور صلوۃ کے بعد سو قسم ہے اللہ کی اگر میں تم سے کہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ بیشک میں سچی ہوں تو یہ مجھ کو تمہارے پاس کچھ نفع نہیں دینے والا البتہ تم نے اس کے ساتھ بات چیت کی اور تمہارے دل میں وہ بات رچ بس گئی اور اگر میں کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تو البتہ تم کہو گے کہ البتہ پھر آئی اپنی جان پر اس کے ساتھ اقرار کیا اور قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور تمہارے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی (اور یعقوب علیہ السلام کا نام تلاش کیا سو میں اس پر قادر نہ ہوئی) جب کہ کہا انہوں نے کہ صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ کی مدد درکار ہے اور اس وقت حضرت ﷺ پر وحی اتاری گئی سو ہم چپ ہوئے پھر وہ حالت آپ سے دور ہوئی اور بیشک میں آپ کے چہرے میں خوشی دیکھتی ہوں اور آپ پسینہ صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے بشارت لے اے عائشہ! سو البتہ اللہ نے تیری پاکی اتاری اور میں سخت غضبناک تھی سو میرے ماں باپ نے مجھ سے کہا حضرت ﷺ کی طرف اٹھ کھڑی ہو یعنی آپ کا شکریہ ادا کر میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ کی طرف نہیں اٹھتی اور نہ میں آپ کا شکر کرتی ہوں اور نہ میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری پاکی اتاری اس واسطے کہ تم نے اس کو سنا سو نہ تم نے اس سے انکار کیا

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ حَتّٰى قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهٗ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ.

اور نہ اس کو بدلا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ لیکن زینب رضی اللہ عنہا سو اللہ نے اس کو اس کے دین کے سبب سے بچایا سو نہ کہا اس نے مگر نیک اور لیکن اس کی بہن حمنہ سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں جو ہلاک ہوئے اور جو اس بہتان میں گفتگو کرتا تھا وہ مسطح رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ اور منافق عبداللہ بن ابی تھا اور وہی تھا جو چاہتا تھا کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور زیادہ کرے اور وہی اس طوفان کا بانی مبانی تھا، اور حمنہ سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کرے گا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں بڑائی والے تم میں، آخر آیت تک، مراد اولوالفضل سے ابوبکر ہیں اور مراد قرابت والوں اور محتاجوں سے مسطح ہیں یہاں تک کہ کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں قسم ہے اے رب ہمارے! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو بخش دے اور جو اس کو دیا کرتے تھے اس کو اس کے واسطے پھر جاری کیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور چاہیے کہ چھوڑیں عورتیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَآءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَّقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ رحم کرے اول مہاجر عورتوں پر جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ چاہیے کہ چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو انہوں نے اپنی چادریں پھاڑیں اور اس سے اپنے سینوں کو ڈھانکا۔

فائدہ: یعنی اپنے مونہوں کو ڈھانکا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اوڑھنی کو اپنے سر پر رکھے پھر اس کو دائیں طرف سے بائیں کندھے پر ڈالے اور اس کو تقنع کہتے ہیں کہا فراء نے کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ عورت اپنی اوڑھنی اپنی پچھلی طرف چھوڑتی اور اگلی طرف ننگی رہتی سو حکم ہوا پردہ کرنے کا اور یہ انصار کی عورتوں کا دستور ہے، کما سیاتی۔

۴۳۸۷ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ أَخَذْنَ أُزْرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِيْ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

۴۳۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی تھیں کہ جب یہ آیت اتری کہ چاہیے کہ چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو عورتوں نے اپنے تہہ بند لیے اور ان کو کناروں کی طرف سے پھاڑا اور اس کے ساتھ اپنے منہ کو ڈھانکا۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے ابن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ذکر کیا ہم نے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریش کی عورتوں کو اور ان کی فضیلت کو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قریش کی عورتیں البتہ فاضلہ ہیں لیکن قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے انصار کی عورتوں سے کوئی عورت سخت تر قرآن کی تصدیق میں البتہ اتاری گئی سورہ نور کہ اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر چھوڑیں تو ان کے مرد ان کی طرف پھرے اور پڑھا ان پر جو اللہ نے اتارا سو ان میں سے کوئی عورت نہ تھی مگر کہ اپنی چادر کی طرف اٹھی تو انہوں نے صبح کی نماز اپنا سر اور منہ ڈھانک کر پڑھی جیسے ان کے سروں پر کوے ہیں اور ممکن ہے تطبیق دونوں روایتوں میں ساتھ اس طور کے کہ انصار کی عورتوں نے اس طرف جلدی کی۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ

سورہ فرقان کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ مَا تَسْفِيْ بِهِ الرِّيْحُ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿هباء منثورا﴾ کے معنی ہیں وہ چیز کہ ڈالتی ہے اس کو ہوا غبار وغیرہ سے۔

فائدہ: ابو عبیدہ نے کہا کہ ہباء منثورا وہ چیز ہے جو داخل ہوتی ہے گھر میں نابدان سے مثل غبار کی ساتھ سورج کے اور نہیں واسطے اس کے کوئی مس اور نہیں دیکھی جاتی سائے میں اور حسن بصری سے روایت ہے کہ اگر کوئی اس کو ہاتھ میں بند کرنا چاہے تو بند نہ کر سکے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فجعلناه هباء منثورا﴾۔

﴿مَدَّ الظِّلَّ﴾ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ إِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

مد الظل کے معنی ہیں آیت ﴿الم تر الی ربك كيف مد الظل﴾ میں وہ وقت جو طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ تو نے نہ دیکھا اپنے رب کی طرف کہ کس طرح دراز کیا سائے کو۔

﴿سَاكِنًا﴾ دَآئِمًا.

یعنی ساکن کے معنی ہیں ہمیشہ اور اس آیت ﴿ولو شآء لجعله ساكنا﴾ یعنی اگر چاہتا تو کرتا اس کو ہمیشہ رہنے والا۔

﴿عَلَيْهِ دَلِيْلًا﴾ طُلُوْعُ الشَّمْسِ.

یعنی دلیل کے معنی ہیں چڑھنا آفتاب کا اس آیت میں ﴿ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا﴾ یعنی پھر ٹھہرایا ہم نے سورج کو اس کا راہ بتلانے والا یعنی اگر سورج نہ ہوتا تو سایہ معلوم نہ ہوتا تو گویا سورج اس کا راہ بتلانے والا ہے۔

﴿خِلْفَةً﴾ مَنْ فَاتَهُ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ.

اور خلفة کے معنی ہیں کہ جس سے رات کے وقت عمل فوت ہو وہ اس کو دن میں پائے اور جس سے دن میں فوت ہو وہ اس کو رات میں پائے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وهو الذی جعل اللیل والنهار خلفة﴾۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا﴾ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَّرٰى حَبِيْبَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ.

اور کہا حسن نے بیچ تفسیر اس قول اللہ کے کہ بخش ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے یعنی اللہ کی بندگی میں اور نہیں کوئی چیز زیادہ تر ٹھنڈا کرنے والی مسلمان کی آنکھ کو اس سے کہ اپنے محبوب کو اللہ کی بندگی میں دیکھے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین﴾ کسی نے حسن بصری سے پوچھا کہ مراد آنکھ کی ٹھنڈک سے کیا ہے دنیا میں ہے یا آخرت میں اس نے کہا بلکہ دنیا میں قسم ہے اللہ کی وہ یہ ہے کہ بندہ اپنی اولاد سے اللہ کی بندگی دیکھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ثُبُوْرًا﴾ وَيْلًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ثبورا کے معنی ہیں ویل اللہ نے فرمایا ﴿دعوا هنالك ثبورا﴾ پکاریں گے اس جگہ ویل کو موت کو۔

وَقَالَ غَيْرُهُ اَلسَّعِيْرُ مُذَكَّرٌ وَّالتَّسَعُّرُ وَالْاِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيْدُ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ سعیر مذکر ہے اور تسعر اور اضطرام کے معنی ہیں سخت جلانا آگ کا۔

﴿تُمْلٰى عَلَيْهِ﴾ تُقْرَأُ عَلَيْهِ مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ.

تملی علیه کے معنی ہیں لکھوائے جاتے ہیں اس پر صبح وشام مشتق ہے املیت اور امللت سے۔

اَلرَّسُّ الْمَعْدِنُ جَمْعُهُ رِسَاسٌ.

اور رس کے معنی ہیں کان اور وہ واحد ہے اس کی جمع رساس ہے۔

فائدہ: کہا خلیل نے کہ رس وہ کنواں ہے جو گول نہ ہو اور مجاہد سے روایت ہے کہ رس کنواں ہے اور قتادہ سے

روایت ہے کہ اصحاب الرس یمامہ میں تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کنواں ہے آذر بیجان میں یعنی اس آیت میں ﴿وعاد وثمود واصحاب الرس﴾۔

﴿مَا يَعْبَأُ﴾ يُقَالُ مَا عَبَأْتَ بِهٖ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهٖ.

ما يعبأ کے معنی ہیں نہیں اعتبار کرتا کہا جاتا ہے تو نے اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا یعنی اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿قل مایعبأ بکم ربی﴾ یعنی کہ تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا میرا اللہ۔

﴿غَرَامًا﴾ هَلَاكًا.

غراما کے معنی ہیں ہلاک اللہ نے فرمایا ﴿ان عذابها کان غراما﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَعَتَوْا﴾ طَغَوْا.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ عتوا کے معنی ہیں سرکشی کی اللہ نے فرمایا ﴿وعتو عتوا کبیرا﴾.

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿عَاتِيَةٍ﴾ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ.

اور کہا ابن عیینہ نے کہ عاتیة کے معنی ہیں سرکشی کی اس نے خازن یعنی خزانچی پر۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ الحاقہ میں ہے ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت قول اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿الَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ إِلٰى جَهَنَّمَ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ سَبِيْلًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ اٹھائے جائیں گے اوندھے پڑے منہ پر دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہیں راہ سے۔

٤٣٨٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِيْ أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى أَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا.

۴۳۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا اٹھایا جائے گا کافر قیامت کے دن اپنے منہ پر؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس کو دنیا میں اس کے دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ قادر نہیں اس پر کہ قیامت کے دن اس کو اس کے منہ کے بل چلائے؟ کہا قتادہ نے کیوں نہیں! اور قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی۔

فائدہ: حاکم کی روایت میں ہے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیا دوزخی لوگ منہ کے بل اٹھائے جائیں گے؟ اور

بزار کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا تین قسم پر ایک قسم چوپایوں پر ہوں گے اور ایک قسم اپنے پاؤں پر چلیں گے اور ایک قسم اپنے مونہوں پر چلیں گے تو کسی نے کہا کہ کس طرح چلیں گے اپنے منہ پر؟ الحدیث اور لیا جاتا ہے مجموع حدیثوں سے کہ مقربین سوار ہو کر چلیں گے اور جو ان سے کم درجہ مسلمان ہوں گے وہ اپنے قدموں پر چلیں گے اور کفار اپنے منہ کے بل چلیں گے اور یہ جو کہا قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی تو ذکر کیا ہے اس کو قتادہ نے واسطے تصدیق قول اس کے کی الیس۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ اَلْاَثَامُ الْعُقُوْبَةُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور حرام کاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ ملے گناہ سے اور اثام کے معنی ہیں عقوبت یعنی گناہ کا بدلہ پائے گا۔

٤٣٨٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَّسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تَصْدِيْقًا لِّقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾.

۴۳۸۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھہرائے اور حالانکہ تجھ کو اس نے پیدا کیا ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے حرام کاری کرے، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو اللہ نے حرام کی مگر ساتھ حق کے۔

النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ﴾.

فائدہ: یہ جو کہا اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے یعنی جہت ایثار نفس اپنے سے اوپر اس کے وقت نہ ہونے اس چیز کے کہ نہ کفایت کرے یا جہت بخل سے ساتھ پانے کے اور حلیلہ سے مراد زوجہ ہے اور وہ ماخوذ ہے حل سے اس واسطے کہ حلال ہوتی ہے وہ واسطے اس کے اور بعض کہتے ہیں حلول سے اس واسطے کہ حلول کرتی وہ ساتھ اس کے اور حلول کرتا ہے وہ ساتھ اس کے اور قتل اور زنا آیت میں مطلق ہیں اور حدیث میں مقید ہیں اسی طرح قتل کرنا پس مقید ہے ساتھ اولاد کے واسطے خوف کھانے کے ہے ساتھ اپنے اور اسی طرح زنا پس مقید ہے ساتھ عورت ہمسائے کے اور استدلال کرنا واسطے اس کے ساتھ آیت کے جائز ہے اس واسطے کہ اگرچہ وارد ہوئی ہے وہ مطلق زنا اور قتل میں لیکن قتل کرنا اس کا اور حرام کاری کرنا ساتھ اس کے بہت بڑا گناہ اور فاحش تر ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد نے مقداد بن اسود سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم حرام کاری کے باب میں کیا کہتے ہو؟ اصحاب نے عرض کی کہ حرام ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرام کاری کرنا مرد کی ساتھ دس عورتوں کے آسان تر ہے اس پر ہمسائے کی عورت کے ساتھ حرام کاری کرنے سے۔ (فتح)

۴۳۹۰ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيْدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكِّيَّةٌ أُرَاهُ نَسَخَتْهَا اٰيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِي فِي سُوْرَةِ النِّسَآءِ.

۴۳۹۰۔ حضرت قاسم بن ابی بزہ سے روایت ہے کہ اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے کیا اس کے واسطے بھی توبہ ہے؟ یعنی تو ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی توبہ نہیں تو میں نے اس پر یہ آیت پڑھی وہ لوگ جو نہیں خون کرتے جان کا مگر ساتھ حق کے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے قاسم سے کہا کہ میں نے یہ آیت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر پڑھی جیسے تو نے اس کو مجھ پر پڑھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت مکی ہے میں گمان کرتا ہوں کہ منسوخ کیا ہے اس کو آیت مدنی نے جو سورہ نساء میں ہے۔

فائدہ: یعنی ﴿ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جهنم﴾ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ نساء سورہ فرقان سے چھ مہینے پیچھے اتری۔

۴۳۹۱ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۴۳۹۱۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفے

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوْفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيْهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي اٰخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ.

والوں نے مسلمان کے مارنے میں جھگڑا کیا یعنی کیا اس کے قاتل کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ تو میں نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری اس چیز میں کہ اخیر اتری اور کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا۔

فائدہ: اور وہ آیت یہ ہے ﴿فجزاءہ جهنم﴾۔

۴۳۹۲ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

۴۳۹۲۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے معنی پوچھے ﴿فجزاؤہ جهنم﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور اللہ کے اس قول کے اور نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حکم جاہلیت میں تھا۔

فائدہ: یعنی یہ حکم مکے کے مشرکوں کے حق میں ہے اور سورہ نساء کی آیت اہل اسلام کے حق میں ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق مارے پس اس کی توبہ قبول نہیں برخلاف مشرکوں کے کہ ان کی توبہ قبول ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ دوگنا ہوا اس کو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے خوار ہو کر۔

۴۳۹۳ ۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبْزٰى سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا﴾ وَقَوْلِهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

۴۳۹۳۔ ابن ابزی سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے معنی پوچھے اور جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کا بدلہ دوزخ ہے اور اس آیت کے اور جو نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے یہاں تک کہ پہنچے ﴿الا من تاب﴾ کو یعنی مگر جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے سو میں نے اس سے پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو مکے والوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور ناحق خون کیے اور آئے ہم بے حیایوں کو سو اللہ نے یہ حکم اتارا مگر جو توبہ

وَاٰتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾.

کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک غفورا رحیما تک۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور اللہ ہے بخشنے والے مہربان۔

٤٣٩٤ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اَمَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبْزٰى اَنْ اَسْاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَیْءٌ وَّعَنْ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ اَهْلِ الشِّرْكِ.

۴۳۹۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو عبدالرحمٰن نے یہ کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے معنی پوچھوں اور جو مار ڈالے مسلمان کو جان بوجھ کر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا اور اس آیت کے اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ مشرکوں کے حق میں اتری۔

فائدہ: اور حاصل ان روایتوں کا یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی دونوں آیتوں کو ایک محل میں ٹھہراتے تھے اسی واسطے ایک کو منسوخ بتلاتے تھے اور کبھی دونوں کا محل مختلف بتلاتے تھے اور ممکن ہے تطبیق اس کی دونوں کلام میں ساتھ اس طور کے عموم اس آیت کا جو فرقان میں ہے خاص کی گئی ہے اس سے مباشرت مسلمان کے قتل کو جان بوجھ کر اور بہت سلف تخصیص کو نسخ بولتے ہیں اور یہ اولیٰ ہے محمول کرنے کلام اس کی سے تناقض پر اور اولیٰ ہے اس دعویٰ سے کہ وہ نسخ کے ساتھ قائل ہوا پھر اس سے رجوع کیا اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ مسلمان جب کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی توبہ نہیں مشہور ہے اس سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ چیز آئی ہے جو اس سے بھی صریح تر ہے چنانچہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت سورہ نساء کے اخیر اتری کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں اتری، ایک مرد نے کہا کہ اگر توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے موافق بہت حدیثیں آئی ہیں ایک ان میں یہ حدیث ہے جو احمد اور نسائی نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گناہ امید ہے کہ اللہ بخشے مگر جو کافر مرے یا کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اور جمہور اور تمام اہل سنت

نے کہا کہ جو کچھ اس باب میں وارد ہوا ہے وہ تغلیظ اور تشدید پر محمول ہے یعنی یہ گناہ بہت بڑا ہے اور اس کی سزا بڑی سخت ہے اور کہتے ہیں کہ قاتل کی توبہ قبول ہے مانند اس کے غیر کے اور کہتے ہیں کہ معنی قول اللہ کے ﴿فجزاؤہ جھنم﴾ یہ ہیں اگر چاہے کہ اس کو سزا دے تو اس کی سزا یہی ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ سورہ نساء ہی میں ہے کہ اللہ نہیں بخشتا شرک کو اور بخشتا ہے سوائے اس کے جس کے واسطے چاہے اور حجت اس میں بنی اسرائیل کے اس مرد کی حدیث ہے جس نے ننانوے خون کیے تھے پھر سو پورا کیا پھر کسی اور کے پاس گیا تو اس نے کہا تیری توبہ کو کون مانع ہوسکتا ہے؟ اور جب یہ حکم اگلی امتوں کے واسطے ثابت ہوا تو اس امت کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا اس واسطے کہ ہلکے کیے ہیں اللہ نے اس امت سے وہ بوجھ جو اگلی امتوں پر تھے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾ أَيْ هَلَكَةً.

باب ہے تفسیر اس آیت میں کہ اللہ نے فرمایا سو ہوگا بدلہ اس کا لازم۔

فائدہ: یعنی جزا ہر عامل کو اپنے عمل کی کہ کیا اور اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ ہلاک ہوگا۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ
سورہ شعراء کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَعْبَثُوْنَ﴾ تَبْنُوْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ تعبثون کے معنی ہیں بناتے ہو اللہ نے فرمایا ﴿اتبنون بكل ريع آية تعبثون﴾ یعنی کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کا۔

﴿هَضِيْمٌ﴾ يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ.

یعنی ھضیم کے معنی ہیں گر پڑتا ہے جب کہ چھوڑا جائے اللہ نے فرمایا ﴿ونخل طلعها هضيم﴾ اور کھجوریں کہ ان کا گابھا ہے نازک اور ملائم۔

﴿مُسَحَّرِيْنَ﴾ اَلْمَسْحُوْرِيْنَ.

مسحرین کے معنی ہیں مسحورین یعنی جادو کیے گئے اللہ نے فرمایا ﴿انما انت من المسحرين﴾.

اَللَّيْكَةُ وَالْأَيْكَةُ جَمْعُ أَيْكَةٍ وَّهِيَ جَمْعُ شَجَرٍ.

اور لیکۃ اور ایکۃ جمع ہے ایکۃ کی اور وہ جمع شجر کی ہے۔

فائدہ: کہا عینی نے یہ صحیح نہیں اور صواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ ایکہ واحد ہے اس کی جمع ایک ہے یا ایکہ کی جمع ایک ہے اور اس کے معنی ہیں درخت باہم لپٹے ہوئے، اللہ نے فرمایا ﴿كذب اصحاب الايكة المرسلين﴾ ۔

﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ.

یوم الظلۃ کے معنی ہیں یعنی دن سایہ کرنے عذاب کے کی ان کو اللہ نے فرمایا ﴿فاخذهم عذاب يوم الظلة﴾

یعنی پکڑا ان کو عذاب نے دن سائبان کے یعنی آگ سائبان کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

﴿مَوْزُوْنٍ﴾ مَعْلُوْمٍ. موزون کے معنی ہیں معلوم۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ حجر میں ہے ناسخ کی غلطی سے اس جگہ واقع ہوا ہے۔

﴿كَالطَّوْدِ﴾ كَالْجَبَلِ. کالطود کے معنی ہیں مانند پہاڑ کی اللہ نے فرمایا ﴿فکان کل فرق کالطود العظیم﴾ تو ہو گیا ہر ٹکڑا جیسے بڑا پہاڑ۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿لَشِرْذِمَةٌ﴾ اَلشِّرْذِمَةُ طَآئِفَةٌ قَلِيْلَةٌ. اور شرذمة کے معنی ہیں گروہ تھوڑا اللہ نے فرمایا ﴿ان هٰؤلاء لشرذمة﴾.

فائدہ: مجاہد سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل اس دن چھ لاکھ تھے اور نہیں معلوم ہے گنتی فرعون کے لشکر کی۔ (فتح)

﴿فِي السَّاجِدِيْنَ﴾ اَلْمُصَلِّيْنَ. اور ساجدین کے معنی ہیں نمازی اللہ نے فرمایا ﴿وتقلبك فی الساجدین﴾.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ﴾ كَأَنَّكُمْ. اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں ﴿لعلکم﴾ کانکم.

فائدہ: یعنی یہ تشبیہ کے واسطے ہے اور گویا کہ یہ ان کے گمان میں ہے اس واسطے کہ وہ عمارتوں کو مضبوط کرتے تھے واسطے اس گمان کے کہ وہ ان کو اللہ کے حکم سے بچائیں گے تو گویا کہ انہوں نے پتھر سے گھر بنائے جیسے کوئی اعتقاد کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہے گا۔

اَلرِّيْعُ الْيَفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَّأَرْيَاعٌ وَّاحِدُهُ رِيْعَةٌ. ریع کے معنی ہیں اونچی زمین مانند ٹیلے وغیرہ کی اور یہ واحد ہے اس کی جمع ریعة اور ارياع ہے اور واحد اس کا ریعة ہے اللہ نے فرمایا ﴿بکل ریعة﴾.

﴿مَصَانِعَ﴾ كُلُّ بِنَآءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ. مصانع ہر بناء ہے یعنی محل اور قلعے اور بعض کہتے ہیں محل مضبوط اللہ نے فرمایا ﴿وتتخذون مصانع﴾.

فَرِهِيْنَ مَرِحِيْنَ ﴿فَارِهِيْنَ﴾ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ فَارِهِيْنَ حَاذِقِيْنَ. فرهين کے معنی ہیں خوش ہوتے اور فارهین کے بھی یہی معنی ہیں اور کہا جاتا ہے فَارهین کے معنی ہیں تجربہ کار اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ فرهین کے معنی

ہیں خود پسند اور بعض کہتے ہیں حریص اللہ نے فرمایا ﴿وتنحتون من الجبال بیوتا فارھین﴾۔

﴿تَعْثَوْا﴾ هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ عَاثَ يَعِيثُ عَيْثًا.

یعنی تعثوا کے مصدر کے معنی ہیں سخت فساد اللہ نے فرمایا ﴿ولا تعثوا فی الارض مفسدین﴾ اور یہ جو کہا عاث یعیث تو مراد اس کی یہ ہے کہ دونوں الفاظ کے ایک معنی ہیں یہ مراد نہیں کہ تعثوا مشتق ہے عیث سے اور تعثوا مشتق ہے باب عثی یعثوا سے ساتھ معنی افسد کے اور عثی یعثی باب سمع یسمع سے ہے۔

﴿الْجِبِلَّةَ﴾ اَلْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًا وَّجِبِلًا وَّجُبْلًا يَعْنِي الْخَلْقَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ.

یعنی جبلة کے معنی ہیں خلق اللہ نے فرمایا ﴿والجبلة الاولین﴾ یعنی اگلی خلقت کو اور جبل کے معنی پیدا کیا گیا اور اس سے ماخوذ ہیں یہ تینوں لفظ ساتھ معنی خلقت کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور نہ رسوا کر مجھ کو جس دن جی کر اٹھیں۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَرٰى أَبَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ الْغَبَرَةُ هِيَ الْقَتَرَةُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو دیکھیں گے کہ اس پر خاک دھول پڑی ہے سیاہی اس کو لپٹے ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے تجھ کو اس سے منع کیا تھا تو نے میرا کہا نہ مانا وہ کہے گا میں آج تیری نافرمانی نہ کروں گا اور معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ تفسیر غبرۃ کی ساتھ قترۃ کے بخاری کی کلام سے ہے۔

۴۳۹۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا أَخِيْ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۳۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے ملیں گے پس کہیں گے اے میرے رب!

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى إِبْرَاهِيْمُ أَبَاهُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِيْ أَنْ لَّا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ.

بے شک تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو مجھ کو رسوا نہ کرے گا جس دن جی اٹھیں گے تو اللہ کہے گا کہ میں نے بہشت کو کافروں پر حرام کیا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کون سی رسوائی زیادہ ہے میرے باپ ابعد سے تو وصف کیا ابراہیم علیہ السلام نے نفس اپنے کو ساتھ ابعد کے بطور فرض کے کہ ان کی شفاعت اپنے باپ کے حق میں قبول نہ ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ابعد صفت باپ کی ہے یعنی وہ بہت دور ہے اللہ کی رحمت سے اس واسطے کہ فاسق بعید ہے اس سے پس کافر ابعد ہو گا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ہالک ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پکارا جائے گا کہ بہشت میں کوئی مشرک داخل نہ ہو گا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر کہا جائے گا اے ابراہیم! دیکھ جو تیرے پاؤں کے نیچے ہے پس نظر کریں گے تو اچانک دیکھیں گے کہ ایک کفتار ہے اپنی گندگی میں آلودہ ہوا سو اس کو پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ان کے باپ کی صورت کو بدل کر کفتار کی صورت بنا ڈالے گا اور بعض نے کہا کہ حکمت بیچ مسخ کرنے اس کے کی کفتار کی صورت پر یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے نفس کو اس سے نفرت ہو اور تا کہ نہ باقی رہے آگ میں اپنی صورت پر کہ ابراہیم علیہ السلام کو رنج ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی صورت کو بدل کر کفتار بنانے میں حکمت یہ ہے کہ کفتار سب حیوانوں سے احمق ہے اور آذر سب آدمیوں سے احمق تھا اس واسطے کہ بعد اس کے کہ اس نے اپنے بیٹے سے معجزے روشن دیکھے اپنے کفر پر جما رہا یہاں تک کہ مر گیا اور اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مبالغہ کیا واسطے اس کے خضوع اور نرمی میں سو اس نے انکار کیا اور تکبر کیا پس معاملہ کیا گیا ساتھ صفت ذلت کی دن قیامت کے اور اس واسطے کفتار کے واسطے کجی ہے پس یہ اشارہ ہے اس طرف کہ آذر سیدھا نہ ہوا تا کہ ایمان لاتا بلکہ بدستور اپنی کجی پر رہا۔ اور اسماعیلی نے اس حدیث کی صحت اور اصل میں طعن کیا ہے سو کہا اس نے کہ اس کی صحت میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا پس انہوں نے اپنے باپ کی ذلت کو اپنی رسوائی کس طرح ٹھہرائی اور اس کے غیر نے کہا کہ یہ حدیث مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ﴿فلما تبين له انه عدو لله تبرا منه﴾ انتہی۔ اور جواب یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے اس وقت میں جس میں ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بیزار ہوئے سو بعض نے کہا کہ یہ دنیا کی زندگی میں تھا جب کہ آذر شرک کی حالت میں مرا یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب مر گیا تو انہوں نے اس کے واسطے بخشش نہ مانگی اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیزار ہوں گے اس سے دن قیامت کے جب کہ ناامید ہوں گے اس سے وقت صورت بدلنے اس کی کے یعنی جب اس کو کفتار کی صورت میں دیکھیں گے تو اس سے بیزار ہو جائیں گے

اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں قول کے ساتھ اس طور کے کہ بیزار ہوئے اس سے ابراہیم علیہ السلام جب کہ وہ شرک کی حالت میں مرا سو انہوں نے اس کے واسطے بخشش مانگنا چھوڑ دی لیکن جب انہوں نے اس کو قیامت کے دن دیکھا تو ان کو اس کے حال پر رحم آیا اور اس کے حق میں دعا مانگی پھر جب اس کو صورت بدلی دیکھا تو اس سے ناامید ہوئے اور بیزار ہوئے اس سے بیزار ہونا ہمیشہ کا اور بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ یقین نہ تھا کہ آذر کفر پر مرا واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ اپنے دل میں ایمان لایا ہو لیکن ابراہیم علیہ السلام کو اس کے ایمان پر اطلاع نہ ہوئی ہو اور ہو بیزار ہونا ان کا اس سے اس وقت بعد اس حال کے کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ﴾ اَلِنْ جَانِبَكَ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ عذاب الٰہی سے ڈرا اے محمد! اپنے قریب برادری والوں کو اور اخفض جناحك کے معنی ہیں کہ اپنی جانب کو نرم کر یعنی شفقت اور مہربانی سے پیش آ اپنا ہو یا بیگانہ اور نرمی سے دعوت دے۔

۴۳۹۷ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِیْ يَا بَنِیْ فِهْرٍ يَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِّيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَآءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَّقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِیْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّیْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَیْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ سَآئِرَ الْيَوْمِ اَ لِهٰذَا

۴۳۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ اتری کہ ڈر سنادے اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھے سو پکارنے لگے اے فہر کی اولاد! اے عدی کی اولاد! قریش کے قبیلوں کو یہاں تک کہ جمع ہوئے اور جو مرد آپ نہ نکل سکا اس نے اپنا ایلچی بھیجا تا کہ دیکھے کیا ہے وہ، سو ابولہب اور قریش آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بھلا بتلاؤ تو، کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن کا لشکر وادی میں ہے تم کو لوٹنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم نے تجھ پر سچ کے سوا کچھ تجربہ نہیں کیا یعنی ہم نے تجھ کو بار ہا آزمایا ہے کہ تو کبھی جھوٹ نہیں کہتا فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں تم کو عذاب سخت سے کہ تمہارے آگے ہے تو ابولہب نے کہا کہ ہلاکت ہو تجھ کو باقی دن کیا اسی بات کے واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا؟ سو یہ آیت اتری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہو وہ آپ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو کمایا۔

جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾.

فائدہ: اس حدیث میں ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی مانگ مجھ سے میرے مال سے جو چاہے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے کہ نہیں داخل ہوتی ہے نیابت نیک عملوں میں یعنی کوئی کسی کی طرف سے نائب ہو کر نیک عمل نہیں کر سکتا اس واسطے کہ اگر یہ جائز ہوتا تو اٹھاتے حضرت ﷺ اس کی طرف سے وہ چیز جو اس کو خلاص کرتی اور جب خود آپ کا عمل اپنی بیٹی کی طرف سے نیابت واقع نہیں ہو سکتا تو پھر غیر کا عمل بطریق اولی واقع نہیں ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ اللہ آپ کو معلوم کروا دے کہ وہ سفارش کریں گے جس کی چاہیں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہوگی یہاں تک کہ داخل کریں گے بہشت میں ایک قوم کو بغیر حساب کے اور بلند کریں گے درجے ایک قوم کے اور نکالیں گے آگ سے جو اس میں اپنے گناہوں کے سبب سے داخل ہوا یا وہ مقام تخویف اور تحذیر کا مقام تھا یا مراد آپ کی مبالغہ تھا رغبت دلانے میں عمل پر اور ہوگا آپ کے قول میں لا اغنی شیئا اضمار یعنی مگر یہ کہ اللہ میرے واسطے شفاعت کی اجازت دے اور یہ جو کہا بھلا بتلاؤ تو مراد آپ کی ساتھ اس کے تقریر ان کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ آپ کے سچ کو جانتے ہیں جب کہ کسی امر غائب سے خبر دیں۔ (فتح)

٤٣٩٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا

۴۳۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد اپنی قریب برادری والوں کو ڈرسنا تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ قریش کے یا اس کی مانند کوئی کلمہ فرمایا اپنی جانوں کو خرید لو میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا اے عبد مناف کی اولاد میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا، اے عباس عبدالمطلب کے بیٹے میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی مانگ جو چاہے میرے مال سے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا۔

شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ لَا أُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا
تَابَعَهٗ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنی جانوں کو خرید لو یعنی باعتبار خلاص کرنے ان کے کی آگ سے گویا کہ فرمایا کہ اسلام لاؤ تا کہ عذاب سے بچو پس ہوگا یہ مانند خرید لینے کی گویا کہ ٹھہرایا انہوں نے بندگی کو قیمت نجات کی اور اسی طرح قول اللہ تعالیٰ کا کہ بیشک اللہ نے خرید لی ہیں مسلمانوں کی جانیں سو اس جگہ مسلمان بائع ہے باعتبار حاصل کرنے ثواب کے اور قیمت بہشت ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ سب جانیں اللہ کی ملک ہیں اور یہ کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے اس کی بندگی میں اس کے حکموں کے بجالانے میں اس کی منع کی گئی چیزوں سے باز رہنے میں تو پوری دی اس نے جو اس پر ہے قیمت سے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور اس حدیث میں ہے کہ اقرب مرد کا وہ ہے جو جمع کرے اس کو وہ اور جد اعلیٰ اور ہر وہ شخص کہ جمع ہو ساتھ اس کے جد میں جو اس سے قریب درجے میں ہے تو ہوگا وہ قریب تر اس کی طرف اور اقربین کی بحث وصایا میں ہے اور راز پہلے اقربین کے ڈرانے میں یہ ہے کہ جب حجت ان پر قائم ہوگی تو ان کے سوا اور لوگوں کی طرف بڑھے گی نہیں تو ہوں گی وہ علت واسطے بعید تر لوگوں کے باز رہنے میں اور یہ کہ نہ پکڑے اس کو جو پکڑتا ہے قریب کو نرمی سے واسطے قریب کے پس حجت کرے ان سے دعوت اور تخویف میں اسی واسطے نص کی واسطے اس کے ان کے ڈرانے پر اور یہ کہ جائز ہے بلانا کافر کو ساتھ کنیت کے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اس اطلاق میں نظر ہے اس واسطے کہ جس نے منع کیا ہے تو اس نے صرف اس جگہ منع کیا ہے جس جگہ کہ سیاق تعظیم کا مشعر ہو بخلاف اس کے جب کہ ہو یہ واسطے مشہور ہونے اس کے کی سوائے غیر اس کے کی جیسا کہ اس جگہ ہے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو ذکر اس کا ساتھ نام اس کے کی واسطے قبیح ہونے نام اس کے کی اس واسطے کہ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور ممکن ہے جواب اور وہ یہ ہے کہ کنیت مجرد تعظیم پر دلالت نہیں کرتی بلکہ کبھی نام اشرف ہوتا ہے کنیت سے اسی واسطے اللہ نے پیغمبروں کو ان کے ناموں سے ذکر کیا ہے سوائے ان کی کنیتوں کے۔ (فتح)

سُوْرَةُ النَّمْلِ — سورہ نمل کی تفسیر کا بیان

وَالْخَبْأُ مَا خَبَأْتَ. — خبأ وہ چیز ہے جو چھپائے تو اللہ نے فرمایا ﴿الا یسجدوا للّٰہ الذی یخرج الخبأ﴾.

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جانتا ہے ہر چھپی چیز کو جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے کہا فراء نے کہ نکالتا ہے مینہ کو آسمان سے اور انگوری کو زمین سے۔ (فتح)

﴿لَا قِبَلَ﴾ لَا طَاقَةَ. — لا قبل کے معنی ہیں نہیں طاقت اللہ نے فرمایا

﴿فلناتینهم بجنود لا قبل لهم بها﴾.

اَلصَّرْحُ كُلُّ مِلَاطٍ اتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوْحٌ.

صرح ہر گارا ہے کہ پکڑا جائے شیشوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ پتھر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر بلند عمارت ہے اور صرح محل کو کہتے ہیں یہ واحد ہے اس کی جمع صروح ہے۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے وہب بن منبہ سے کہ حکم کیا سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو تو انہوں نے اس کے واسطے بلور سے محل بنایا جیسے وہ سفید پانی ہے پھر اس کے نیچے پانی چھوڑا اور اپنا تخت اس پر رکھا اور اس پر بیٹھے اور جانور اور جن اور انسان ان کے آگے حاضر ہوئے تا کہ دکھلا دیں بلقیس کو بادشاہی جو اس کی بادشاہی سے بڑی ہے جب بلقیس نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی پنڈلیاں کھولیں تا کہ اس میں بیٹھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس میں دریا کے جانور چھوڑے مچھلیاں اور مینڈک جب بلقیس نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولیں تو اچانک دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں سب لوگوں سے خوبصورت ہیں تو حکم دیا اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو اس نے اپنی پنڈلیاں ڈھانکیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَهَا عَرْشٌ﴾ سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حُسْنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ واسطے اس کے تخت تھا بیش قیمت خوب کاری گری والا اور بھاری قیمت والا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سونے سے تھا اور اس کے پائے جواہر اور موتیوں سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یاقوت اور زبرجد سے جڑا تھا اس کی درازی اسی ہاتھ تھی چالیس ہاتھ میں۔ (فتح)

﴿مُسْلِمِيْنَ﴾ طَائِعِيْنَ.

مسلمین کے معنی ہیں فرمانبردار ہو کر، اللہ نے فرمایا ﴿وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ﴾.

﴿رَدِفَ﴾ اِقْتَرَبَ.

ردف کے معنی ہیں قریب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿عسیٰ ان یکون ردف لکم﴾.

﴿جَامِدَةً﴾ قَائِمَةً.

جامدة کے معنی ہیں قائم، اللہ نے فرمایا ﴿وتری الجبال تحسبها جامدة وهی تمر مر السحاب﴾.

﴿أَوْزِعْنِيْ﴾ اِجْعَلْنِيْ.

اوزعنی کے معنی ہیں کر مجھ کو، اللہ نے فرمایا ﴿اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَكِّرُوْا﴾ غَيِّرُوْا.

کہا مجاہد نے نکروا کے معنی ہیں بدل ڈالو روپ اس کا،

اللہ نے فرمایا ﴿نکروا لھا عرشھا﴾ کہا مجاہد نے کہ جو سرخ تھا اس کی جگہ سبز لگایا گیا اور جو سبز تھا اس کی جگہ زرد لگایا گیا اسی طرح ہر چیز اس کی اپنے حال سے بدلائی گئی۔

﴿وَأُوْتِينَا الْعِلْمَ﴾ يَقُوْلُهُ سُلَيْمَانُ.

یعنی ﴿واوتینا العلم﴾ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے۔

فائدہ: اور واحدی سے منقول ہے کہ وہ بلقیس کا قول ہے کہ اس نے ان کی پیغمبری کا اقرار کیا اور پہلا قول معتمد ہے۔ (فتح)

اَلصَّرْحُ بِرْكَةُ مَآءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ ﴿قَوَارِيْرَ﴾ أَلْبَسَهَا إِيَّاهُ.

اور صرح کے معنی ہیں حوض پانی کا کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر شیشے جڑوائے تھے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ بلقیس نے اپنی پنڈلیاں کھولیں تو ان پر بہت بال تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی دوائی نورہ تجویز کی۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْقَصَصِ

سورۂ قصص کی تفسیر کا بیان

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ إِلَّا مُلْكَهُ وَيُقَالُ إِلَّا مَآ أُرِيْدَ بِهِ وَجْهُ اللهِ.

اللہ نے فرمایا ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ یعنی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ملک اس کا یہ وجہ کے پہلے معنی ہیں اور دوسرے معنی یہ ہیں اور کہا جاتا ہے مگر جس میں اللہ کی رضامندی مقصود ہو یعنی جو عمل کہ محض اللہ کے واسطے کیا جائے وہ ہمیشہ اور باقی رہے گا۔

فائدہ: اور یہ دونوں قول مبنی ہیں خلاف پر کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز ہے یا نہیں سو جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ استثناء متصل ہے اور مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور عرب تعبیر کرتے ہیں ساتھ اشرف چیز کے تمام سے اور جو کہتا ہے کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز نہیں وہ کہتا ہے کہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن وہ اللہ تعالیٰ ہلاک نہیں ہوگا یا متصل ہے اور مراد ساتھ وجہ کے وہ چیز ہے جو اس کے واسطے کی جائے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَآءُ﴾ اَلْحُجَجُ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انباء کے معنی اللہ کے اس قول میں حجتیں ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تو راہ نہیں دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

فائدہ: نہیں اختلاف ہے ناقلوں کا اس میں کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں اتری اور اس میں اختلاف ہے کہ احببت سے کیا مراد ہے؟ سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تو جس کی ہدایت چاہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو تو اپنی قرابت کے سبب سے راہ دکھلانا چاہے۔

۴۳۹۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ جَآءَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَّعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ أَتَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيْدَانِهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ أَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبٰى أَنْ يَّقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ وَأَنْزَلَ اللهُ فِيْ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾.

۴۳۹۹۔ حضرت مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کو موت حاضر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے سو اس کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کو پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ لے اس کلمہ کو کہ اللہ کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے میں جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشواؤں گا تو ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کلمہ کہنے کو فرماتے رہے اور وہ دونوں اس کو بار بار یہی بات کہتے رہے کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ یہاں تک کہ ابو طالب نے ان سے آخری کلام میں یہی کہا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں اور کلمہ کہنے سے انکار کیا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو گی پھر اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں لائق ہے پیغمبر کو اور ایمانداروں کو کہ مشرکوں کے واسطے دعا کریں مغفرت کی اگرچہ ان کے قرابتی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے حق میں حکم اتارا سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ بیشک تو نہیں راہ دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب ابو طالب کو موت حاضر ہوئی تو کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ موت کی علامتیں حاضر ہوئیں نہیں تو اگر معائنہ تک نوبت پہنچے ہوتی تو اس کو ایمان کچھ فائدہ نہ دیتا اگر ایمان لاتا اور دلالت کرتا ہے اس پر جو واقع

ہو اور میان ان کے تکرار سے اور احتمال ہے کہ معائنہ تک نوبت پہنچی ہو لیکن حضرت ﷺ کو امید ہو کہ اگر وہ توحید کا اقرار کرے اگرچہ اسی حالت میں ہو تو اس کو یہ فائدہ دے گا خاص کر اور جائز ہو گی شفاعت اس کی واسطے قرابت اس کی کے حضرت ﷺ سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ باوجود اس کے کہ وہ کفر پر مرا اور توحید کا اقرار نہ کیا پھر بھی حضرت ﷺ نے اس کی بخشش مانگنا نہ چھوڑی بلکہ اس کے واسطے شفاعت کی یہاں تک کہ تخفیف ہوا اس سے عذاب بہ نسبت غیر کی معلوم ہوا کہ یہ حکم خاص اسی کے ساتھ تھا اور کسی کے واسطے نہیں اور یہ جو کہا کہ اس نے کلمہ کہنے سے انکار کیا تو یہ تائید ہے راوی سے بیچ نفی واقع ہونے اس کی کے ابوطالب سے اور شاید سند اس کی یہ ہے کہ اس حال میں اس سے کلمہ سنا نہیں گیا اور اس قدر پر اطلاع ممکن ہے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اطلاع دی ہو اور یہ جو کہا کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا الخ تو کہا زین بن منیر نے کہ نہیں ہے مراد مغفرت عام اور بخشنا شرک کو بلکہ مراد تخفیف عذاب کی ہے اس سے میں کہتا ہوں اور یہ بڑی غفلت ہے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے شفاعت واسطے ابوطالب کے بیچ تخفیف عذاب کے اور نہ اس کی طلب سے روک ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی تھی طلب مغفرت عام سے کہ سب گناہوں کو شامل ہو یہاں تک کہ شرک کو بھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوئی یہ طلب مغفرت کی حضرت ﷺ کو واسطے اقتدا کرنے کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے پھر اس کا حکم منسوخ ہوا اور اس حدیث میں اشکال ہے اس واسطے کہ وفات ابوطالب کی بالاتفاق مکے میں تھی ہجرت سے پہلے اور ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے جب عمرہ کیا تو اپنی ماں کے واسطے بخشش مانگنے کی اللہ سے اجازت مانگی تو یہ آیت اتری اور احتمال ہے کہ آیت پیچھے اتری ہو اگرچہ اس کا سبب مقدم ہو اور احتمال ہے کہ اس کے دو سبب ہوں ایک مقدم اور وہ ابوطالب کا امر ہے اور ایک متاخر اور وہ حضرت ﷺ کی ماں کا امر ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو اگر مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھے یعنی لا الہ الا اللہ کے ساتھ گواہی دے تو حکم کیا جائے ساتھ اس کے اسلام کے اور جاری کیے جائیں اس پر احکام مسلمانوں کے اور اگر اس کی زبان کی گواہی اس کے دل کے عقد کے ساتھ مقرون ہو تو اس کو یہ اللہ کے نزدیک نفع دیتا ہے بشرطیکہ دنیا کی زندگی سے امید منقطع ہونے کی حد کو نہ پہنچا ہو اور فہم خطاب اور جواب دینے سے عاجز نہ ہوا ہو اور وہ وقت معائنہ کا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن﴾ ، واللہ اعلم۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أُولِي الْقُوَّةِ﴾ لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اولی القوۃ کے معنی ہیں نہیں اٹھاتی تھی اس کو ایک جماعت مردوں کی ، اللہ نے فرمایا ﴿ان مفاتحه لتنوء بالعصبة اولی القوة﴾.

﴿لَتَنُوْءُ﴾ لَتُثْقِلُ.

لتنوء کے معنی ہیں بھاری ہوتی تھیں۔

﴿فَارِغًا﴾ إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰى.

فارغا کے معنی ہیں خالی ہر چیز سے مگر ذکر موسیٰ کے سے، اللہ نے فرمایا ﴿واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغا﴾.

﴿اَلْفَرِحِيْنَ﴾ اَلْمَرِحِيْنَ.

فرحین کے معنی ہیں مرحین یعنی خوشی کرنے والے، اللہ نے فرمایا ﴿ان اللّٰہ لا یحب الفرحین﴾.

﴿قُصِّيْهِ﴾ اِتَّبِعِيْ اَثَرَهٗ وَقَدْ يَكُوْنُ اَنْ يَّقُصَّ الْكَلَامَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ﴾.

قصیه کے معنی ہیں کہ اس کے پیچھے جا اور کبھی قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر، اللہ نے فرمایا ﴿وقالت لاختہ قصیه﴾.

﴿عَنْ جُنُبٍ﴾ عَنْ بُعْدٍ عَنْ جَنَابَةٍ وَّاحِدٌ وَّعَنِ اجْتِنَابٍ اَيْضًا.

جنب کے معنی ہیں دور سے اور جنابۃ اور اجتناب کے بھی یہی معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿فبصرت به عن جنب﴾.

نَبْطِشُ وَنَبْطُشُ.

یعنی دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں۔

﴿يَأْتَمِرُوْنَ﴾ يَتَشَاوَرُوْنَ.

یأتمرون کے معنی ہیں مشورہ کرتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿ان الملأ یأتمرون بك لیقتلوك﴾.

اَلْعُدْوَانُ وَالْعَدَآءُ وَالتَّعَدِّيْ وَاحِدٌ.

ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں زیادتی، اللہ نے فرمایا ﴿فلاعدوان﴾.

﴿آنَسَ﴾ اَبْصَرَ.

انس کے معنی ہیں دیکھی، اللہ نے فرمایا ﴿آنس من جانب الطور نارا﴾.

اَلْجَذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ مِّنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيْهَا لَهَبٌ وَّالشِّهَابُ فِيْهِ لَهَبٌ.

جذوۃ کے معنی ہیں ٹکڑا موٹا لکڑی کا جلا ہوا جس میں لپٹ نہ ہو یعنی انگارا اور شہاب وہ انگارا ہے جس میں لپٹ ہو۔

وَالْحَيَّاتُ اَجْنَاسٌ اَلْجَانُّ وَالْاَفَاعِيْ وَالْاَسَاوِدُ.

اور سانپ کئی قسم ہیں ایک جان ایک افاعی اور ایک اساود، اللہ نے فرمایا ﴿کانها حیة تسعی﴾ اس کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

﴿رِدْءًا﴾ مُعِيْنًا.

ردء ا کے معنی ہیں مددگار، اللہ نے فرمایا ﴿فارسله معی ردء ا یصدقنی﴾.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَدِّقُنِي﴾.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یصدقنی کے معنی ہیں تا کہ میری تصدیق کرے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَنَشُدُّ﴾ سَنُعِيْنُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا بیچ تفسیر آیت ﴿سنشد عضدك باخيك﴾ کے کہ ہم تیری مدد کریں گے جب تو کسی کو زور دے تو تو نے اس کے واسطے عضد ٹھہرایا۔

﴿مَقْبُوْحِيْنَ﴾ مُهْلَكِيْنَ.

مقبوحین کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے، اللہ نے فرمایا ﴿ويوم القيامة هم من المقبوحين﴾.

﴿وَصَّلْنَا﴾ بَيَّنَّاهُ وَأَتْمَمْنَاهُ.

وصلنا کے معنی ہیں بیان کیا ہم نے اور پورا کیا ہم نے، اللہ نے فرمایا ﴿ولقد وصلنا لهم القول﴾.

﴿يُجْبٰى﴾ يُجْلَبُ.

یجبی کے معنی ہیں کھینچے جاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿يجبى اليه ثمرات كل شىء﴾.

﴿بَطِرَتْ﴾ أَشِرَتْ.

بطرت کے معنی ہیں سرکشی کی، اللہ نے فرمایا ﴿وكم اهلكنا من قرية بطرت معيشتها﴾ یعنی بہت ہلاک کیں ہم نے بستیاں جو حد سے بڑھ گئی تھیں گزران میں۔

﴿فِيْ أُمِّهَا رَسُوْلًا﴾ أُمُّ الْقُرٰى مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا.

ام القریٰ سے مراد مکہ ہے اور جو اس کے گرد ہے، اللہ نے فرمایا ﴿حتى يبعث فى امها رسولا﴾.

﴿تُكِنُّ﴾ تُخْفِيْ أَكْنَنْتُ الشَّيْءَ أَخْفَيْتُهُ وَكَنَنْتُهُ أَخْفَيْتُهُ وَأَظْهَرْتُهُ.

تکن کے معنی ہیں جو چھپاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وربك يعلم ما تكن صدورهم﴾ کہا جاتا ہے اکننت الشی میں نے اس کو چھپایا اور کننته کے معنی بھی یہی ہیں کہ میں نے اس کو چھپایا اور اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ میں نے اس کو ظاہر کیا اور یہ لفظ اضداد سے ہے۔

﴿وَيْكَأَنَّ اللّٰهَ﴾ مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ ﴿يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ﴾ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ.

یعنی اللہ کے قول ﴿ويكأن الله﴾ کے معنی ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ فراخ کرتا ہے روزی جس پر چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے یعنی یبسط کے معنی ہیں

فراخ کرتا ہے اور یقدر کے معنی ہیں تنگ کرتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ﴾ الْاٰيَةَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تحقیق جس اللہ نے اتارا تجھ پر قرآن وہ پھیرنے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ کو۔

٤٤٠٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ﴾ قَالَ إِلَى مَكَّةَ.

۴۴۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ وہ تجھ کو پھیرنے والا ہے پہلی جگہ کو کہا کہ پہلی جگہ سے مراد مکہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ بہشت کی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تجھ کو قیامت کے دن زندہ کرے گا۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ

سورۂ عنکبوت کی تفسیر کا بیان

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ﴾ ضَلَلَةً.

کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وکانوا مستبصرین﴾ کے معنی ہیں کہ تھے ہوشیار گمراہی میں کہا قتادہ نے کہ خوش تھے ساتھ گمراہی اپنی کے۔

﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ﴾ عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلِيَمِيْزَ اللّٰهُ كَقَوْلِهِ ﴿لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾.

﴿فلیعلمن اللّٰہ﴾ کے معنی ہیں کہ اللہ نے نے جانا اس کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ قول بجائے اس قول کے ہے کہ چاہیے کہ اللہ جدا کرے مانند قول اللہ کے تا کہ اللہ جدا کرے ناپاک کو، اللہ نے فرمایا ﴿فلیعلمن اللّٰہ الذین آمنوا﴾.

﴿أَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ﴾ أَوْزَارًا مَّعَ أَوْزَارِهِمْ.

یعنی اثقالھم کے معنی اللہ کے اس قول میں ہیں اپنے گناہ۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کسی قوم کو گمراہی کی طرف لائے تو اس کو بھی اس کے برابر گناہ ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الرُّوْمِ

سورۂ روم کی تفسیر کا بیان

﴿فَلَا يَرْبُوْ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ مَنْ أَعْطَى عَطِيَّةً يَبْتَغِيْ أَفْضَلَ مِنْهُ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيْهَا.

فلا یربوا سے مراد یہ ہے کہ جو دے اس حال میں کہ چاہتا ہو افضل اس سے یعنی کسی کو قرض دے اس غرض

سے کہ اس کے بدلے میں اس سے عمدہ چیز لے تو اس کو اس میں ثواب نہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وما آتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس﴾.

فائدہ: ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ یہ ہے سود حلال کرنا کچھ چیز کسی کو تحفہ بھیجتا ہے تا کہ اس کو اس سے افضل بدلہ ملے تو اس میں نہ اس کو ثواب ہے نہ گناہ اور بعض نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ جو تم دو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُحْبَرُوْنَ﴾ يُنَعَّمُوْنَ.

کہا مجاہد نے کہ یحبرون کے معنی ہیں نعمت دیے جائیں گے، اللہ نے فرمایا ﴿فاما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فھم فی روضة یحبرون﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہشت میں تعظیم کیے جائیں گے۔

﴿يَمْهَدُوْنَ﴾ يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ.

یعنی یمھدون کے معنی ہیں کہ اپنے واسطے بچھونے بچھاتے ہیں اور برابر کرتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں قبر میں یا بہشت میں، اللہ نے فرمایا ﴿ومن عمل صالحا فلانفسھم یمھدون﴾.

﴿الْوَدْقُ﴾ الْمَطَرُ.

اور ودق کے معنی ہیں مینہ، اللہ نے فرمایا ﴿وتری الودق یخرج من خلاله﴾.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ فِي الْأٰلِهَةِ وَفِيْهِ ﴿تَخَافُوْنَهُمْ﴾ أَنْ يَّرِثُوْكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ کیا ہے کوئی واسطے تمہارے لونڈی غلاموں سے شریک کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت بتوں وغیرہ کے حق میں ہے جن کو اللہ کے علاوہ پوجتے تھے اور ان کے حق میں تم ڈرتے ہو کہ تمہارے وارث بنیں جیسے بعض تمہارا بعض کا وارث ہوتا ہے۔

فائدہ: اور ضمیر اس کے قول فیہ میں واسطے اللہ کے ہے یعنی یہ مثل واسطے اللہ کے اور بتوں کے پس اللہ مالک ہے اور بت مملوک ہیں اور یہ معلوم ہے کہ مملوک مالک کے برابر نہیں ہوتا اور قتادہ سے روایت ہے کہ یہ مثل ہے بیان کیا ہے

اس کو اللہ نے واسطے اس شخص کے جو اللہ کی مخلوق میں سے کسی چیز کو اس کے برابر ٹھہرائے، فرماتا ہے کہ کیا تم میں سے کسی کا غلام اس کے بچھونے اور بیوی میں شریک ہے؟ اسی طرح نہیں راضی ہوتا اللہ یہ کہ اس کی مخلوق سے کسی کو اس کے برابر ٹھہرایا جائے۔ (فتح)

﴿يَصَّدَّعُوْنَ﴾ يَتَفَرَّقُوْنَ ﴿فَاصْدَعْ﴾.

یصدعون کے معنی ہیں جدا جدا ہوں گے، اللہ نے فرمایا ﴿یومئذ یصدعون﴾ اور رہا قول ان کا فاصدع سو یہ اشارہ ہے اللہ کے قول کی طرف ﴿فاصدع بما تؤمر﴾ یعنی فرق کر درمیان حق اور باطل کے ساتھ بلانے کے اللہ کی طرف۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ضُعْفٌ وَّضَعْفٌ لُغَتَانِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ضُعْفٌ اور ضَعْفٌ دو لغتیں ہیں اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی ناطاقتی، اللہ نے فرمایا ﴿اللّٰہ الذی خلقکم من ضعف﴾.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَلسُّوْاٰى﴾ اَلْإِسَآءَةُ جَزَآءُ الْمُسِيْئِيْنَ.

اور کہا مجاہد نے کہ سوای کے معنی ہیں برائی یعنی برا کرنے والوں کا بدلہ برائی ہے، اللہ نے فرمایا ﴿ثم کان عاقبة الذین اساؤا لسوای ان کذبوا﴾ یعنی جنہوں نے کفر کیا ان کا بدلہ عذاب ہے۔

٤٤٠١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَّالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِيْ كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيْءُ دُخَانٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمُنَافِقِيْنَ وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَّقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ

۴۴۰۱۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد حدیث بیان کرتا تھا کندہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا کوفے میں سو اس نے کہا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا سو منافقوں کے کان اور آنکھ کو پکڑے گا ایماندار کو جیسے زکام سو ہم گھبرائے سو میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ تکیہ کیے تھے سو وہ سن کر غضبناک ہوئے اور سیدھے ہو بیٹھے اور کہا کہ جو جانے سو چاہیے کہ کہے اور جو نہ جانے تو چاہیے کہ کہے، اللہ اعلم یعنی اللہ خوب جانتا ہے اس واسطے کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس چیز کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا اس واسطے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تو کہہ میں تم سے اس پر کوئی

لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَأُوْا عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيْهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَجَآئَهٗ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَآئِدُوْنَ﴾ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْأٰخِرَةِ إِذَا جَآءَ ثُمَّ عَادُوْا إِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى﴾ يَوْمَ بَدْرٍ وَ ﴿لِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾ إِلٰى ﴿سَيَغْلِبُوْنَ﴾ وَالرُّوْمُ قَدْ مَضٰى.

مزدوری نہیں مانگتا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دخان کا قصہ بیان کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی (اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت تکلیف دی) تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی، سو فرمایا کہ الٰہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا یعنی جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا سو ان کو قحط نے پکڑا یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہوئے اور مردار اور ہڈیوں کو کھایا اور مرد آسمان اور زمین کے درمیان دھواں سا دیکھتا تھا سو ابو سفیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے محمد! تو آیا ہے برادری سے سلوک کرنے کا حکم کرتا ہے اور البتہ تیری قوم ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ کہ قحط دور ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی سو تو انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح اللہ کے قول عائدون تک کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب آخرت کا جب آیا پھر اپنے کفر کی طرف پھر گئے سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ یعنی مراد بڑی پکڑ کے دن سے جنگ بدر کا ہے اور مراد لزاما سے جنگ بدر کا دن ہے ﴿الم غلبت الروم﴾ الآیۃ اور روم کے معنی گزر چکے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور بیان دخان کا سورۂ دخان میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا یعنی جدا کرنا معلوم کا مجہول سے ایک قسم ہے علم سے اور یہ موافق ہے واسطے اس چیز کے کہ مشہور ہے کہ لا ادری آدھا علم ہے اور اس واسطے کہ قول غیر معلوم چیز میں قسم ہے تکلف سے۔ (فتح) مفسرین نے لکھا ہے کہ مراد دخان سے آیت میں وہ دھواں ہے جو قیامت کی نشانیوں میں سے ہے پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس سے انکار کرنا موجب تعجب ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ لِدِيْنِ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں نہیں بدلنا ہے واسطے خلق

اللّٰهِ خَلْقُ الْأَوَّلِيْنَ دِيْنُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْفِطْرَةُ الْإِسْلَامُ.

اللہ کے یعنی واسطے دین اللہ کے خلق الاولین سے مراد دین ہے اور فطرت سے مراد اسلام ہے، اللہ نے فرمایا ﴿انا هذا خلق الاولين﴾.

٤٤٠٢ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾.

۴۴۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی لڑکا نہیں مگر کہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں جیسے جنتا ہے چوپایہ چوپائے کو درست اور صحیح الاعضاء کیا تم اس میں کن کٹا دیکھتے ہو یعنی اصل پیدائش میں کوئی کن کٹا نہیں ہوتا اس کے بعد اس کے مالک اس کا ناک کان کاٹ ڈالتے ہیں اسی طرح لڑکا بھی اول اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس کا دین بدل جاتا ہے پھر یہ آیت پڑھی پیروی کر اللہ کے دین کی جس پر لوگوں کو پیدا کیا نہیں ہے بدلنا واسطے دین اللہ کے یہ ہے دین درست۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

سُوْرَةُ لُقْمَانَ

سورۂ لقمان کی تفسیر کا بیان

بَابٌ ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

٤٤٠٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَاكَ

۴۴۰۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن و ایمان ہے تو یہ بات اصحاب پر بہت بھاری گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جس نے اپنے ایمان میں ظلم کو نہیں ملایا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کیا تو نہیں سنتا جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا! اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

أَلَا تَسْمَعُ إِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان میں کہ تحقیق اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا یعنی وقت قائم ہونے اس کے کا۔

٤٤٠٤ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِّلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَّمْشِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْإِيْمَانُ قَالَ الْإِيْمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَلِقَآئِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُوْسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ

۴۴۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں ظاہر بیٹھے تھے کہ اچانک ایک مرد چلتا آپ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو دل سے مانے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے پیغمبروں کو اور اس کے ملنے کو اور قیامت کو پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! اسلام کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی بندگی کرے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے اور نماز کو قائم رکھے اور زکوٰۃ فرض دے اور رمضان کا روزہ رکھے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! احسان کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے جیسے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہو سو اگر اس طرح کا دیکھنا تجھ سے نہ ہو سکے تو یوں جان کہ وہی تجھ کو دیکھتا ہے پھر اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب ہو گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب دینے والا پوچھنے والے سے اس کو زیادہ تر نہیں جانتا یعنی قیامت کے نہ جاننے میں، میں اور تم دونوں برابر ہیں لیکن میں تجھ کو اس کی کچھ نشانیاں بتلاتا ہوں اس کی نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے یعنی قیامت کے قریب کنیز زادوں کی کثرت ہو گی یہ ہے ایک

﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ فَأَخَذُوْا لِيَرُدُّوْا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَآءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ.

نشانی اس کی نشانیوں سے اور جب ننگے پاؤں، ننگے بدن والے لوگوں کے سردار ہوں تو یہ ہے دوسری نشانی اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو عورتوں کے پیٹ میں ہے لڑکی ہے یا لڑکا پھر وہ مرد پھرا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس پھیر لاؤ سو اس کو تلاش کرنے لگے تا کہ اس کو پھیر لائیں تو انہوں نے کچھ چیز نہ دیکھی یعنی معلوم نہیں کہاں چلا گیا، حضرت ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے آئے تھے لوگوں کو دین سکھلانے کو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کہا شیخ ابو محمد نے کہ تعبیر کی ساتھ چابیوں کے واسطے قریب کرنے امر کے سامع پر یعنی تا کہ سامع کو خوب سمجھ میں آ جائے اس واسطے کہ جو چیز کہ تیرے اور اس کے درمیان پردہ ہے وہ تجھ سے غائب ہے اور پہنچنا طرف پہچان اس کی کے عادت میں دروازے سے ہوتا ہے پس جب دروازہ بند ہو تو چابی کی حاجت ہوتی ہے اور جب چابی کی جگہ معلوم نہیں جس کے ساتھ غیب پر اطلاع ہوتی ہے تو جو چیز چھپی ہے اس پر کیسے اطلاع ہو سکتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور زیادہ کیا جاتا ہے اس جگہ کہ یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو دوسری آیت سے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللّٰہ﴾ پس مراد ساتھ غیب منفی کے بیچ اس کے وہی غیب ہے جو سورہ لقمان کی اس آیت میں مذکور ہے اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا ﴿عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احد الا من ارتضی من رسول﴾ پس ممکن ہے یہ کہ تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ طیالسی کی حدیث میں ہے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ کو غیب کی چابیاں دی گئیں مگر پانچ چیزیں پھر یہ آیت پڑھی اور چنانچہ جو ثابت ہو چکا ہے ساتھ نص قرآن کے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھر میں جمع رکھتے ہو اور یہ کہ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو کھانے سے پہلے خواب کا مطلب بتلا دوں گا اور سوائے اس کے جو ظاہر ہوا ہے معجزوں اور کرامتوں سے سو کل یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو استثناء سے جو بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿الا من ارتضی من رسول﴾ اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتا ہے اطلاع کو اوپر بعض غیب چیزوں کے اور ولی تابع ہے واسطے رسول کے ساتھ اس کے اکرام کیا جاتا ہے اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پیغمبر مطلع ہوتا ہے اس پر ساتھ سب قسموں وحی کے اور

ولی نہیں واقف ہوتا اس پر مگر ساتھ خواب کے یا الہام کے، واللہ اعلم۔ اور دعویٰ کیا ہے طبری نے کہ حضرت ﷺ کی ہجرت سے پیچھے پانچ سو برس دنیا باقی رہے گی اور یہ قول اس کا مخالف ہے واسطے صریح قرآن اور حدیث کے اور کافی ہے بیچ رد کے اوپر اس کے یہ کہ واقع ہوا ہے امر برخلاف اس کے اس واسطے کہ پانچ سو برس سے تین سو برس اور زیادہ گزر چکا ہے اور قیامت قائم نہیں ہوئی اور معلوم ہوا کہ یہ قول اس کا غلط ہے اور طبری نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس امت کو مدت نصف یوم کی مہلت دے گا یعنی پانچ سو برس روایت کیا ہے اس کو ابوداود نے لیکن نہیں ہے وہ صریح اس میں کہ اس کو اس سے زیادہ مہلت نہیں ملے گی اور باقی بحث اس کی کتاب الفتن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٤٠٥ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾.

۴۴۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا چابیاں غیب کی پانچ ہیں پھر پڑھا تحقیق اللہ کے نزدیک ہے قیامت کا علم۔

سُوْرَةُ تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ

سورۂ تنزیل السجدہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَهِيْنٍ﴾ ضَعِيْفٍ نُطْفَةُ الرَّجُلِ.

اور کہا مجاہد نے کہ مھین کے معنی ہیں ضعیف، اللہ نے فرمایا ﴿من سلالة من ماء مهين﴾ کہا کہ مراد ماء مھین سے مرد کی منی ہے۔

﴿ضَلَلْنَا﴾ هَلَكْنَا.

ضللنا کے معنی ہیں ہلاک ہوئے ہم، اللہ نے فرمایا ﴿وقالوا أإذا ضللنا في الارض﴾ یعنی کہتے ہیں کہ کیا جب ہلاک ہوئے ہم زمین میں تو پھر از سرنو پیدا ہوں گے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْجُرُزُ الَّتِي لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جرز اس زمین کو کہتے ہیں جس پر مینہ نہ برسے مگر وہ مینہ کہ اس کے کچھ کام نہ آئے، اللہ نے فرمایا ﴿اولم يروا انا نسوق الماء الى الارض الجرز﴾.

﴿يَهْدِ﴾ يُبَيِّنْ.

يهد کے معنی ہیں کیا ظاہر نہیں ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿اولم يهد لهم كم اهلكنا من قبلهم من القرون﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے۔

٤٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَّأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اللّٰهُ مِثْلَهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ رِوَايَةً قَالَ فَأَيُّ شَيْءٍ قَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَرَأَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قُرَّاتِ أَعْيُنٍ.

۴۴۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کیا ہے اپنے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ نہیں جانتا کوئی جی جو چھپا رکھا ہے واسطے ان کے اللہ نے ٹھنڈک آنکھ کی سے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو زناد نے اعرج سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ نے فرمایا مثل اس کی کہا گیا واسطے سفیان کے کہ تو روایت کرتا ہے یا اپنے پاس سے کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ اگر روایت نہیں تو پھر اور کیا چیز ہے؟ کہا ابو معاویہ نے اعمش سے اس نے روایت کی ابو صالح سے پڑھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرأت یعنی قرة کی جگہ قرأت پڑھا ہے۔

٤٤٠٧ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَّأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِّنْ بَلْهِ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ

۴۴۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کیا ہے میں نے واسطے ان کے ذخیرہ چھوڑو وہ چیز کہ اطلاع دی گئی تم کو اوپر اس کے کہ وہ کم ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ تمہارے واسطے ذخیرہ کی گئی پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ

ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾.

آیت پڑھی سو نہیں جانتا کوئی جی جو پوشیدہ کیا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے بدلہ اس چیز کا جو عمل کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا اس کو کوئی فرشتہ مقرب اور نہ کوئی پیغمبر مرسل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا بشر اس واسطے کہ فرشتوں کے دل میں اس کا خیال گزرتا ہے اور اولیٰ ہے محمول کرنا نفی کا اپنے عموم پر اس واسطے کہ وہ اعظم ہے نفس میں اور یہ جو کہا من بلہ تو صحیح توجیہ واسطے خصوص سیاق حدیث باب کے ہے جس جگہ کہ واقع ہوا ہے ولا خطر علی قلب بشر ذخرا من بلہ کہ من بلہ ساتھ معنی غیر کے ہے یعنی سوائے اس چیز کے کہ اطلاع ہوئی ہے تم کو اوپر اس کے یعنی قرآن وغیرہ میں۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْأَحْزَابِ

سورۂ احزاب کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَيَاصِيْهِمْ﴾ قُصُوْرِهِمْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ صیاصیھم کے معنی ہیں محل ان کے، اللہ نے فرمایا ﴿وانزل الذين ظاهروهم من اهل الكتاب من صياصيهم﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ نبی ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں۔

٤٤٠٨ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اقْرَؤُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوْا فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِيْ فَأَنَا مَوْلَاهُ.

۴۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایماندار نہیں مگر کہ میں اور لوگوں کی بہ نسبت اس سے قریب تر ہوں دنیا اور آخرت میں اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ پیغمبر قریب تر ہے مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے سو جو مسلمان کہ مال چھوڑے تو چاہیے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں جو ہوں اور اگر قرض یا عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے اور میں اس کا مولیٰ اور کارساز ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پکارو اپنے لے

أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾.

پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے۔

٤٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ ﴿اُدْعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾.

۴۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد کردہ نہ بلاتے تھے ہم اس کو مگر زید بن محمد یعنی ہم اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن اترا کہ پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر ان میں کوئی ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے راہ دیکھتا اور بدلا نہیں ایک ذرہ۔

﴿نَحْبَهٗ﴾ عَهْدَهٗ.

نحبه کے معنی ہیں عہد اپنا۔

﴿أَقْطَارِهَا﴾ جَوَانِبُهَا.

اقطار کے معنی ہیں اس کے طرفین یعنی اس کے کنارے اللہ نے فرمایا ﴿ولو دخلت عليهم من اقطارها﴾.

اَلْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا لَأَعْطَوْهَا.

اتوا کے معنی ہیں اعطوا، اللہ نے فرمایا ﴿ثم سئلو االفتنة لاتوها﴾ یعنی پھر طلب کیا جائے ان سے فتنہ تو دیں اس کو۔

٤٤١٠ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُرٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾.

۴۴۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری ہے کہ مسلمانوں میں سے بعض وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے۔

٤٤١١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۴۴۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةً مِّنْ سُوْرَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ كَثِيْرًا أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِيْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهٗ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾.

نے قرآن کو صحیفوں میں نقل کیا تو میں نے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہ پائی کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے زیادہ میں نے اس کو کسی کے پاس نہ پایا مگر پاس خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی کہ مسلمانوں میں سے کوئی وہ ہے جس نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ زید رضی اللہ عنہ قرآن کے جمع کرنے میں اپنے علم پر اعتماد نہ کرتے تھے اور نہ اپنی یاد پر بس کرتے تھے یعنی بلکہ اور لوگوں سے بھی دریافت کرتے تھے لیکن اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس نے صرف خزیمہ رضی اللہ عنہ کی یاد پر کفایت کی اور قرآن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ تواتر کے اور جو ظاہر ہوتا ہے جواب میں یہ ہے کہ جس چیز کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے یہ ہے کہ اس نے اس کو کسی کے پاس لکھا ہوا نہ پایا یہ مراد نہیں کہ اس کے سوا کسی کو یاد نہ تھی بلکہ اس کو بھی یاد تھی اور اس کے سوا اور لوگوں کو بھی یاد تھی اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا کہ میں نے اس کو جمع کرنا شروع کیا چمڑے کے ٹکڑوں سے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور یہ جو کہا کہ جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی تو یہ اشارہ ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف اور اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک گنوار سے گھوڑا خریدا پھر اس کو اپنے ساتھ لیا تا کہ اس کو گھوڑے کی قیمت ادا کریں سو حضرت ﷺ نے چلنے میں جلدی کی اور گنوار نے دیر کی سو لوگ گنوار سے راہ میں ملے کہ اس سے گھوڑے کی قیمت چکا دیں یہاں تک کہ انہوں نے اس کی قیمت پہلی قیمت سے زیادہ کی تو گنوار حضرت ﷺ سے کہنے لگا کہ گواہ لاؤ جو گواہی دے کہ میں نے اس کو تیرے ہاتھ بیچا ہے سو جو مسلمان آتا تھا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ سچ کہتے ہیں یہاں تک کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آیا اس نے دونوں کا تکرار سنا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا حضرت ﷺ کے ہاتھ بیچا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا تو کس سبب سے گواہی دیتا ہے اور حالانکہ تو حاضر نہ تھا اس نے کہا آپ کی تصدیق کے سبب سے کہ بیشک آپ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے

واسطے یا جس پر خزیمہ رضی اللہ عنہ گواہی دے پس یہی شہادت اس کے لیے کافی ہے، روایت کی یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ نے کہا خطابی نے کہ محمول کیا ہے اس حدیث کو بہت بدعتیوں نے اس پر کہ جس کا سچ معروف ہو اس کے واسطے ہر چیز پر گواہی دینا جائز ہے جس کا وہ دعویٰ کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وجہ اس حدیث کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا گنوار پر اپنے علم سے اور جاری ہوئی گواہی خزیمہ رضی اللہ عنہ کی بجائے تاکید کے واسطے قول آپ کے کی اور مدد لینے کے اپنے خصم پر پس ہوگئی وہ گواہی تقدیر میں مانند گواہی دو مردوں کے اس کے سوا اور قضیوں میں اور اس میں فضیلت سمجھنے کی ہے امور میں اور یہ کہ وہ بلند کرتی ہے درجہ اپنے صاحب کا اس واسطے کہ جس سبب کو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے ظاہر کیا تھا اس کو اور اصحاب بھی پہچانتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جب خاص ہوا ساتھ اس فضیلت کے واسطے سمجھنے اس کے کی اس چیز کو کہ غافل ہوا اس سے غیر اس کا باوجود ظاہر ہونے اس کے کی تو اس کا بدلہ اس کو یہ ملا کہ اس کی گواہی دو مردوں کے برابر ٹھہرائی گئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَاۤ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کہہ دے اپنی عورتوں کو کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں اچھی طرح۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ اَلتَّبَرُّجُ أَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا.

اور معمر نے کہا تبرج کے معنی ہیں کہ اپنی خوبیوں کو ظاہر کرے۔

﴿سُنَّةَ اللّٰهِ﴾ اِسْتَنَّهَا جَعَلَهَا.

سنة الله کا مطلب ہے اس نے اس کو سنت بنایا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولٰى﴾ کہا مجاہد نے کہ تھی عورت نکلتی اور مردوں کے درمیان چلتی تو یہ آیت اتری اور قتادہ سے روایت ہے کہ تھی واسطے ان کے چال اور تکسر اور تغنج جب گھروں سے نکلتیں سو ان کو اس سے منع ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے جاہلیت کا زمانہ ہزار برس تھا نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے درمیان اور اس کی سند قوی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان۔ (فتح)

اور یہ جو کہا سنة الله تو یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿سنة الله الذين خلوا﴾ اور استنها کے معنی ہیں اس کو سنت ٹھہرائے یعنی استنها سنت سے مشتق ہے۔

٤٤١٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۴۴۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اللہ نے حضرت ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی عورتوں کو اختیار دیں کہ یا دنیا اختیار کریں یا دین تو حضرت ﷺ میرے پاس آئے سو فرمایا

زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهَا حِيْنَ أَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَيِّرَ أَزْوَاجَهٗ فَبَدَأَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَسْتَعْجِلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ﴾ إِلٰى تَمَامِ الْاٰيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ.

کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں یہاں تک کہ تو اپنے ماں باپ سے صلاح لے اور البتہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کا حکم نہ کریں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے فرمایا اے پیغمبر! کہہ دے اپنی عورتوں سے دونوں آیت کے تمام ہونے تک سو میں نے آپ سے کہا کہ میں کس بات میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں؟ بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اس تخییر کا سبب یہ واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا، کپڑا معمول سے زیادہ مانگا اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ ان سے علیحدہ ہو کر گوشہ گیری کی پھر آپ پر یہ آیت اتری اسے پیغمبر! اپنی عورتوں سے کہہ دے یہاں تک کہ عظیماً کو پہنچے اور نکاح میں آئے گا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو عورتوں کے قصے میں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج کرنے پر اتفاق کیا اور اس کے اخیر میں ہے کہ جب کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو راز بتلایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا اس سبب سے کہ آپ ان پر سخت غضبناک ہوئے جس انتیس دن گزرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہمارے پاس نہیں آئیں گے اور آج انتیس دن ہوئے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر تخییر کی آیت اتری سو پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں، الحدیث۔ پس یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں اس پر کہ اتری آیت تخییر کی بعد فارغ ہونے کے اس مہینے سے جس میں آپ نے ان سے گوشہ گیری کی اور مختلف ہیں دونوں حدیثیں بیش سبب گوشہ گیری کے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ دونوں قصے گوشہ گیری کا سبب ہیں اس واسطے کہ قصہ دو عورتوں کا جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج دینے پر اتفاق کیا تھا خاص ہے ساتھ ان دونوں کے اور قصہ خرچ مانگنے کا عام ہے سب عورتوں میں اور مناسبت آیت تخییر کی ساتھ قصے سوال خرچ کے لائق تر ہے اس سے ساتھ قصے دو عورتوں کے جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا پر اتفاق کیا تھا اور کہا ماوردی نے کہ

اختلاف ہے کہ اختیار دنیا یا آخرت میں تھا یا طلاق اور آپ کے پاس رہنے میں اس میں علماء کے دو قول ہیں زیادہ تر مشابہ ساتھ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرا قول ہے پھر کہا کہ یہی ہے قول صحیح اور اسی طرح کہا ہے قرطبی نے اور جو ظاہر ہوتا ہے تطبیق ہے درمیان دونوں قول کے اس واسطے کہ ایک امر دوسرے کو مستلزم ہے اور گویا کہ اختیار دیا گیا ان کو درمیان دنیا کے سو طلاق دی جائیں اور درمیان آخرت کے سو ان کو اپنے پاس رہنے دیں اور یہ مقتضی سیاق آیت کا ہے پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ محل دونوں قول کا یہ ہے کہ کیا طلاق کو ان کے سپرد کیا یا نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو بیشک اللہ نے تیار کر رکھا ہے واسطے نیکوکار عورتوں کے تم سے اجر بڑا۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ الْقُرْاٰنِ وَالْحِكْمَةُ السُّنَّةُ.

اور کہا قتادہ نے کہ مراد اس آیت میں آیات سے قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ إِلٰى ﴿أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حکم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عورتوں کے اختیار دینے کا تو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں ہے یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی رونق اجرا عظیما تک، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا میں کس بات میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں، بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے جیسا میں نے کہا یعنی انہوں نے بھی میری طرح اللہ اور رسول کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُوْ سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

اختیار کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ کہنا حضرت ﷺ کا ان کو طلاق نہ ہوا جب کہ آپ نے ان سے کہا اور انہوں نے آپ کو اختیار کیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! اپنی کسی بیوی کو خبر نہ کیجئے کہ میں نے آپ کو اختیار کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا جو عورت مجھ سے پوچھے گی میں اس کو بتلا دوں گا اللہ نے مجھ کو پہنچانے والا بھیجا ہے نہ بخیل اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کی مہربانی کا اپنی عورتوں پر اور بیان ہے آپ کے حلم اور صبر کا ان سے اس چیز پر جو صادر ہوتی تھی ان سے ادلال وغیرہ سے جو ان کی غیرت کا باعث ہوا اور اس میں بیان ہے فضیلت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطے شروع کرنے کے ساتھ اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ کم عمر ہونا جگہ گمان کی ہے واسطے ناقص ہونے رائے کے کہا علماء نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے واسطے اس ڈر کے کہ کم عمر ہونا اس کو دوسری شق پر باعث ہو اس احتمال سے کہ نہ ہو پاس اس کے ملکہ سے وہ چیز جو اس عارض کو دور کرے سو جب اپنے ماں باپ سے صلاح لے گی تو ظاہر کریں گے وہ واسطے اس کے جو اس میں ہے مفاسد سے اور جو اس کے مقابل میں ہے مصلحت سے اسی واسطے جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو سمجھا تو کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بیان ہے کمال عقل اس کے کی کا اور صحت رائے اس کی کا باوجود کم عمر ہونے ان کے اور یہ کہ غیرت باعث ہوتی ہے عورت کامل عقل والی کو اوپر اختیار کرنے اس چیز کے کہ نہیں لائق ہے ساتھ حال اس کے واسطے سوال کرنے اس کے کی حضرت ﷺ سے کہ اپنی کسی بیوی کو خبر نہ دیں کہ میں نے آپ کو اختیار کیا لیکن جب حضرت ﷺ نے جانا کہ باعث واسطے اس کے اس پر وہ چیز ہے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں غیرت سے اور محبت تنہا ہونے کی سے سوائے اپنی سوکنوں کے یعنی چاہتی ہیں کہ اپنے خاوند کے پاس اکیلی رہیں کوئی سوکن نہ ہو تو حضرت ﷺ نے ان کے سوال کو نہ مانا اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ تخییر امت کے حق میں طلاق ہے اور حضرت ﷺ کے حق میں طلاق نہیں یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور اس کا بیان طلاق میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور تو چھپاتا ہے اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا

تَخْشَاهُ﴾. تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ تر چاہیے ڈرنا۔

فائدہ: راویوں کا اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیت زید رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں اتری۔

٤٤١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ﴾ نَزَلَتْ فِيْ شَأْنِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَّزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

۴۴۱۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ تو چھپاتا ہے اپنے جی میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے زینب رضی اللہ عنہا اور زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری۔

فائدہ: اس جگہ بخاری نے اس قدر پر کفایت کی ہے اور توحید میں اس کو اس طور سے روایت کیا ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی یعنی زینب رضی اللہ عنہا کی کہ وہ مجھ کو برا کہتی ہے اور مجھ سے لڑتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے پاس رہنے دے اپنی عورت کو، کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے کہا اور زینب رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر فخر کرتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے، سو یہ آیت اتری اللہ کے اس قول تک کہ ہم نے زینب رضی اللہ عنہا کو تیرے نکاح میں دیا، اور ابن ابی حاتم نے اس قصے کو خوب سیاق سے نقل کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ یہ آیت زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں اتری اور اس کی ماں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیں اور زید رضی اللہ عنہ آپ کا آزاد کردہ غلام تھا، زینب رضی اللہ عنہا نے اس بات کو مکروہ جانا پھر وہ راضی ہوئی ساتھ اس کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا پھر اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا اس کے بعد کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے ہے وہ آپ کے نکاح میں آئے گی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرماتے تھے کہ زید رضی اللہ عنہ کو طلاق کا حکم کریں کہ اس کو طلاق دے اور ہمیشہ رہا زید رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا کے درمیان جھگڑا سو حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور ڈرے اللہ سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈرتے تھے کہ لوگ آپ پر عیب کریں اور کہیں کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو متبنیٰ بنایا تھا اور حاصل یہ ہے کہ جس چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل میں چھپاتے تھے وہ خبر دینا اللہ کی ہے آپ کو کہ وہ آپ کے نکاح میں آئے گی اور آپ کی بیوی ہوگی اور جو چیز کہ آپ کو اس کے چھپانے پر باعث تھی وہ یہ ڈر تھا کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا اور اللہ نے چاہا کہ

باطل کرے وہ چیز جس پر اہل جاہلیت تھے متبنی کے احکام سے ساتھ ایسے امر کے کہ نہیں کوئی چیز بلیغ تر اس سے ابطال میں اور وہ نکاح کرنا ہے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے اور واقع ہونا اس کا مسلمانوں کے امام سے تا کہ ہو زیادہ تر بلانے والا واسطے قبول کرنے ان کے کی اور روایت کی ہے ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو البتہ اس آیت کو چھپاتے اور جب تو کہتا ہے واسطے اس شخص کہ کہ انعام کیا ہے اللہ نے اوپر اس کے یعنی ساتھ اسلام کے اور انعام کیا ہے تو نے اس پر ساتھ آزاد کرنے کے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے قدرا مقدورا تک اور یہ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے اور کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی عورت کو اپنے پاس رہنے دے واسطے آزمانے اس چیز کے کہ نزدیک اس کے ہے رغبت سے بیچ اس کے یا روگردانی سے سو جب زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو اطلاع دی اس چیز پر کہ نزدیک اس کے تھی نفرت سے جو پیدا ہوئی بڑائی کرنے زینب رضی اللہ عنہا کی سے اوپر اس کے اور بدگوئی اس کی سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی طلاق کی اجازت دی اور نہیں بیچ مخالفت متعلق امر کے واسطے متعلق علم کے وہ چیز کہ منع کرے حکم کرنے کو ساتھ اس کے اور مسلم وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب زینب رضی اللہ عنہا کی عدت گزر چکی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری طرف سے زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام کر زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں چلا سو میں نے کہا اے زینب! بشارت لے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے تجھ سے نکاح کی درخواست کرتے ہیں، زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں کچھ نہیں کرنے والی یہاں تک کہ اپنے رب سے اجازت لوں سو وہ اپنی مسجد میں کھڑی ہوئی اور قرآن اترا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور بغیر اجازت کے اس کے پاس اندر آ گئے اور یہ بھی ابلغ ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی بیچ اس کے اور وہ یہ ہے کہ جو اس کا خاوند تھا وہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کے پاس منگنی کا پیغام لے کر گیا تا کہ نہ گمان کرے کوئی کہ واقع ہوا ہے یہ قہر سے بغیر رضامندی اس کی کے اور اس میں بھی آزمانا ہے اس چیز کا کہ تھی نزدیک اس کے کہ کیا اس کی طرف سے زید رضی اللہ عنہ کے دل میں کچھ محبت باقی ہے یا نہیں اور اس میں مستحب ہونا استخارہ کا ہے اور دعا کرنا اس کا نزدیک پیغام نکاح کے پہلے قبول کرنے کے اور یہ کہ جو کوئی اپنے کام کو اللہ کے سپرد کرے آسان کرتا ہے اللہ واسطے اس کے جو زیادہ فائدہ مند ہو اس کو دنیا اور آخرت میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ إِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پیچھے رکھ تو جس کو چاہے ان میں سے اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو چاہے جی تیرا ان میں سے جو کنارے کر دی تھیں تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں۔

فائدہ: حکایت کی ہے واحدی نے مفسرین سے کہ یہ آیت تخییر کی آیت کے بعد اتری اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب تخییر اتری تو بعض بیویاں طلاق سے ڈریں سو انہوں نے تقسیم کے کام کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا تو یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تُرْجِیْ﴾ تُؤَخِّرُ أَرْجِئْهُ أَخِّرْهُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ترجی کے معنی ہیں پیچھے رکھ اور ارجہ کے معنی ہیں مہلت دے اس کو۔

فائدہ: یہ دونوں لفظ سورۂ اعراف اور شعراء میں ہیں ذکر کیا ہے ان کو بخاری نے واسطے مناسبت ترجی کے۔

٤٤١٤ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُوْلُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ قُلْتُ مَا أُرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ.

۴۴۱۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو غیرت آتی تھی ان عورتوں پر جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اور میں کہتی تھی کہ کیا عورت اپنی جان کو بخشتی ہے پھر جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ پیچھے رکھ جس کو تو چاہے اور جگہ دے اور جس کو چاہے جی تیرا ان میں سے جو کنارے کر دی تھیں تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر میں نے کہا نہیں دیکھتی میں تیرے رب کو مگر کہ جلدی کرتا ہے تیری خواہش میں۔

فائدہ: یہ جو کہا جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تو یہ ظاہر ہے کہ بخشنے والی ایک سے زیادہ عورتیں تھیں یعنی بہت عورتوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور نکاح میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے آپ کو اپنی جان بخشی سو حضرت ﷺ نے وہ عورت ایک مرد کو نکاح کر دی اور اسی طرح اور بھی کئی حدیثوں میں ذکر آیا ہے کہ انہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اگرچہ حضرت ﷺ کو مباح تھا اس واسطے کہ یہ آپ کے ارادے پر موقوف ہے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿ان اراد النبی ان یستنکحھا﴾ اور البتہ بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں سبب نزول اس آیت کا ﴿ترجی من تشآء منھن﴾ اور اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول کی طرف ﴿وامراۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی﴾ اور اس آیت کی طرف ﴿قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم﴾ اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا فرض کیا اللہ نے ان پر یہ کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہوں کے اور یہ جو کہا ﴿ترجی من تشآء منھن﴾ یعنی پیچھے رکھ ان کو بغیر باری ٹھہرانے کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے اور

حاصل یہ ہے کہ ترجی کی تاویل میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جس کو چاہے طلاق دے اور جس کو چاہے اپنے پاس رکھ ، دوسرا یہ کہ کنارے ہو جس سے چاہے بغیر طلاق کے اور باری ٹھہرا جس کے واسطے چاہے، تیسرا یہ کہ قبول کر جس کو چاہے جان بخشنے والیوں سے اور رد کر جن کو چاہے اور حدیث باب کی اس قول کی تائید کرتی ہے اور جو اس سے پہلے اور لفظ تینوں اقوال کا احتمال رکھتا ہے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ نے حضرت ﷺ کو مطلق اجازت دی کہ جس طرح چاہیں تقسیم کریں سو نہ تقسیم کی آپ نے مگر ساتھ برابری کے۔ (فتح)

٤٤١٥ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِيْ يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ أَقُوْلُ لَهٗ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّيْ لَا أُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ أُوْثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا تَابَعَهٗ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا.

۴۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہم میں سے کسی عورت کی باری کے دن اجازت مانگتے تھے یعنی جب چاہتے کہ دوسری کی طرف متوجہ ہوں اس کے بعد کہ یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے تو ان میں سے الخ معاذہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے میں نے کہا تم کیا کہتی تھیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں آپ سے کہتی تھی کہ اگر یہ امر میرے اختیار میں ہے یعنی اجازت دینا تو میں نہیں چاہتی یا حضرت! یہ کہ مقدم کروں آپ پر کسی کو۔

فائدہ: ظاہر حضرت ﷺ کے اجازت لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی عورت سے کنارے نہیں ہوئے اور یہی قول ہے زہری کا۔

تکمیل: اگلی آیت میں ہے ﴿لاتحل لك النساء من بعد﴾ سو اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں کس چیز کی نفی مراد ہے کیا اوصاف مذکورہ کے بعد ہے سو آپ کو ایک قسم حلال تھی اور ایک حلال نہ تھی یا بعد موجودہ عورتوں کے ہے وقت تخییر کے اس میں دو قول ہیں پہلا قول تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ہے اور دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے ہاں واقع یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس قصے مذکورہ کے بعد کسی عورت تازہ سے نکاح نہیں کیا لیکن یہ اختلاف کو ختم نہیں کر سکتا اور البتہ روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں فوت ہوئے حضرت ﷺ یہاں تک کہ اللہ نے آپ کے واسطے سب عورتیں حلال کیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوْا أَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھتے اس کے پکنے کی لیکن جب بلائے جاؤ تب اندر جاؤ پھر کھا چکو تو پھیل جاؤ اور نہ آپس میں جی لگائیں باتوں میں البتہ تمہاری اس بات سے پیغمبر ﷺ کو تکلیف تھی سو تم سے شرماتا تھا اور اللہ نہیں شرم کرتا حق بات کہنے سے اور جب مانگنا چاہو بیویوں سے کچھ چیز تو مانگو پردے کے باہر سے اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو اور تم کو لائق نہیں کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے بعد کبھی یہ کام اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

يُقَالُ إِنَاهُ إِدْرَاكُهٗ أَنٰى يَأْنِيْ أَنَاةً فَهُوَ اٰنٍ.

کہا جاتا ہے اناہ کے معنی ہیں پکنا اس کا مصدر ہے انی یانی کا۔

فائدہ: انی ساتھ فتح الف کے اور نون مقصور کے اور یانی ساتھ کسرہ نون کے اور اناۃ ساتھ فتح ہمزہ کے اور نون مخفف کے اور اس کے اخیر میں ہاء تانیث کی ہے بغیر مد کے مصدر ہے۔ (فتح)

﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا﴾ إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيْبَةً وَّإِذَا جَعَلْتَهٗ ظَرْفًا وَّ بَدَلًا وَّ لَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَآءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَكَذٰلِكَ لَفْظُهَا فِي الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى.

یعنی لفظ قریبا کا اللہ کے اس قول میں جب ٹھہرائے تو اس کو صفت مؤنث کی تو کہے قریبۃ اور جب تو اس کو ظرف اور بدل ٹھہرائے اور صفت مراد نہ رکھے تو دور کرے ہاء کو مؤنث سے اور اسی طرح لفظ اس کا واحد اور تثنیہ اور جمع میں واسطے مذکر اور مؤنث کے۔

فائدہ: خلاصہ یہ ہے قریبا کا لفظ اللہ کے اس قول میں ظرف واقع ہوا ہے ساعت کی صفت نہیں اور جب ظرف واقع ہو تو اس میں تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث برابر ہوتا ہے اسی واسطے قریبا بولا گیا اور بعض نے کہا جائز ہے کہ مراد ساتھ ساعت کے دن ہو یا مراد چیز قریب یا زمانہ قریب ہو یا تقدیر قیام الساعۃ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قریبا کا استعمال ہونا

ظرف میں بہت ہے پاس وہ ظرف ہے بیچ جگہ خبر کے۔ (فتح)

٤٤١٦ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ.

۴۴۱۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! داخل ہوتا ہے آپ کے گھر میں نیک اور گنہگار یعنی ہر قسم کا آدمی آپ کے گھر میں داخل ہوتا ہے سو اگر آپ مسلمانوں کی ماؤں یعنی اپنی بیویوں کو پردے کا حکم کریں تو خوب ہو سو اللہ نے پردے کی آیت اتاری۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا اول اس کا یہ ہے کہ میں اپنے رب سے تین باتوں میں موافق ہوا اور پوری حدیث نماز میں گزر چکی ہے۔

٤٤١٧ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَآءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۴۱۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا جحش کی بیٹی سے نکاح کیا تو لوگوں کو کھانا کھانے کے واسطے بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اٹھنے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اٹھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ نہ سمجھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ نہیں اٹھتے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے سو جب آپ کھڑے ہوئے تو کھڑا ہوا جو کھڑا ہوا اور تین آدمی بیٹھے رہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے تا کہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ وہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نے جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ چلے گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اندر داخل ہونے لگا، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ جاؤ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں، الآیۃ۔

٤٤١٨ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

۴۴۱۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَّ دَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُوْدٌ يَتَحَدَّثُوْنَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ.

لوگوں میں اس پردے کی آیت کو زیادہ جاننے والا ہوں جب زینب رضی اللہ عنہا زینت کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجی گئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر میں تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تیار کیا یعنی دعوت ولیمہ کی اور لوگوں کو بلایا تو وہ کھانے سے فراغت کے بعد بیٹھ کر باتیں کرنے لگے سو شروع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلتے تھے اور اندر آتے تھے اور وہ بیٹھے باتیں کرتے تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ جاؤ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اس قول تک کہ پردے کے پیچھے سے پھر پردہ ڈالا گیا اور لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔

٤٤١٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَّ لَحْمٍ فَأُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتّٰى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوْهُ قَالَ ارْفَعُوْا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلَامُ

۴۴۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنا کی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے روٹی اور گوشت سے یعنی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو ولیمہ کیا تو میں کھانے پر بلانے لوگوں کو بھیجا گیا سو کچھ لوگ آتے تھے اور کھا کر نکل جاتے تھے پھر اور لوگ آتے تھے اور وہ بھی کھا کر نکل جاتے تھے سو میں لوگوں کو بلاتا رہا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہا جس کو میں بلاؤں میں نے کہا یا حضرت! اب میں کسی کو نہیں پاتا جس کو بلاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کھانا اٹھا لے جاؤ، یعنی اور سب آدمی اٹھ کر چلے گئے اور تین آدمی گھر میں باقی رہے بات کرتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو فرمایا سلام تم کو اے گھر والو! اور اللہ کی رحمت، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور آپ کو

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَّ أَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرّٰى حُجَرَ نِسَآئِهٖ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا يَقُوْلُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهٗ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ثَلَاثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدَ الْحَيَآءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرِيْ اَخْبَرْتُهٗ أَوْ أُخْبِرَ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا فَرَجَعَ حَتّٰى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِيْ أُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَّأُخْرٰى خَارِجَةً أَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَأُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ.

بھی سلام اور اللہ کی رحمت ، آپ نے اپنی بیوی کو کس طرح پایا؟ اللہ آپ کو برکت دے، سو حضرت ﷺ اپنی سب بیویوں کے حجروں میں پھرے ان سے کہتے جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور آپ کو کہتیں جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ پھرے سو اچانک دیکھا کہ تینوں آدمی گھر میں باتیں کرتے ہیں اور حضرت ﷺ نہایت شرم والے تھے پھر نکل کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی اور نے کہ لوگ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے یہاں تک کہ جب اپنا پاؤں دروازے کی چوکھٹ میں رکھا اندر اور دوسرا باہر تو میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتاری گئی۔

٤٤٢٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَنٰى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلٰى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيْحَةَ بِنَآئِهٖ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُوْ لَهُنَّ وَيَدْعُوْنَ لَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهٖ رَاٰى رَجُلَيْنِ جَرٰى بِهِمَا الْحَدِيْثُ فَلَمَّا رَاٰهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهٖ وَثَبَا

۴۴۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو ولیمہ کیا سو لوگوں کو روٹی اور گوشت سے پیٹ بھر کھلایا پھر اپنی بیویوں کے حجروں کی طرف نکلے جیسے دستور تھا اپنی خلوت کی صبح کو سو ان کو سلام کرتے اور ان کے واسطے دعا مانگتے اور وہ حضرت ﷺ کو سلام کرتیں اور آپ ﷺ کے واسطے دعا مانگتیں پھر جب اپنے گھر کی طرف پھرے تو دو مردوں کو دیکھا کہ بات کر رہے ہیں سو جب ان کو دیکھا تو اپنے گھر سے پھرے پھر جب دونوں مردوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے گھر سے پھرے تو جلدی اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی ان کے نکلنے کی یا کسی اور نے پھر حضرت ﷺ پھرے اور گھر میں داخل ہوئے اور میرے

مُسْرِعَيْنِ فَمَا أَدْرِيْ أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوْجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور اپنے بیچ میں پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتری، کہا ابن ابی مریم نے یعنی عنعنہ حمید کا اس حدیث میں قادح نہیں اس واسطے کہ وارد ہو چکی ہے اس سے تصریح ساتھ سماع کی واسطے اس حدیث کے اس سے۔

فائدہ: اور محصل قصے کا یہ ہے کہ جو لوگ ولیمہ میں حاضر ہوئے تھے وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور حضرت ﷺ شرمائے کہ ان کو نکلنے کا حکم کریں سو اٹھنے کو تیار ہوئے تا کہ وہ لوگ آپ کی مراد کو سمجھیں اور آپ کے اٹھنے کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں سو جب غافل کیا ان کو بات نے اس سے تو اٹھ کر باہر نکلے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ باہر نکلے مگر تین آدمی جنہوں نے حضرت ﷺ کی مراد کو نہ سمجھا واسطے سخت مشغول ہونے دل ان کے اس چیز میں کہ تھے بیچ اس کے بات سے اور حضرت ﷺ چاہتے تھے کہ وہ لوگ اٹھ جائیں بغیر اس کے کہ ان کو روبرو نکلنے کے ساتھ حکم کریں واسطے شدت شرم آپ کی کے پس دراز کرتے غیبت کو ان سے ساتھ مشغول ہونے کے ساتھ سلام کے اپنی عورتوں پر اور وہ اپنے حال کے شغل میں تھے اور اس کے درمیان ایک اپنی غفلت سے ہوش میں آیا اور باہر نکلا اور دو مرد باقی رہے پھر جب یہ حال دراز ہوا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں پہنچے اور ان کو دیکھا کہ بیٹھے ہیں تو پلٹ آئے سو جب دونوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ پلٹ گئے تو اس وقت انہوں نے آپ کی مراد کو سمجھا اور باہر نکلے اور حضرت ﷺ داخل ہوئے اور پردے کی آیت اتاری گئی اور حضرت ﷺ نے اپنے اور اپنے خادم کے درمیان پردہ ڈالا اور حالانکہ اس کے ساتھ یہ عہد نہ کیا تھا۔

تنبیہ: ظاہر روایت دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت قوم کے اٹھنے سے پہلے اتری اور پہلی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اٹھنے کے بعد اتری اور تطبیق دی جاتی ہے ساتھ اس طور کے کہ مراد یہ ہے کہ ان کے اٹھنے کے وقت اتری اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا حجاب کا ہے واسطے حضرت ﷺ کی بیویوں کے، کہا عیاض نے کہ فرض ہونا پردے کا واسطے ان کے اس قسم سے ہے کہ خاص کی گئی ہیں وہ ساتھ اس کے پس پردہ فرض ہے اوپر ان کے بغیر خلاف کے منہ اور دونوں ہتھیلی میں سو نہیں جائز ہے واسطے ان کے کھولنا اس کا گواہی میں اور نہ اس کے غیر میں اور ظاہر کرنا اپنے وجود کا اگرچہ ہوں مستور کپڑے میں مگر جس کی ضرورت ہو جائے ضرورت سے پھر استدلال کیا ہے عیاض نے ساتھ اس چیز کے کہ مؤطا میں ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے وجود کو ڈھانکا تا کہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے اور یہ کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی لاش پر قبہ بنایا گیا تا کہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے

، انتہی ۔ اور نہیں ہے اس چیز میں کہ ذکر کی اس نے دلیل اس پر جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وجود کا ڈھانکنا ان پر فرض ہے اور حالانکہ حضرت ﷺ کے بعد حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور اصحاب اور تابعین ان سے حدیث سنتے تھے اور ان کے بدن چھپے ہوتے تھے نہ وجود اور پہلے گزر چکا ہے حج میں قول ابن جریج کا واسطے عطا کے جب کہ ذکر کیا اس نے واسطے اس کے طواف عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ پردے کے اترنے سے پہلے تھا یا پیچھے اس نے کہا پایا میں نے اس کو بعد اترنے پردے کے وسیاتی مزید بیان لذلک ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٤٢١ - حَدَّثَنِيْ زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيْمَةً لَّا تَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَّعْرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِيْ كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَإِنَّهٗ لَيَتَعَشّٰى وَفِيْ يَدِهٖ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَقَالَ لِيْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِيْ يَدِهٖ مَا وَضَعَهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ.

۴۴۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلیں بعد اترنے پردے کے اور تھیں عورت بھاری بدن والی نہ چھپ رہتیں پہچاننے والے پر یعنی جو ان کو جانتا تھا پہچان لیتا تھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا سو کہا اے سودہ! خبردار قسم ہے اللہ کی ہم تجھ کو پہچانتے ہیں سو دیکھ تو کس طرح نکلتی ہے؟ یعنی باہر مت نکلا کر سو وہ الٹی پھریں اور حضرت ﷺ میرے گھر میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی سو سودہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور کہا کہ یا حضرت! میں اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلی تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایسا ایسا کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ پر وحی اتری پھر آپ سے موقوف ہوئی اور حالانکہ ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی اس کو رکھا نہیں تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو اجازت ہوئی یہ کہ اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلو یعنی تم کو جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلنے کی اجازت ہوئی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر تو کہے کہ واقع ہوا ہے اس جگہ کہ وہ بعد اترنے پردے کے تھا اور وضو میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ پردے سے پہلے تھا سو جواب یہ ہے کہ شاید واقع ہوا ہے یہ دو بار، میں کہتا ہوں بلکہ مراد ساتھ حجاب پہلے کے غیر حجاب دوسرے کا ہے اور حاصل یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں نفرت واقع ہوئی اس سے کہ اجنبی لوگ حضرت ﷺ کی بیویوں کو دیکھیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے صریح کہا کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرائیے اور اس کی تاکید کی یہاں تک کہ پردے کی آیت اتری پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ ان کے وجود بھی بالکل

ظاہر نہ ہوں اگرچہ کپڑے میں چھپی ہوں سو انہوں نے اس میں مبالغہ کیا اور اس سے منع کیا اور ان کو حاجت کے واسطے نکلنے کی اجازت ہوئی واسطے ہٹانے مشقت کے اور دور کرنے حرج کے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین نے کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں بلکہ اولیٰ وارد کرنا ہے اس کا عدم حجاب۔ میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اصل حدیث کا حوالہ دیا ہے اور اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا. لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ اٰبَآئِهِنَّ وَلَا أَبْنَآئِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَآءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَآءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر ظاہر کرو تم کسی چیز کو یا چھپاؤ اس کو سو اللہ ہے ہر چیز کو جانتا گناہ نہیں ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے اور اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتی رہیں اللہ سے بیشک اللہ کے سامنے ہر چیز ہے۔

٤٤٢٢ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُوْ أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ لَا اٰذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ فِيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ اٰذَنَ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَمْنَعُكِ أَنْ تَأْذَنِيْ عَمُّكِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ

۴۴۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پردہ اترنے کے بعد افلح ابوقعیس کا بھائی میرے دروازے پر آیا اور مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی میں نے کہا میں اس کو اجازت نہ دوں گی یہاں تک کہ میں اس میں حضرت ﷺ سے اجازت لوں اس واسطے کہ اس کے بھائی ابوقعیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوقعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے سو حضرت ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا یا حضرت! افلح ابوقعیس کے بھائی نے مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اجازت دوں یہاں تک کہ آپ سے اجازت لوں، حضرت ﷺ نے فرمایا اور کیا چیز تجھ کو منع کرتی ہے کہ تو اپنے چچا کو اجازت دے؟ میں نے کہا یا حضرت! مرد نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے حضرت ﷺ نے

اللهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ إِئْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ.

فرمایا کہ اس کو اجازت دے اندر آنے کی کہ وہ تیرا رضاعت کے رشتے سے چچا ہے، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، کہا عروہ نے سو اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ حرام کرو دودھ پینے سے جو حرام کرتے ہو نسب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رضاعت کے بیان میں آئے گی اور مطابقت اس کی واسطے ترجمہ کے اللہ کے اس قول سے ہے کہ نہیں گناہ ان کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے آخر تک اس واسطے کہ یہ بھی منجملہ دونوں آیتوں سے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے باوجود قول آپ کے کی دوسری حدیث میں کہ چچا اور باپ ایک جڑ کی دو شاخیں ہیں اور ساتھ اس کے دور ہوگا اعتراض اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ حدیث میں ترجمہ کی مطابقت بالکل نہیں اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے طرف رد کی اس شخص پر جو مکروہ جانتا ہے واسطے عورت کے یہ کہ رکھے اوڑھنی اپنی نزدیک چچا اپنے کے یا ماموں اپنے کے جیسا کہ عکرمہ اور شعبی سے روایت ہے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی افلح کے قصے میں رد کرتی ہے اوپر ان کے اور یہ ان باریک باتوں سے ہے جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجموں میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ صَلَاةُ اللّٰهِ ثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں البتہ اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو! رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر، کہا ابو العالیہ نے کہ مراد اللہ کی صلوۃ سے ثنا کرنا اللہ کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزدیک فرشتوں کے اور مراد فرشتوں کی صلوۃ سے دعا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَلُّوْنَ﴾ يُبَرِّكُوْنَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یصلون کے معنی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے برکت کی دعا مانگتے ہیں۔

فائدہ: پس موافق ہوگا ابو العالیہ کے قول کو لیکن وہ خاص تر ہے اس سے اور کسی نے مجھ سے پوچھا کہ صلوۃ کو اللہ کی طرف منسوب کیا ہے سلام کو نہیں کیا اور حکم کیا ہے مسلمانوں کو ساتھ اس کے اور سلام کے اس کی کیا وجہ ہے؟ سو میں نے کہا کہ احتمال ہے کہ سلام کے دو معنی ہوں تحیہ اور فرمانبردار ہونا پس حکم کیا ساتھ اس کے مسلمانوں کو واسطے صحیح ہونے ان دونوں معنی کے ان سے اور اللہ اور اس کے فرشتوں کا فرمانبردار ہونا جائز نہیں پس نہیں منسوب کیا اس کو ان کی طرف واسطے دور کرنے وہم کے اور علم نزدیک اللہ کے ہے۔

﴿لَنُغْرِيَنَّكَ﴾ لَنُسَلِّطَنَّكَ.

یعنی لنغرینك کے معنی ہیں البتہ ہم غالب کریں گے تجھ کو اوپر ان کے ساتھ قتال کے اور اخراج کے ، اللہ نے فرمایا﴿والمرجفون فی المدینه لنغرینك بهم﴾.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور نہیں ہے اس کو تعلق ساتھ آیت کے اگرچہ جملہ سورہ سے ہے سو شاید ناقل کی غلطی ہے۔

٤٤٢٣ - حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

۴۴۲۳۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! آپ کو سلام کرنا تو ہم نے جانا سو آپ پر درود بھیجنا کس طرح ہے یعنی آپ پر درود کس طرح بھیجیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو کہ الہی رحمت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے، الہی! برکت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ سلام کے وہ چیز ہے جو سکھلائی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات میں ان کے قول سے السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ نے ہم کو حکم کیا ہے کہ آپ پر درود پڑھیں سو ہم کس طور سے آپ پر درود پڑھیں اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ جب یہ آیت اتری ﴿ان الله وملائکته﴾ الآیۃ تو ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو ہم نے جانا سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں اور یہ جو کہا جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر یعنی پہلے گزر چکی ہے تجھ سے رحمت ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر سو ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جو چیز فاضل کے واسطے ہو وہ افضل کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہوگی اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہوگی جدائی ایراد مشہور سے کہ شرط تشبیہ کی یہ ہے کہ مشبہ بہ قوی ہو اور محصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ نہیں باب الحاق کامل کے ساتھ ساتھ اکمل کے بلکہ باب تہیج سے ہے اور مانند اس کی ہے یا از قسم بیان حال اس چیز کے کہ نہیں پہچانی جاتی ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی جاتی ہے اس واسطے کہ وہ آئندہ زمانے میں ہے اور جو چیز کہ حاصل ہوتی ہے اس سے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقویٰ اور

اکمل ہے اور علماء نے اس کا اور جواب بھی دیا ہے بر تقدیر اس کے کہ وہ باب الحاق سے ہے اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی ہے واسطے مجموع کے اس واسطے کہ مجموع آل ابراہیم علیہ السلام کی افضل ہے مجموع آل محمد ﷺ کی سے اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں پیغمبر ہوئے ہیں برخلاف آل محمد ﷺ کے اور قدح کرتی ہے اس جواب میں تفصیل جو اس حدیث کے اکثر طرق میں واقع ہوئی ہے اور جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ معلوم کرائے حضرت ﷺ کو اللہ کہ وہ افضل ہیں ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں سے۔ (فتح)

٤٤٢٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيْمُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ. قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ إِبْرَاهِيْمَ.

۴۴۲۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو یہ ہے سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو، الٰہی! رحمت کر محمد ﷺ پر جو تیرا بندہ اور رسول ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر، کہا ابو صالح نے لیث سے محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ اور یزید کی روایت میں ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کر محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیث سے، یعنی روایت کیا ہے اس کو ابو صالح اور یزید نے ساتھ سند لیث کے پس ذکر کیا یزید نے آل ابراہیم کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیث سے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ پیغمبر کے سوا اور پر بھی صلوۃ کے ساتھ دعا کرنا درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا وعلی آل محمد اور جو منع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ جائز اس وقت ہے جب کہ بالتبع واقع ہو اور منع اس وقت ہے جب کہ مستقل واقع ہو اور حجت اس میں یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا شعار ہو چکا ہے پس نہ کہا جائے گا ابو بکر ﷺ اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں اور کہا جاتا ہے صلی اللہ علی النبی وعلی صدیقہ او خلیفتہ اور مانند اس کی اور قریب ہے اس سے کہ نہیں کہا جاتا قال محمد عزوجل

اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں اس واسطے کہ یہ ثناء اللہ کے واسطے شعار ہو چکا ہے سو کوئی اس کو اس میں شریک نہ ہوگا اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا اللھم صل علی آل ابی اوفی تو نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس شخص کے جو اس کو مستقل جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حق دار کو جائز ہے کہ جس کو چاہے اپنے حق میں سے کچھ دے دے اور نہیں جائز ہے اس میں تصرف کرنا غیر کو مگر اس کی اجازت سے اور حضرت ﷺ سے اجازت اس میں ثابت نہیں اور قوی کرتا ہے منع کو کہ صلوٰۃ غیر نبی پر ہو گیا ہے شعار واسطے اہل اہوا کے کہ صلوۃ بھیجتے ہیں اس پر جس کی تعظیم کرتے ہیں اہل بیت وغیرھم سے اور یہ منع حرام ہے یا مکروہ یا خلاف اولیٰ صحیح کہا ہے دوسری وجہ کو نووی رحمہ اللہ نے اور اسماعیل بن اسحاق نے احکام القرآن میں عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی کہ اس نے لکھا اما بعد یعنی بعد حمد اور صلوٰۃ کے بات تو یوں ہے کہ بعض لوگ تلاش کرتے ہیں عمل دنیا کا ساتھ عمل آخرت کے اور یہ کہ بعض قصے خوانوں نے بدعت نکالی ہے درود میں کہ اپنے خلیفوں اور سرداروں پر حضرت ﷺ کے برابر درود پڑھتے ہیں سو جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو ان کو حکم کر کہ ان کا درود حضرت ﷺ پر ہو اور مسلمانوں کے واسطے دعا کریں اور جو اس کے سوا ہو اس کو چھوڑ دیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نہیں لائق ہے درود پڑھنا کسی پر سوائے حضرت ﷺ کے لیکن مسلمانوں کے واسطے استغفار ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی۔

٤٤٢٥ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَاسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا وَّذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾.

۴۴۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام شرمیلے مرد تھے اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا اے ایمان والو! نہ ہو جاؤ مثل ان لوگوں کی جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی سو پاک کیا ان کو اللہ نے اس سے جو انہوں نے کہا اور تھا اللہ کے یہاں آبرومند۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پہاڑ پر چڑھے ہارون علیہ السلام وہاں مر گئے بنی اسرائیل نے کہا کہ تو نے اس کو مار ڈالا ہے وہ تجھ سے نرم تھا اور ہم سے زیادہ محبت رکھتا تھا سو انہوں نے اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا وہ اس کے جنازے کو اٹھا کر بنی اسرائیل کی مجلس پر گزرے تب بنی اسرائیل کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی

موت سے مرے، کہا طبری نے احتمال ہے کہ ہو یہ مراد ساتھ ایذا کے بیچ اس آیت کے ﴿لا تکونوا کالذین آذوا موسی﴾ میں کہتا ہوں جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے لیکن نہیں مانع ہے یہ کہ ہوں واسطے ایک چیز کے دو سبب یا زیادہ کما تقدم غیر مرة .

سُوْرَةُ سَبَإٍ

سورۂ سبا کی تفسیر کا بیان

فائدہ: سبا ایک قوم کا نام ہے ملک یمن میں رہتے تھے۔

يُقَالُ ﴿مُعَاجِزِيْنَ﴾ مُسَابِقِيْنَ ﴿بِمُعْجِزِيْنَ﴾ بِفَآئِتِيْنَ مُعَاجِزِيَّ مُسَابِقِيَّ ﴿سَبَقُوْا﴾ فَاتُوْا ﴿لَا يُعْجِزُوْنَ﴾ لَا يَفُوْتُوْنَ ﴿يَسْبِقُوْنَا﴾ يُعْجِزُوْنَا وَقَوْلُهُ ﴿بِمُعْجِزِيْنَ﴾ بِفَآئِتِيْنَ وَمَعْنَى ﴿مُعَاجِزِيْنَ﴾ مُغَالِبِيْنَ يُرِيْدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَنْ يُّظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ مِعْشَارٌ عُشْرٌ يُقَالُ الْأُكُلُ الثَّمَرُ ﴿بَاعِدْ﴾ وَبَعِّدْ وَاحِدٌ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَعْزُبُ﴾ لَا يَغِيْبُ ﴿سَيْلَ الْعَرِمِ﴾ السُّدُّ مَآءٌ أَحْمَرُ أَرْسَلَهُ اللّٰهُ فِي السُّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ وَحَفَرَ الْوَادِيَ فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنْبَتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَآءُ فَيَبِسَتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَآءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَآءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ الْعَرِمُ الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ أَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَرِمُ الْوَادِي ﴿السَّابِغَاتُ﴾ الدُّرُوْعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نُجَازِيْ﴾ يُعَاقِبُ ﴿أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ بِطَاعَةِ اللّٰهِ

کہا جاتا ہے کہ معاجزین کے معنی اللہ کے قول ﴿والذین یسعون فی آیاتنا معاجزین﴾ میں سابقین ہیں یعنی آگے بڑھنے والے اور معجزین کے معنی ہیں فوت ہونے والے کہ ہمارے قابو میں نہ آ ؤ اللہ نے فرمایا ﴿وما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السمآء﴾ یہ کلمہ سورۂ عنکبوت میں ہے اور سبقوا کے معنی ہیں فاتوا یعنی ہم سے فوت ہوئے اللہ نے سورۂ انفال میں فرمایا ﴿ولا تحسبن الذین کفروا سبقوا انھم لا یعجزون﴾ اور لا یعجزون کے معنی ہیں نہ فوت ہوں گے ہم سے اور یسبقونا کے معنی ہیں ہم کو عاجز کریں، اللہ نے فرمایا ﴿ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا﴾ اور معنی معاجزین کے مغالبین کے ہیں ہر ایک دونوں میں سے چاہتا ہے کہ اپنے ساتھی کا عجز ظاہر کرے اور معشار کے معنی ہیں دسواں حصہ، اللہ نے فرمایا ﴿وما بلغوا معشار ما آتینھم﴾ ای عشر ما اتیناھم اور اکل کے معنی ہیں پھل، اللہ نے فرمایا ﴿ذواتی اکل خمط واثل﴾ اور باعد اور بعد کے معنی ایک ہیں یعنی دور کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قالوا ربنا باعد بین اسفارنا﴾ اور کہا مجاہد نے لا یعزب کے معنی ہیں نہیں چھپتا، اللہ نے فرمایا ﴿لا یعزب عنه

﴿مَثْنٰی وَفُرَادٰی﴾ وَاحِدٌ وَّاثْنَیْنِ ﴿اَلتَّنَاوُش﴾ اَلرَّدُّ مِنَ الْاٰخِرَةِ اِلَی الدُّنْیَا ﴿وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ﴾ مِنْ مَّالٍ اَوْ وَلَدٍ اَوْ زَهْرَةٍ ﴿بِاَشْیَاعِهِمْ﴾ بِاَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿کَالْجَوَابِ﴾ کَالْجَوْبَةِ مِنَ الْاَرْضِ اَلْخَمْطُ الْاَرَاكُ وَالْاَثْلُ الطَّرْفَآءُ الْعَرِمُ الشَّدِیْدُ.

مثقال ذرہ﴾ اور عرم کے معنی ہیں بند جو پانی کو روک رکھے سرخ پانی تھا جس کو اللہ نے بند میں بھیجا سو اس نے بند کو پھاڑ ڈالا اور گرا دیا اور وادی کو کھودا پس اکھڑ گئے دونوں طرف سے یعنی دونوں باغ پانی سے بہہ گئے اور ویران بیابان ہو گئے اور غائب ہوا ان سے پانی سو دونوں سوکھ گئے اور نہ تھا پانی سرخ بند میں لیکن وہ عذاب تھا جس کو اللہ نے ان پر بھیجا جس جگہ سے چاہا اور کہا عمرو بن شرحبیل نے کہ عرم بند ہے اہل یمن کی زبان میں اور اس کے غیر نے کہا کہ عرم کے معنی ہیں وادی، اور سابغات کے معنی ہیں زرہیں، اللہ نے فرمایا ﴿ان اعمل سابغات﴾ ای دروعا واسعة طویلة اور کہا مجاہد نے کہ نجازی کے معنی ہیں سزا دیتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿هل نجازی الا الکفور﴾ اور ﴿اعظکم بواحدة﴾ بطاعة اللّٰہ یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اللہ کی بندگی کی اور مثنی وفرادی کے معنی ہیں ایک ایک اور دو دو، اللہ نے فرمایا ﴿ان تقوموا للّٰہ مثنی وفرادی﴾ اور تناوش کے معنی ہیں پھرنا آخرت سے طرف دنیا کی، اللہ نے فرمایا ﴿وانی لهم التناوش من مکان بعید﴾ یعنی آخرت سے طرف دنیا کی، اور بین ما یشتهون کے معنی ہیں جدائی ڈالی گئی درمیان ان کے اور درمیان اس چیز کے کہ ان کے جی چاہتے تھے مال سے اور اولاد سے اور دنیا کی رونق سے اور باشیاعهم کے معنی ہیں ان کی مثالوں سے، اللہ نے فرمایا ﴿کما فعل باشیاعهم﴾ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جواب کے معنی ہیں مانند گڑھے کے

زمین سے، اللہ نے فرمایا ﴿وجفان کالجواب﴾ اور خمط کے معنی ہیں پیلو اور اثل کے معنی ہیں جھاؤ اور عرم کے معنی ہیں سخت۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ مسناۃ کے وہ چیز ہے جو بنائی جاتی ہے وادی کی چوڑائی میں تا کہ بلند ہو پانی اور زمین پر بہے اور کہا فراء نے کہ وہ بند تھا اس کے تین دروازے تھے سو اول یہ پانی پہلے دروازے سے لیتے تھے پھر دوسرے سے پھر تیسرے سے اور نہیں تمام ہوتا تھا آئندہ سال تک اور وہ لوگ بہت آسودہ تھے سو جب انہوں نے پیغمبر کی تصدیق سے منہ پھیرا اور ان پر ایمان نہ لائے تو اللہ نے ان کا وہ بند توڑ ڈالا سو ان کی زمین غرق ہوئی اور ریت نے ان کے گھروں کو بھر دیا اور ٹکڑے ہوئے یہاں تک کہ ان کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا عرب کے نزدیک ضرب المثل ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عرم گھونس (بڑا چوہا، چھچھوندر) کا نام ہے جس سے اس بند کو خراب کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ اوپر والے کہیں حق فرمایا اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا۔

٤٤٢٦ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا﴾ لِلَّذِيْ قَالَ ﴿الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَّوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا إِلٰى مَنْ

۴۴۲۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں عاجزی کرتے ہوئے واسطے اللہ کے حکم کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ شاید قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو، ہوتی ہے وہ آواز مسموع مانند آواز زنجیر کی پتھر پر پھر جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دل سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ کہتے ہیں اس کو جس نے پوچھا کہ اللہ نے حق فرمایا اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا سو سنتا ہے اس کو چوری سننے والا اور چوری سننے والا شیطان اس طرح ایک پر ایک اور بیان کیا اس کو سفیان نے اپنے ہاتھ سے اور اس کو ترچھا کیا اور اپنی انگلیوں کو کشادہ کیا سو وہ اس کلمے کو سنتا ہے پھر اس کو اپنے نیچے

تَحْتَهٗ ثُمَّ يُلْقِيْهَا الْاٰخَرُ إِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰى يُلْقِيَهَا عَلٰى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهٗ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِيْ سَمِعَ مِنَ السَّمَآءِ.

والے کی طرف ڈالتا ہے پھر سدوسرا اس کو اپنے سے نیچے والے کی طرف ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کو ساحر یا کاہن کے منہ میں ڈالتا ہے سو اکثر اوقات پاتا ہے اس کو انگارا پہلے اس سے کہ اس کو دوسرے کی طرف ڈالے یعنی جیسا کہ اکثر رات کے وقت تارا ٹوٹتا نظر آتا ہے سو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ کیا اس نے فلاں فلاں دن ہم سے ایسا نہیں کہا تھا یعنی سو ہم نے اس کو حق پایا سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اس ایک بات کے سبب سے جس کو آسمان سے سنا تھا۔

فائدہ: طبرانی نے مرفوع روایت کی ہے کہ جب اللہ کوئی بات کرتا ہے تو آسمان اللہ کے خوف سے سخت کانپتے ہیں پھر جب آسمان والے اس کو سنتے ہیں تو بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں پھر سب سے پہلے پہل جبرئیل علیہ السلام اپنا سر اٹھاتا ہے سو اللہ اس کو پیغام دیتا ہے جو چاہتا ہے جبرئیل علیہ السلام اس کو لے فرشتوں کے پاس پہنچتے ہیں جب کسی پر گزرتا ہے تو آسمان والے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں حق سو اس کو پہنچاتا ہے جہاں حکم ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی آسمان پر نہیں گزرتا مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہیں وہ مگر ڈرانے والا تم کو سخت عذاب سے۔

٤٤٢٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاهْ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوْا مَا لَكَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيْكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ

۴۴۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صفا پہاڑ پر چڑھے سو فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آ پہنچا سو قریش آپ کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے فریاد کی؟ فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن تم کو لوٹنا چاہتا ہے صبح کو یا شام کو کیا تم مجھ کو سچا نہیں جانو گے؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں؟ فرمایا سو میں تم کو ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے، ابولہب نے کہا تجھ کو ہلاکت ہو کیا اسی واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا سو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ ہلاک ہوئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور

بَيْنَ يَدَیْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾.

ہلاک ہوا وہ خود۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ کہ پارہ انیسواں صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین